وَمَن یَتَوَکَّل عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسبُہٗ

الحمد للہ والمنہ کہ دیوان بلاغت بنیان از تصنیف ہمایہ قدسی کلیم جناب منشی امیر اللہ صاحب المتخلص بتسلیم لکھنوی

دفتر خیال

باہتمام ہیچمدان امیدوار مغفرت ایزد منان محمد عبد الاحد خلف محمد عبد الواحد خان صاحب ابن محمد مصطفیٰ خان صاحب مغفور

مطبع مصطفائی مصطفیٰ طبع رسید

در ۱۳۱۲ مصطفائی محمد خان طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسیمِ انفاسِ افلاکیان ایسے چمن آراکی گلِ توحید سے نکہت فروش ہی کہ جسنے تختۂ خاک کو
لالہ رخانِ سبزہ رنگ سے دامانِ گلچین بنایا شمیم سنبلِ آہِ خاکیان ایسے بہار پیرا کے
ریاحینِ تحمید سے نافہ درآغوش ہی کہ جسنے گلِ خورشید کو طرۂ دستارِ افلاک فرمایا
چمنستانِ سخن آبیاری نعت اوس سرچشمۂ ہدایت سے شاداب ہی کہ جسکے زلال البشارت
جنّاتٌ تجری من تحتہا الانہار نے تشنگانِ وادی ارادت کو سیراب کیا گلستان
معانی آب جوی منقبت اوس رنگ طرازِ نبوت سے سرسبز ہی کہ جسکے نخل تمنا کو باغبان
قدرت نے آبشار انّا اعطیناک الکوثر سے آب دیا صدر نشین مسند قابَ قوسین
اَوْ اَدنیٰ سرورِ عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثمرِ نورس شاخ قلم گلفشانیِ درود
آلِ اطہار ہی کہ جنکے فیضِ قدم سے حدیقۂ خزان رسیدۂ عالم نے مرتبہ صحن فردوس کا پایا برگ بار
گلبن زبان ستایش صحابۂ کبار ہی کہ جنکے حسن تدبیر نے خیابانِ ہدایت کو خارِ ضلالت سے
پاک فرمایا آوارۂ کوی ناکامی نام آورِ عالم گمنامی خارچین گلشن طبع سلیم شیخ امیر اللہ
تسلیم ارباب سخن کی خدمت مین التماس آرا ہی چہرۂ شاہد مضمون نو سے نقاب کشا
ہی اعنی سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین شاعر رنگین بیان نکتہ ور رشک سحبان ہمپایۂ قدسی و کلیم

جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم ابن نواب آقا علیخان تاجدار شاگرد جناب حکیم
محمد مومن خان اسکنہم اللہ فی فرادیس الجنان خطۂ پاک دہلی سے لکھنؤ مین تشریف فرما
ہوئے غلغلۂ شیوابیانی آوازۂ نکتہ دانی بلند ہوا اکثر صغار وکبار و امراے روزگار
فیضیاب تلمذ حضرت والا ہوئے ہر طرف شاعری کی دھوم ہوئی معاملہ بندی کی حقیقت
معلوم ہوئی فصاحت نے شکر زبان پر زہر کھایا بلاغت نے زمین شعر کو آسمان بنایا واقعی
چستی بندش مین کچھ کلام نہین سوا اُنکا کہین نام نہین با این ہمہ خدام والا کو کبھی ترتیب
دیوان کا خیال نہ آیا بسبب وارستہ مزاجی اور عالی ہمتی کے کچھ فراہم نہ فرمایا ہر پارۂ جگر
صورت دل پریشان ہوگیا صفحۂ عالم سے مثل خیال باطل بے نشان ہوگیا کئی مثنویان
موزون فرمائین کوئی ناتمام رہی کسیکا پتا نہین ایک جلد الف لیلہ کی باقی رہی نظر ثانی
کی نوبت نہ آئی چھپ گئی آخر کو ۱۲۸۱ ہجری مین چہار دہم ماہ رمضان المبارک کو
دار فانی سے برخاستہ خاطر ہوے حریم حرم عالم جاودانی مین لبیک گویان حاضر ہوے
ہر ایک کی زبان پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آیا شعر وسخن کو خاک بر سر داغ بر دل پایا
اکثر شاگردون دوستون نے تاریخین وفات کی موزون فرمائین فی الحال تحریر ہذا مین بہمت
اندراج پائین الحال امیر اعظم رئیس معظم افسر ملک معانی فرمانفرمای کشور سخندانی جناب نواب
محمد تقی خان بہادر دام اقبالہ ابن نواب صادق علیخان بن نواب اصغر علیخان
ابن نواب محمد علیخان بہادر سالار جنگ بَرَّدَ اللّٰہُ مَضْجَعَہُمْ نے کچھ کلام جستہ جستہ
جا بجا سے فراہم کیا بکمال شوق و سعی نہایت ایک دیوان ترتیب دیا کہ استاد
مغفور کا بعد وفات کچھ یادگار رہے بے نشان ہوکر بھی چند ہی نشان برقرار رہے
مطبع مصطفائی مین چھپنے کی اجازت دی مصارف کی کفالت کی اللہ تعالی
ایسے رئیس باہمت اور شاگرد استاد پرست کو سعادت ازلی عطا فرمائی کونین مین
ترقی جاہ و دولت سے سرفراز و ممتاز رکھے آمین یا رب العالمین قطعات تاریخ وفات

از جناب عمید الدولہ عمید الملک منشی میر مظفر علیخان بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

میرزا آنکہ بود کشور دہلی وطنش	صاحب علم و زباندان و خردمند و فہیم
رفت از دار فنا جانب فردوس برین	باد در مرتبہ قرب خداوند علیم
سال تاریخ وفاتش قلمم کرد رقم	شد بجوران ارم از چمن دہر نسیم ۱۲۸۲

از منشی آغا علی صاحب تخلص شمس شاگرد جناب قاضی محمد صادق خان اختر

نسیم دہلوی اصغر علیخان شاعر نامی	چو از دنیا روان شد جانب جنت بصد عزت
بتاریخ وفاتش گفت شمس این مصرع موزون	نسیم دہلوی جان نسیم گلشن جنت ۱۲۸۲

از نتائج طبع سید کاظم حسین صاحب تخلص تنویر شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

نسیم دہلوی عندلیب گلشن فکر	بباغ خلد روان شد چو شبنم سحری
چو بود شاعر رنگین کلام و رنگین طبع	پریدہ بلبل روحش شد از حیات بری
چو عام شد خبر مرگ او بگلشن دہر	ز بلبلان سخن شد خروش نوحہ گری
سر بکا زدہ تاریخ گفتم ای تنویر	نسیم شد بہوا داری ارم سفری ۱۲۸۲

از نتائج طبع نواب محمد تقی خانصاحب تخلص افسر شاگرد نسیم دہلوی

چو اصغر علیخان اوستاد کامل	سوی خلد رفت ازین دار فانی
دم فکر افسر پی سال رحلت	نوشتم ز ملک سخن شد معانی ۱۲۸۲

از نتائج طبع علی محمد خانصاحب تخلص ولی شاگرد نواب ظفریاب خانصاحب

چو اصغر علیخان سوی خلد شد	خزان دیدہ شد باغ شعر و سخن
ولی بہر سال وفات نسیم	بگو ہائے استاد ملک سخن ۱۲۸۲

طبعزاد فدا علی صاحب عیش شاگرد جناب میر کلو صاحب عرش

رفت ہی ہی نسیم در جنت	بود اوستاد نکتہ دان شاعر
عیش بنوشت سال در معجم	مرد ای وای خوش بیان شاعر ۱۲۸۲

ازنواب فضل علیخان بہادر عرف لاڈلے صاحب تخلص شوق ابن نواب ذکاء الدولہ بہادر

چو نسیم دہلوی یکتاے عصر — زین جہان رخت سفر بربست ہاے
سال رحلت شوق خستہ دل نوشت — اوستاد ما ز دنیا رفت واے ۱۲۸۲

ازنتائج فکر میرزا مرتضی بیگ عرف مجو بیگ صاحب تخلص عاشق شاگرد نسیم دہلوی

شد جانب خلد اوستادم عاشق — شاہنشہ اقلیم معانی اے آہ
ہاتف تاریخ انتقالش فرمود — شاعر بے مثل بود انا للہ

طبعزاد مولوی باسط علی صاحب تخلص شوکت شاگرد نسیم دہلوی

حیف نسیم دہلوی سوے جنان ہوے روان — صرصر مرگ سے ہوا خشک نہال شاعری
شوکت خستہ دل یہی سال وفات اب لکھو — آہ جہان سے اوٹھ گیا آج کمال شاعری ۱۲۸۲

طبعزاد لالہ خیراتی لال صاحب تخلص شگفتہ شاگرد نسیم دہلوی

مثل نکہت نسیم استاد — گلزار جہان سے چل بسے واے
لکھی تاریخ اسے شگفتہ — استاد شفیق و مہربان ہاے ۱۲۸۲

بلبل گلزار سخن شادی لال چمن شاگرد نسیم دہلوی

چون ز حکم خداے پاک نسیم — یافت ناگہ بباغ جنت جاے
از سر درد اے چمن بنویس — واے بے اوستاد گشتم واے ۱۲۸۲

ازنتیجہ طبع شیخ محمد حسین صاحب تخلص لال شاگرد نسیم دہلوی

چون نسیم سخنور کامل — زین جہان الم فزا رفتہ
سال رحلت لال محزون گفت — وای استاد من کجا رفتہ ۱۲۸۲

ازمرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص گوہر شاگرد نسیم دہلوی

آج دنیا سے نسیم دہلوی — لے گئے تشریف ایدل ہاے ہاے
یہ لکھی گوہر نے تاریخ وفات — شاعر بے مثل و کامل ہاے ہاے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ
قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علیشاہ خلد اللہ ملکہ

پیرہن مین ہی مرا شاہد مضمون نہان
دائرہ مثل گریبان ہی تو کاغذ دامان

ربط لفظی نے نیا قاعدہ دکھلایا آج
دہن حرف سی پیوند ہی خامی کی زبان

نظر آتا ہی ورق ناصیۂ معشوق سے
ریزش کلک سے نقطون نے چنی کیا افشان

ہر کشش مین ہی ہلال خم ابرو پیدا
ختم و آغاز کی نوکین ہین بشکل مژگان

سرخ ہین تاب مضامین سے جو نقطے تھے سیاہ
شعلۂ فکر سے ایسا ہی قلم گل افشان

طبع کو طاعت مضمون نہو کیونکر حاصل
صاحب خانہ ہی پابند مزاج مہمان

کیون نہو غرق ندامت سخن ہر مہمل
جوشش فکر سے معنی کی اٹھی ہین طوفان

فہم حساد نہین رمز سے میری آگاہ
دہن خصم کو حاصل ہی کہان لطف بیان

اتحاد رمل و خبن سے لکھتا ہی قلم
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

صدر نے صورت اوجِ فلکی دکھلائے — حشو مثلِ کمرِ شاہدِ مطلب ہی نہان

چشمۂ مہر تجلی سے ہوا عین عروض — ابتدا نیرِ اعظم کی طرح ہی تابان

ضرب نے قسمتِ مقصد سے وہ رتبہ پایا — کہ گہر ریز ہوئے اہلِ سخن کے دامان

منقص وافی و مالوف و صحیح و مجزو — سب مین ہین بندشِ تخئیلِ معقد کے نشان

سات ہین بندشِ ابیات کی شکلین لاریب — نکتہ ور دلمین سمجھ لینگے اشارات نہان

منقسم ضرب تجی ہی برائے ترکیب — حرف سے لفظ بنی لفظ سی معنی ہون عیان

صورتِ شعر مین بتین طرح کے ہین تک — علم استاد سے آگاہ نہین ہر نادان

چند اعداد افاعیل کو کہتی ہین عروض — انکے پڑھ لینے سے شاعر نہین ہوتا انسان

پہلانے جو پڑھی کوئی کتاب اس فن کی — بنگئے بے خلشِ فکر وہ استادِ زمان

کہتے پھرتے ہین یہ کیا بحر ہی اور دائرہ کیا — دیکھو ہمنے بھی طبیعت سے نکالے اوزان

دیکھ سیفی کے رسالے کو بنے خود سیفی — ہین تو بی قاعدہ لیکن وہ ہوی قاعدہ دان

لفظ تجنیس نہ تخنیق سمجھتے ہین کچھ — خرم اور خزم کی تحقیق مین اکثر حیران

صفت قافیہ مین ذکر اگر آجائے — پوچھیں اقسام روی کے تو نہ ثابت ہو نشان

ہو جو ترکیبِ اضافی کی ضرورت واقع — صورتِ آئینہ رہ جاتین سراپا حیران

پوچھے گر کوی تو ارشاد ہو یہ از رہِ طعن — فارسی گو نہین ہو کے ہین ہم قاعدہ دان

کسی استاد کا دیوان اگر کوئی پڑھی — ایک ہی بیت کی معنی نہ ادا ہون یکسان

کہتے ہین عرفی و فردوسی و خاقانی کو — جل گئی روح تک اونکی وہ کہی شعر تیان

صدقی اوسپر جو نہین علم سخن سے آگاہ — خوش بہت ہوتے ہین کہتے ہین اگر استاد زبان

اہی خدا کیا ہوئے استاد سخن فہم افسوس — کیسے عیبی ہی اعمال سے دیکھے پنہان

وہ عروضی نہین جو فعل فعولن جانے — پوچھے مجھسے تو بتاؤن تجھی کچھ اسکی نشان

پہلے تخئیل کہ آغاز ہی اسپر موقوف — جسکو علامہ طوسی نے کیا زیب بیان

اور سکے اقسام ہین تو حضرت عرفی نے لکھا | شک نہین اسمین کسیطرح سمجھو کہ ایجان
شعر بھی تین ہین مضمونی و حالی کیفیے | انکے اجماع سے ابیات ہین آتو نقصان
پھر ہی میزان معانی کہ سے تلے ہر مضمون | بیت مطلب مین بہ ابر نہو دی اسکے باب
جب بلو نفسے فراغت تو بڑے جھگڑا اور | پاک ہون جملہ باہم سے زوائد پنہان
دیکھ ہی مفرد اصلی سے مرکب کیا کیا | تثنیہ جمع ہو ہر واحد ذاتی مین کہان
فائدہ کیا تجھے اس ہرزہ خیالی سے نسیم | بی تعلق صفت شعلہ رہے لال زبان
عاشق آل نبی تو ہی نہین شک ہرگز | جو خلاف اسکے سمجھتا ہو وہ خود ہی نادان
حرف ملفوظ شہادت کے لیے کافی ہین | دیکھ کسن بے دیکھین ہوتا ہی عقیدہ کا بیان
غور الف بی مین جو کی پنجتن پاک ملے | ایک سے دو ہوا اور دو سے ہوی پانچ عیان
بدل کر کچھ در شہوار اگر رکھتا ہی | قدردان فیض سے پھیلا ہی ہو بین دامان
قصد صادق مین نکو یہ کہ فرصت معلوم | حوصلہ و لسے نکلجا سے بشکل ارمان

مطلع

ربط رکھتی ہی جو تخییل مجسم سے زبان | نظر آتے ہین دم فکر ہزارون سامان
تو عروسی کو مزے جیتی بندش مین دیکھ | لفظ ہی میری مضامین کیطرح ہین نازان
فکر دوشیزہ سے مضمون نے سمیٹا دامن | صورت خامۂ قدرت ہی مری پاک زبان
لوٹ رکھتا نہین دامان نظر کے مانند | بی تعلق صفت روح بریدہ ہی بیان
ای قلم ناصیہ سا میری طرح ہو تو بھی | جامی تسلیم ہی گردن کو جسکا جلد بیان
ای سخن وقت ادب ہی نہ نکلنا گستاخ | ای دہن چشمۂ خورشید مین ہو لونی زبان
رحم ای چرخ ستم پیشہ ندی یون تکلیف | تا کجا صورت آئینہ رہون مین حیران
زلف جانان کیطرح روز پریشانی ہی | سر چڑھا کر سے مجھے پامال نکرا و نادان
کمر یار نہین ہون جو کیا ہی معدوم | ذہن ہون کہ نظر سے مجھے کہتا ہی نہان

دوست بیجا کوئی لحظہ کہ لکھون چند اشعار
دیدہ سی پیش نظر ہی مری مدح سلطان

آفتاب شرف افزای جلال و تمکین
جان عالم شہ گردون حشم و عرش مکان

ہر دو ہین بھر دعایون ہی کشادہ شب و روز
جسطرح دیدۂ عاشق بامید جانان

شوق پابوس مین ہر دل ہی یہانتک بیتاب
آگئی جسم بشر مین صفت برق طپان

شہرت لطف فی رفعت وہ ہوس کو بخشی
قدسیون کو ہی یہ حسرت نہ ہوی ہم انسان

ابر رحمت کیطرح ریزش پیہم ہر وقت
نیک و بد پہ ہی شب و روز برابر احسان

حوصلہ چیز ہی کیا وہم سے بخشش افزون
قفل ہوجاتے ہین اظہار طلب مین دندان

وہ سخی ابن سخی ہی کہ صلہ جب بخشا
شعرا کی دُر غلطان سی بھری درج دہان

ریزش سیم سے اختر کی چمک پیدا کی
ہمسر چرخ نظر مین ہی زمین کا دامان

کوئی شاکی نہین اس دور مین لیکن عسرت
کہ ہوی جود سی ادا سکے کم معشوقان

رنگ غم چہرۂ عاشق سی نہین ہم صحبت
رنج افلاس ہی تنگی سے حسینونکا دہان

کون ہنگام سخا اوسکی تہیدست رہا
مٹھی باندہی ہوی ہی گود مین طفل نادان

خبر جود نہ اس ہاتھ کی اوس ہاتھ کو ہو
جسطرح اپنی نظر آنکھ سے اپنی پنہان

لب و رخسار حسینون کے ہوئے بے رونق
بوسہ زر مین ہین مصروف یہانتک انسان

بارش سیم سے کی وقت سخا وہ ہوئے سفید
چاند کا ہوتا ہی خورشید کے چہرے پہ گمان

آگیا تھا وہ جو اک نقطہ پہ جود اوسکے
سر پہ اپنے اوسی زر لیکے ہوا ہی نازان

کون ایسا ہی جسے حق نمک سے ہی فراغ
جسم کیا حلقہ بگوشی مین ہین لاکہون دل و جان

جابجا جوش کرم سے یہ زر اندوزی ہی
ریش زر اب ہر دم شانہ ہوی مقیش افشان

اثر فیض یہ ہی طفل کے منہ مین جاکر
صورت سیم ہوا قطرۂ شیر پستان

اسقدر بخشش پیہم سے ہوا ہی شہرہ
منہ چھپانے لگا افسانۂ حسن خوبان

ابتو دیوانے بھی کہاتے ہین گہر کی جگہ تین
رکھتی ہی در عوض سنگ کنار طفلان

عشق کی جا دل عشاق مین ہی استغنا | کام آتا نہین افسونِ نگاہِ خوبان
جسطرف جاتین ملاقات کو زر ہو حاصل | صورتِ طعنۂ معشوق ہی دولت لرزان
سپہرِ حشمی کا یہ عالم ہی باین بخشش و جود | ہر گھڑی آنکہ ہی آئینۂ زانو نگران
وہ جری ہی کہ بہادر کے لیے نام اوسکا | باعث قوت دل ہو جب آسائشِ جان
غیظ آمیز جو کوئی نگہِ گرم پڑے | آب ہو جاتین بدن پہ زرہ و خود گران
تیز دستی سے ہزارون صف اعدا لوٹین | آنی پائے نہ دہن تک کبھی فریاد امان
وہ فراق ابدی ہو جو تہِ تیغ آ لے | حشر مین بھی نہ ملے روح کو جسمِ انسان
جسم سے پائی فراغت تو رہی اومین قید | روح کو حلقۂ جوہر ہو کنارِ زندان
چین آجائی جبین پر تو رہے تا دمِ مرگ | بید مجنون کیطرح قامت دشمن لرزان
بارش تیر عدو کے لیے زینت بخشے | چشم پر زخم کی ہو جائی مژہ ہر پیکان
صورت برق جو ثابت ہو کبھی سرعت تیغ | کیا تھی آئی تھی کدہر سے یہ کہان ہی پنہان
شوکتین چہرۂ روشن مین وہ دین خالق نے | حسن کے رعب سے خورشید منور لرزان
جلوۂ یوسف مصری ہی جبین کو حاصل | لکھنؤ پر ہمین ہوتا ہی گمان کنعان
ای نسیم جگر افگار نہو سمع خراش | لکہ کچہ اشعار دعا رو کے لیے خامی کی زبان
ای خدا تا کہ رہین شمس و قمر مین انوار | ای خدا تا کہ رہے ہستی جن و انسان
عمر و اقبال ترقی مین رہین ہر لحظہ | بطفیل نبی و حضرت شاہِ مردان
سایۂ پنجتن پاک سے راحت ہو نصیب | نہ رہی دل مین کسی طرحکا باقی ارمان
اقربا خویش جگر بند احبا باہم | صورت غنچہ و گل سب ہین شادان خندان

ایضاً

بہتر ترتیب سخن دو حرف بھی ممکن کہان | لفظ کی ترکیب کو محتاج ہی حسن بیان
عیب کے سی بال کو بے نقطہ لکھتا ہی قلم | شرم عریانی سی ہی لفظو نمین معانی ہین نہان

جسم کاغذ ان الفاظ سے چھپتا نہیں
ضعف کاتب سے قلم کی نوک میں جنبش کہاں

تن سے روحیں آنکھ سے نیندیں کنارہ کش ہوئیں
مغز خالی دیکھکر ہیں جسم فاقوں کی مکان

مفلسی سی فرقت محبوب نے رونق ہوے
وقت رخصت اشک سے خالی ہی چشم عاشقان

وقت شب اوراق گلشن ہاتھ پھیلاتی ہی
اشتہا سے ہو گئی شبنم غذائے آسمان

جبر گردوں نے کشید دولت اصلی جو کی
شعلۂ خورشید تابان میں نہیں باقی دھوان

قالب مضمون دہن میں آ کی ہوتی ہیں تجیر
بھوک کی ناطاقتی سے ہل نہیں سکتی زبان

مجلسوں میں کوئی دامن تر نظر آتا نہیں
ابرہ سسک ہی سحاب دیدہ ہر نوحہ خوان

بی خزان بھی خشک ہی ہر برگ و شاخ نخل کا
شرح کی قابل نہیں احسان بخل آسمان

تابش حسن بتان میں گرمیاں باقی نہیں
سرد ہی سوز محبت دل نہیں دیتا دھوان

فکر شاعر سے جو بدلی صورت دور رمل
ضرب آخر میں ہوا ہی فاعلاتن فاعلان

بس نسیم خسرو ملک سخن خامے کو روک
اور صورت پر دکھا اب حسن مضمون جوان

ربط ہفت اقسام بندش اور نہ تخییل صاف
تابشیں جو تا ہی مثل مہر وقت امتحان

وزن میزان معانی میں ہیں مصرع ہم جمال
وقف ہی حسن سخن مانند جو و قدردان

صدر مطلع رکن حشو ابتدا ضرب عروض
قید ہیں میزان لفظی میں اگرچہ ہوں نشان

قالب ترکیب لفظی میں نہیں دخل فضول
ذہن میں آتا نہیں معنی سے حرف رایگان

کیا کوئی سمجھے گا یہ رمز سخن کچھ اور ہے
ہاں وہی سمجھی تو سمجھے میں ہوں جسکا مدح خوان

حاسد و نافہم و جاہل سے نہیں امید داد
ذرۂ ناچیز کیا جانے کمال آسمان

لا در شہوار مضمون بدل کر جلد اے خیال
تا کہیں لبریز ہو آغوش گوش سامعان

لکہ وہ مطلع روشنی بخشے جو مثل آفتاب
جلوہ گر ہو کثرت انوار مضمون سے جہان

مطلع

کس قدر مغرور کرتا ہی مرا فیض زبان
خامہ بل کرنے لگا مثل مزاج نوجوان

گھورتی ہے زلف مضمون شکل فہمی بار بار
پوچھتے ہیں کون دیکھے گا مرا حسن نہان

فکر کہتی ہے خیال پاک دہن کی قسم
مس کرے مجکو تصور یہ مجال اوسکی کہان

شوق کہتا ہے معاذ اللہ ہین وہ چیز ہون
پاہی ہر مغرور ہین پہناؤن سہرن ہٹریا

خاطر نازک یہ کہتی ہے توقف چاہیے
وقت نظم مدح ہو جائیگا سب کا امتحان

مرحبا ای جوش صادق ہو کوئی دم آشنا
حبذا ای شوق تو پھر خدا ہو مہربان

مژدہ ای دل فیض استاد ازل ہے جوش پر
ہمت ای طبع معلی ہے زمان امتحان

باش ای خامہ کہ حسن مدعا ہے جلوہ گر
صفحہ قرطاس ہے آئینہ روی بتان

شوخیان دکھلا رہی ہے فکر رنگین کی بہار
کثرت گلہای مضمون سے ہے سینہ بوستان

نوجوانان چمن استادہ ہین چالاک و چست
نغمہ زا ہین نالہای عندلیب خوش بیان

ابر ہے اٹھکھیلیون پر برق ہے بیتاب حال
چہچہے ہین طائران خوش نوا کے ہر زمان

ہے کہین لطف تبسم ہین کسی جا قہقہے
کوئی مینا در بغل کوئی سبو بر پاسبان

ہے زبان زاہد صد سالہ صرف الحذر
دیکھکر رندونکی باہم کیفیت ہی ہین مستیان

بسکہ ہے پیش نظر ہر دم یہ لطف دلفریب
کیا عجب بیساختہ منہ سے اگر نکلے فغان

خاطر نازک وفور شوق سے بیتاب ہے
کہتی ہے کچھ تو بھی کہہ یہ لطف صحبت پھر کہان

حسرتونے آج تو خالی کوئی دم ہو کہنا
کھول دی بند نقاب روی معنی و بیان

نطق کہ رخصت عطا ہو مدح ظل اللہ کی
لے تمنا لفظ بنکر بوسہ کام زبان

بھیک کر ٹپکے لب اظہار مطلب کی امنگ
یون دکھائی جوش مضمون بارش ابر بیان

مہر آرا زیب عرش زینت تاج و نگین
یادگار خسروان واجد علی شاہ جہان

دال شاہی ہوئے ہی سے استقبال کو دل سے امید
جس طرف خسار تابان کی نظر آئین نشان

گردشان امتحان ہین ہو توقف ایکدم
نکہت گل پر پڑین موج صبا کی قمچیان

بیضہ فولاد سے نکلے صدای عندلیب
گلشن عارض کو ہو اعجاز کا گر امتحان

رعب شوکت سی گلستانین ہر بانین بند ہین — غنچہ سر بستہ کہ سکتا نہین ہی از نہان
قدرت حق نے یہ جسم ظاہری پیدا کیا — چشم عاشق بن گئین ہر عقل کی حیرانیان
گر حدیث جرأت سلطان عالم ہین لکھون — محو کر دون بہمن و دارا کی ساری داستان
جسم اعدا گر خلش دیکھی سنان تیر کی — ہر جراحت آفرین کیو اسطی کہولی دہان
راحت خواب اجل صمصام بخشے خصم کو — ہو ہر اک آغوش جو ہر منزل آرام جان
ہی وہ عالی مرتبت جسکا عروج عز و جاہ — لوہ چہتا ہی چرخ ہفتم پر مزاج قدسیان
اس تمنا پر کہ شاید آج ہو حاصل قبول — روز اک صورت بدلتا ہی خیال آسمان
صدقی اس ہمت سکے حال یکسان تنگ راندن — ہر دم افزایش مین ہر مانند شوق نوجوان
استقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکی شرم سے — پہینکتی ہی دامن سے الماس کو اک آسمان
قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے — صبحدم دیکھے اگر لطف بہار بوستان
روسیاہی کلفتونکی یک قلم جاتی رہی — دہو دیا ابر کرم نے دفتر رنج جہان
حکم سے ہر سینۂ صد چاک ہوتا ہی رفو — زخم بہر دیتی ہین شانون کی بہی گیسو پر تبان
قصد شرح خلق والا ہی جو منظور مزاج — بوسہ گاہ خامہ ہین یہ میرے سخن کی شوخیان
لطف پابوس استقدر حاصل ہوا ہی عمر کو — جسم سر رو ہین نہی کر سکتی نہین نقل مکان
جہکتے جہکتے آرزو مین سر بدامن ہو گئین — بار احسان محبت سے سبکدوشی کہان
قدرت حق نے نہین پیدا کیا اسکا نظیر — جسطرح سی آہ عاشق ہی خدنگ بے کمان
مین بہی ہون شیدا ارادی شاہ والا مرتبت — جوش ہمت گر اجازت دی تو کچھ ہو بیان
خواہش پابوس ہی دیسی کہ مثل روزگار — گو کہ ہون یکجا مگر گردش مین ہین شوق و گمان
کیون نہ صدقی ہون ہجوم آرزو کی ہر گہڑی — سامنی آنکہونکی ہر تصویر سلطان جہان
دید ہر چشم تصور سی جمال پاک کی — بک رہا ہون بیخودی مین صورت دیوانگان
تنگ آیا ہون نہایت خاطر مشتاق سے — ہر گہڑی کہتی ہی چل ہر وقت سمجہاتی ہی تان

یہن گدای بینوا ہون شاہ خاقان زمین — چشم ظاہر سی جو دیکھون الٹی قسمت ہی کہان
دل مین کہتا ہون جو تسلیم جدا کی آرزو — حرف بنجاتا ہی تنہا ہوکے ہر لفظ زبان
چاہتا ہون سرفرازی جلد ہو حاصل مجھے — تنگ ہی سامان فرصت اے شہنشاہ جہان
ای نسیم دہلوی بس لکھ کچھ اشعار دعا — تا دکہائی شکل انجام سخن حسن بیان
یا الٰہی فرش ہی جبتک زمین بالای آب — یا الٰہی بیستون جبتک ہی سقف آسمان
دوست شادان مدعی برہم رہین مانند زلف — نقش بند کاف و نون حامی ہی ہر ہر زمان

قصیدہ در مدح نواب شرف الدولہ مظفر الملک محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ دام اقبالہ

کیون نہ گنجایش مضمون مین نظر آئی خلل — مختصر جیب ابد تنگ ہی دامان ازل
فکر دوشیزہ سے ہون شاعر پاکیزہ مزاج — وہ زمین چاہیے مجکو جو ہو مستعمل
جز خدا اسکو مرا طول سخن ہے معلوم — قصۂ آخر کو نہین یہان ہے اوّل
گرمی عارض مضمون سے عرق ریز ہی طبع — آتش شوق کے شعلون سے ہی سینہ منقل
قصد کے ہوتی ہین در پردہ جو کچھ ایما — ضبط اور نطق مین ہوتی ہی ہم دو بدل
آرزو کہتی ہے کیا آپ ہوے زاہد خشک — کہ پڑی جودت خاطر مین ہزارون ہی خلل
طعنے دیتے ہے تمنا کہ مبارک باشد — اتنے واعظ سی زیادہ ہین جبین مین کچھ بل
حوصلے کہتے ہین اس بے ادبی سے گذرو — کہدو ناصح سے کہ جا بزم محبت سی نکل
لاجرم مرضی احباب مناسب سمجھا — طبع کو میل ہوا جانب تمہید غزل
استنے مین آکے مضامین قصاید نی کہا — صورت وعدۂ دیروز گئے آج بدل
ناگہان خاطر افسردہ مین اک جوش آیا — کھول دی نشتر مضمون نی سخن کے اکحل
لے اوڑی باد صبا نکہت گیسوی خیال — آگئے سجدۂ تسلیم مین غنچون کے محل
جلوۂ نیر افکار فلک پر پہنچا — رات بہر چشم کواکب سی رہی دو بدل

کسقدر نالہ موزون کے ہوے استقبال
ہر طرف خیل ملک آکے ہوے دست و بغل

مدتون عز تصدق سے نپائی فرصت
ساکنان فلکی بھول گئے حسن عمل

طول آغاز سے انجام تھا آشفتہ مزاج
مختصر کی گئی تمہید کلام اوّل

ٹہیرا و خامہ کہ اب ہی دم تکلیف سخن
فکر صافی سے ہوا آئینۂ دل صیقل

شور ہی چار طرف فصل بہار آ پہنچی
جوش مستی مین ٹپکتی ہین امنڈ کر بادل

ناز کرتی ہوئی آتی ہین ہوائین ٹھنڈی
کھل رہے ہین دل مشتاق کے سینون مین کنول

عکس سبزہ کا جو ہی چرخ کے آئینے مین
سبز ہین اطلس نیلی پہ خطوط جدول

گدگداتے ہین نگاہین اثر نرمی سے
آج کل سبزۂ نوخیز ہے خواب مخمل

کر چکا فیض ہوا النطق زبان مین تاثیر
کہتے ہین سبز قدم نحس کو ہنگام مثل

آجکل عالم ہستی سے جو ہوتا ہے سفر
خضر بنکر طلب عمر کو آتی ہے اجل

ق
اصل پر اپنی کسیکو بھی نہین استقلال
آگیا عالم اسباب کے ہر شے مین خلل

بھنگ ہو جاتی ہے ساغر مین انڈلتی ہی شراب
سبز ہو جاتی ہے مینا کیطرح سے بوتل

کثرت بے ادبی دیکھ کے بہکا زاہد
آگیا جوش پہ سودای دماغ مختل

تنگ ظرفون کے ہوے حوصلۂ دل فراخ
خود پرستی پہ ہے آمادہ مزاج اسفل

گرمی حسن تمنا سے یہ بھڑکی ہے آگ
دود دل دیدۂ اختر مین ہوا ہے کاجل

واہ کیا وقت طرب خیز ہے اللہ اللہ
کہ ندیرا کہین ہوتے نہین فریاد اجل

ہین حکایات جگرسوز کے باہم چرچے
شغل واسوخت کسی جا کہین افسانۂ نل

کہدی اتنا کوئی بلبل سے کہ ہان بسم اللہ
ہم قصیدے کے پڑہین شعر وہ ابیات غزل

مطلع

حفظ آداب مین آئی نہ کسی طرح خلل
دیکہا و طبع رسا خوب سنبہل خوب سنبہل

شرف الدولہ ہے نواب فلک قدر السیا
کہ نہین حیز امکان مین کوئی آج مثل

تھی جو حیوان وہ انسان ہوئی خدمت سے — فیض تعلیم سے قالب مین گئی روح بدل
وہ شکر ریزی لب ہر دہن شیرین مین — ہوگیا قصہ کسی پہلے سخن تلخ عسل
خلق وہ خلق کہ انجام تصور سے زیاد — کہیے اوسکو سبق حضرت استاد ازل
ادب آموز فلاطون ہین مضامین خیال — ہر کنائی مین ارسطو کو ہے تعلیم عمل
ہر سخن منہ سے نکلتا ہے کرامت ہو کر — کیون نہو قوت ادراک منجم مین خلل
گرنہ آمیزش تجویز سے پاتین ترتیب — حشر تک دفتر اقلیم رہین سب مہمل
رسمت ہر کج ہو جو آداب حضوری پائے — چین جبینونسے نکل جاے سر زلف سے بل
خواب راحت کرے دامن شمشیر مین ہین — مدعی کیلیے آغوش اجل ہے مقتل
ضربت تیغ جو ناگاہ صدا دے بیٹھے — قبر دشمن سے کہے آ مرے آرام بغل
طول زخم تن اعدا یہ ندامت بخشی — دیدۂ سوزن جراح مین پیدا ہو سبل
روح دشمن کے ہو ہستی و عدم سے مردود — دو کشاکش مین رہی صورت اوتاد رمل
مختصر ہو دم ہمت جو زیادہ ہو جائے — طول محشر سے زیادہ ہو اگر طول امل
کور ہو دیدۂ ممسک جو کرم کو دیکھے — ریزش ہفت خزائن ہے نظر مین خجل
شاہد ہمت پیشین ہین ابھی تک موجود — سینۂ چرخ پہ ہے شمس و قمر کے ہیکل
بخشش چند نفس مین یہ ہین انبار بلند — جز زر و سیم نظر آے نہ اطراف جبل
نگہ فیض رسان کچھ جو اشارہ کر دے — سبز ہو جائین قسلی کے ہزارون جنگل
تیز ران لاکھ کرے توسن مضمون لیکن — طی نہو وسعت میدان کرم کا اول
رخصت ای جوش کہ ہر اور طرف روح خیال — بچھ گیا عرصۂ معلی کا فلک پر دنگل
جی مین آیا کہ نئے طرح کا مطلع پڑھیے — جسمین ترکیب مضامین ہو بطرز مجمل

مطلع

کیا بلے روی جہانتاب کے شاعر کو مثل — ایک خورشید سو وہ پیش نظر ہے مشعل

تہ و بالا یہ کرے دبدبہ شہرت حسن
چرخ اول کبھی ہفتم کبھی ہفتم اوّل

نظر آجائین اگر مصحف رخ کے جلوے
نزہے مخمصہ دہر مین اصدا دملل

طرۂ فرق سے مشک ختنے شرمندہ
جلوۂ نور جبین قدرت صناع ازل

وہ اثر حق نے دیا صفحہ پیشانی مین
درد سر کے لیے ہے جسکا تصور صندل

دی کمانسے کبھی نسبت کبھی سوچا مین ہلال
رہت کوئی بہی نبائی خم ابرو کے مثل

نظر آئے صف مژگان تو صفین ہون برہم
قصۂ نیشتر چند ہے لیکن مجمل

آنکھ اسباب تحیر ہے اوسے کیا کہیے
قدرت حق کا تماشا ہی نہ جادو نہ عمل

شمع بینی مین ہی ایسا اثر یکتا ئے
کہ دوئی لا نسکے جسمین نگاہ احول

دیکھ لے عارض تابان کے اگر کچہ جلوے
آئنہ سمجھے اوسے آئینہ زیر بغل

فاقہ کش ہے دہن گو بہت مدت سے
لب جان بخش کی کسطرح نہ شاکی ہو اجل

ہے دہن دولت شیرین سخنی سے لبریز
ایک کوزہ مین ہے گنجائش دریای عسل

نام کیا صاف لکھون جس کا ادب کا ہی لحاظ
کچہ اشارہ نمین بتا دیتا ہون بطرز بدل

ہے ا امر کا اور ب ہی بنائی دولت
رسپے رسم محبت ہی بہت خوب عمل

لطف ایجاب دعا ہے ا ثانی مین
ھ برائے ہنر آموزی اسباب دول

ی مین یاری ہی تو ہی م مین مکتب کا عروج
ہانہ آئے جفری کے لیے ترکیب جمل

لکھی تھی فیل سواری کی جو ہمکو تعریف
تا سحر دائرہ شب مین رہا دور زحل

کن سے لے تا دم برخیز ہوا مجمع شب
تب کہین قالب ہموار نے پائی ہیکل

وہ بلندی ہی جو اونچی کبھی گردن ہوجاے
سر کا بوسہ لے فلک پاؤنکا بوسہ دے جبل

دیکھے ہیئت کو جو اوسکے تو گھٹے اسد چرخ
بیضۂ چرخ بنے آبلۂ پاے زحل

دہیان دم انتونکا جو آیا تو یہ سوجھی تشبیہ
صبح نے منہ پہ لیا دامن شب کا آنچل

لکھیے کسطرح سے چالاکی توسن کا حال
پیشتر عزم تصور سے گیا صاف نکل

آرزومند صبا ہے کہ قدم تو دیکھے
نظر آتا نہین وہ مثل اشارات ازل

اوسکو کیا دیکھ سکے کوئی جہان طائر شوق
ایک پرواز مین ہو ہمسفر قوت شل

تنگ وہ جانتا ہی وسعت میدان خیال
اول و آخر کو نہین ہی الف بعد اقل

بس زیادہ نہ بڑہ اوشاعر مغرور نسیم
تو ہی خود رفتہ نہ آئی کہ نہین ایمان مین خلل

پڑہ کچہ اشعار دعا ہے دم انجام کلام
تندرستی کا ہی مشتاق خیال مختل

اے خدا تا کہ رہین شمس و قمر کے جلوے
اے خدا تا کہ رہین آپ سے دن دست و بغل

عزت و دولت و اقبال ہین سب ہمراہ
شوکت و شان و تجمل مین نہ پیدا ہو خلل

دوستون کے لیے جنگل مین ہو منگل ہر روز
دشمنون کے لیے منگل مین ہو سونا جنگل

ایضا

شوخیان کرتی ہی کیا کیا دم دیدار نظر
شرم کہتی ہے بچےگی مری عصمت کیونکر

آرزو دینے لگی پاس ادب کو طعنے
آپکو حضرت تقوی کا مبارک رہے گھر

جوش انفاس سے کرتا ہی خلش کے رہ زمین
شوق آمادہ فریاد ہی کہولے ہوے سر

ٹکٹکے ہی دل مشتاق کی یون سوے بہار
جسطرح شائق آغوش عروسی شوہر

غفلت شوق سے کیا رنج فراموشی ہے
سیم و زر لینے لگے بوسہ دست زرگر

کشش حسن نے ہر چیز کو کہینچا ایسا
کہ نہین خاطر زاہد مین خدا کا کچہ ڈر

ہوس دید مین ہر جسم سے خالی ہی لباس
بے گلواب نظر آتا ہی گریبان سحر

رغبتین گہور رہی ہین طرف بی ادبی
حوصلونکی نگہ غیظ سی لرزان ہی جگر

مستیان کیف سخن سے ہین نہ با نہین پیدا
بات کرنے مین سمجھتے نہین مطلب کا اثر

بڑہ گئی ہمت گستاخی خاطر ایسے
رند واعظ سے یہ کہتی ہین اوٹہا لا ساغر

بابش گریہ مستانہ صدا دیتی ہے
ایک لرزش مین ہو عالم کی ہکو دون دفتر

کروٹین حجلہ خاطر مین بدلتی ہین خیال
بیقراری کے اشارے کہین اوٹہا و بستر

منہ لعاب دہن ابر سے دہو لیتی ہی زمین | تا پہسل جای کسی جا نہ جمی پاے نظر
اشک دامن مین ٹپکتی ہین تو ہوتا ہی یقین | بہ گئے پہوٹ کے چند آبلۂ دیدۂ تر
ہی وہ موسم کہ ہوا گوشہ نشین ہر واعظ | دخت رز پردۂ خم سے نکل آئی باہر
پارسای سفری ہے طرف عالم قدس | تو بہ رندان قدح نوش سے کرتی ہی حذر
چہیڑتے ہین رگ دل نشتر مضمون بلند | رکہتی ہے فکر رسا سوی ثنا قصد سفر
چاہتا ہون کہ لکہون مطلع روشن کوئی | فکر کے گوش مضامین مین پہنا دون گوہر

مطلع

حسن وہ دیکہ سکے ہی یہ کہان تاب نظر | نور پروردۂ عارض ہین ترے شمس و قمر
ای جناب شرف الدولہ وزیر ذی جاہ | جان و دل میرے فدا کیون نہ ہین شام و سحر
وہ کرم جسکے تصور مین نہین گنجایش | دامن جیب مین ہر فرد کے ابر گہر
صدقے اس چشم حیا خیز کے اللہ اللہ | گٹہریان شرم کی بنجون نے کسین جیب کر
واہ رے لطف کہ دشمن کے لیے جہانی | دب گئی ہمت بدخواہ تہ بارش زر
رفعت قصر کے جلوے کو نہ پوچہے ہرگز | پہر سر دار تصور کے جو پیدا ہون پر
ایک ساعت جو مقابل ہو تو پہر محشر تک | محو تمثال رہے آئینۂ اسکندر
گرمی حلم سے ٹہنڈی ہی ہون جلانیوالے | اوڑہ لین وہ اس خاکی کے ردائین اخگر
حد اوصاف بیان ہو نسکین گو ہر دم | فکر شاعر کی بدلتی رہے لاکہون پیکر
خلق وہ خلق کہ تسخیر مین عالم کے دل | کوئی جان حلقہ بگوشی سی نہین ہی باہر
فہم وہ مرضی صانع کے سمجہ لی باتین | مطلب اوس سے ہی جو منظور خدا ہے اکثر
مس اگر ہین اوس رخ روشن کی گرفتار | رشک سے قلب ہو سیماب کی صورت مضطر
ہو میسر اگر اوس چہرۂ روشن کی ضیا | روح آجائے لبون پر پے تعظیم نظر
آرزومند تصدق کو یہ ہو بیتابی | دل بغل سے نکل آئی کبہی سینے سے جگر

دیکھہ آتا ہی جو اوس لوح جبین کے انوار
دل یہ کہتا ہی تصور سے ٹھہر جا دم بہر

ہی وہ مقبول اگر اوسکی ثنا کچہ لکھین
ابر رحمت سے دُہلین جرم و گنہ کے دفتر

نام آجاے زبان پر تو یہ بخشے تاثیر
دیکہ لین صورت اصلی کو مزاج ابتر

یہ شرف عرض تمنا کو وہان ہو حاصل
مدعا سر کو جہکا دے پے تسلیم آکر

ہمت ایسی کہ اجازت ہی یہ ہر سایل کو
مانگو اتنا کہ جو ہو وہم و گمان سے باہر

جرات ایسی کہ نہین خلق ہوی جسکی پناہ
پیشتر قصد سے دشمن کے نہو تن پر سر

دیکہ کر چشم غضب ناف عدو مین چہپ جاے
کثرت خوف سے ہو تیغ سمٹ کر خنجر

الغرض وصف سراپا ہین تصور سے زیادہ
اب نہین عالم ایجاد مین اوسکا ہمسر

لکہیے اشعار دعا وقت دعا ہی یہ نسیم
مختصر کیجیے اظہار سخن کا دفتر

اے خدا تا کہ رہے مدح سرائی کا رواج
اے خدا تا کہ رہے قدر فن علم و ہنر

ہر زبان محو ثنا خواں ممدوح رہے
نام سے اسکے ہو عالم مین سخن نام آور

ایضاً

برستگی ہے نگہ مین یہ گرم ہے جوبن
فروغ عارض گل سے ہے فتیلۂ روشن

بہت دنوں مین قدم رنجگی بہار نے کی
کہ ہر طرف ہی گل افشان زبانۂ گلخن

حجاب دید سے ہوتے ہین منعقد غنچے
دکہا رہی ہے مزے نو عروسی گلشن

گھرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام
جبین شاخ پہ گل کے کنول ہوے روشن

نہال جہوم رہے ہین وفور مستی مین
ہوا ہی سرد کہ ہر سمت گرم ہی لوٹن

پڑے ہین عکس جو رخسار گل کے ہر جانب
زمین باغ کا رنگین ہی جابجا دامن

ہجوم شوق مین فرصت نہین ہی سجدہ و نشستے
نصیب ہی سر بلبل کو آستان چمن

ہوا نے خندۂ پیہم جو گدگداتے ہی
ہر ایک غنچۂ نوخیز کا کہلا ہے دہن

صبا نے سحر محبت سے کر لیا مشتاق
امید وار ہی بوسونکا عارض گلشن

حدیث خود غلط ہے قبول خاطر خلق
خراب پھرتا ہی واعظ لیے کتاب کہن

ہزار عزم ہین لیکن قدم نہین اوٹھتا
بسان چشم محبت ہی آرزو رہزن

اوٹھا مزاج سے ایسا لحاظ بے ادبی
کہ لے رہے ہین مری اشک بوسۂ دامن

لٹا رہا ہون برابر تراشۂ دل زار
بھری ہوئی ہی لبالب کنار ہر دشمن

نہین ہی ایک گھڑی بھی فراغ ہمنفسی
چمن مین نالۂ بلبل ہی ولمین شور سخن

اجل کشاکش امید مین پریشان ہی
کہ آجکل ہے فراموش عادت مردن

مزاج دان نہین ملتا ہے کیون نخاموش
کسے دکھایئے اے ہمنفس نکات فن

وہ آفتاب ہون جسکو کبھی زوال نہو
اوٹھا کے ہاتھ دعائین کیا کرین دشمن

بس اب تہیۂ خاطر ہے جانب اوصاف
خیال لوکو ہوئی احتیاج مشق کہن

زبان پاک ادا کر رہی ہے شرط بیان
فرشتہ خو شرف الدولہ اعتبار زمن

وہ باخدا ہے کہ فیض ضمیر روشن سے
رہے نہ روح کو باقی حجاب جامۂ تن

جو دیکھے شوخی خاطر تو ہو حجاب ایسا
رہے عروس سخن کو سخن نقاب دہن

کہان ہی عارض شمس و قمر مین حسن ایسا
کہ وقت حیف کرو نمین اوسی شریک سخن

نگاہ کا ہی یہ عالم کہ جب اوسے دیکھین
نصیب ہون جگر و دل کو سیکڑون روزن

وہ حلم ہی کہ فلک جسکی بوجہ سی پس جاے
وہ خلق ہے کہ فرشتے پکار اوٹھین احسن

فلک مقام و ملک طینت و ملک ہم بزم
سخی دہر و علو ہمت و شجاع زمن

زبان جود اگر آسکے حوصلے دیکھین
زمین و چرخ کو ہو رنج تنگی دامن

دفور فیض سے بدخواہ بھی نہو محروم
زبان تیغ سے چاٹے لعاب ہر دشمن

ستاتی تیغ نگاہ غضب جو ہستی خصم
تسنائین روح کے آرام کو فسانۂ تن

لہو کو چاٹ کے ڈوبے تن عدو مین جو تیغ
دکھاے جلوۂ مرجان ہر استخوان بدن

ہوئی ثنا سے یہ بالیدگی سخن مین میرے
کہ آفرین کے لیئے تنگ ہی شگاف دہن

سُنا ہی غل جو سواری کی آمد آمد کا
رکے ہوے ہین نگاہونکی ہر طرف توسن

جمال پاک سے جذب نگاہ ہوتا ہے
عجب نہین کہ بڑہی شوق کو یقین و ظن

لکھون خطاب کے دو تین شعر اسجا پر
دکھاؤن اور طرح سے کلام کا جوبن

خدا کیواسطے اب اجتناب سے باز آ
کہ پہیر رہی ہے کئی دنسے آرزو بد ظن

ادب شعار ہون گستاخ ہو سکون کیونکر
ہزار طرح سے خاطر مین ہی لحاظ سخن

رہونہین پرورش اضطراب مین کبتک
نگاہ لطف کوہی اسطرف بہی حضرت من

امیدوار ملاقات ہون اجازت ہو
کہ پہر نہ پائیگا ایسا کبہی وحید زمن

نیا یا صاحب ہمت جہانمین کوئی
کہ مجہسے پوچہتا وہ یاد ہی تجہے کیا فن

بشکل بلبل تصویر ہو گیا خاموش
سوا فغان کی نہ نکلا کبہی زبانسے سخن

کہا یہ علم و ہنر سے کہ جاؤ رخصت ہو
اب اختیار کرو جاکے گوشۂ مدفن

ملے گا کوئے سخن فہم تو بلا لین گے
نہین تو خیر جو کچہ مرضی خدائے زمن

نسیم شوکت خاطر دکہلے چلے کیا کیا
سلام شوق لکہو و زبان مین قفل دہن

ایضاً

کہان ہی ایک سطر جبرِ دور لیل و نہار
کبہی ہے شام مصیبت کبہی ہی صبح بہار

کشاکش نفس چند ہے پیام اجل
ہوا ہی بے ادبی سے ہے تہمت بیکار

خیال جام عبث اشتیاق سے بیجا
دکہا رہے ہین دم سرد گرمی بازار

بسان دیدۂ مسک ہی تنگ فرصت عمر
لحد کشادہ دہن ہی بشوق بوس و کنار

طلسم عالم اسباب چند ساعت ہے
جو ہو سکے سو ابہی ہو اوٹہا نہ رکہ زنہار

جہلک رہی ہین خم می بہک رہے ہین مزاج
ٹپک رہی ہی صراحی بہوش کے ہے پکار

نواے مطرب خوش لہجہ ہی موثر دل
ہجوم بیخبری سے ہے مختصر آزار

ہوا ہی سرد سے بزم چمن ہوئی ہی گرم
شگفتہ گل ہین بسان دہن ہمہ گفتار

وہک رہی ہین جو رخسار سرخ غنچو نکے
برنگ شعل روشن ہے عالم گلزار

شراب حسن سے لالے کا جام ہے لبریز
سرور دید سے کیفی ہے نرگس بیمار

زمین ہے سبزۂ خود روسی فرش بوقلمون
بدل رہا ہی نئے رنگ چرخ مینا کار

بلند یون نپہ دماغ برہنہ پائی ہے
طواف آبلہ کرتا ہے نشتر سرخار

امید بادہ مین توبشکن ہین یون مصروف
کہ جسطرح لیس پرہیز رغبت بیمار

حذر حذر کی صدا دے رہی ہین حباب جوش
گھڑی گھڑی ہے زیادہ ترقی دیدار

امنڈ امنڈ کے ٹپکتا ہی ابر مستی مین
تڑپ تڑپ کے چمکتے ہین بجلیان ہربار

ہوئے برہنہ تنون کو لباس کے حاجت
چھپے حیا سے زمین زیر دامن کہسار

نسیم لطف بہت خوب ہی جو جی چاہے
تو ایسے وقت مین لکھہ مدح خیز چند اشعار

بحال دیکہین اک قدردان ہوا ہی نصیب
بجا ہی گوہر مضمون اگر ہون اوسپہ نثار

ملک خصال فلک آستانہ عرش مکا
تمر خدم شرف الدولہ فخر عزّ و وقار

اگر نہ اوسکے عنایت کی ہو کچہ آمیزش
نصیب اہل دول ہو نہ طالع بیدار

وفور جود سے زائیدگی زمین کو ہے
نکالتی ہے جواہر شکم سے حاملہ وار

صدائے فیض و کرم سے عجب نہین ہی جو بہر
ہجوم داغ دل خصم مجمع دینار

زمانہ خوان کرم سے ہے ریزہ چین لیکن
فقط یہ رنج کہ ہے ایک عمر سے بیکار

سرور عیش ہین یون پاسبان در اوسکے
کہ جیسے عاشق شیدا اسکے دیدۂ بیدار

کبھی نہ دیکہ سکے انتہاے بخشش کو
رہے جو تا دم محشر تسلسل انتظار

نپاے طول سخا مین وہ اختصار کبھے
ہزار بار اگر صبح ہو شب بیمار

اوٹھے یہ درد حسد جوش بدل سے اوسکے
کہ استخوان عدو ہون جواب موسیقار

گرے ستارہ جو پاپوش سے زبان خرام
تو ہو وہ نیر اقبال منعم زردار

بشر تو کیا حشرات زمین یہ ہی یہ فیض
کہ نقرئی ہین نقاط سفید کفچہ مار

وہ دل کہ جسمین محبت ہی اوس سہی قد کی
بجا ہے کہیے اگر اوسکو مخزن اسرار

نگاہ طرۂ مشکین فرق کو سمجھے
خطوط کاتب قدرت ہین ور سر پہ شمار

خمیر مردمک چشم سے بنے ہین وہ بال
تصور اونکی سے ہوتی ہے صیقل ابصار

جبین وہ لوح منور کہ آفتاب خجل
خیال وصف سے جسکے چمک گئے اشعار

بھوین ہین تیغ ہلالی مگر کشیدہ مزاج
ہزار مرتبہ جس پہ عدو کے جان نثار

مژہ ہین یا کہ زبانین ہین کلک قلم رس کے
کہ اپنے طرز کا مطلب سمجھ سکے ہر ہشیار

عجیب قصۂ دلچسپ ہی فسانۂ چشم
کہ جسکے سننے سے سو جائے صاحب آزار

ہر اک اشارہ ہی اوسکا حیات کی بنیاد
بقائے عمر خضر پائے طالب دیدار

صفائے چہرہ سے پھسلا ہی کوئی قطرۂ نور
کشیدہ بینی روشن یہ کرتی ہے اظہار

فروغ عارض تابان سے ہی یہ پرتش نور
کہ محو جلوۂ ذاتی ہے سایۂ دیوار

دل و جگر کو مسافر بچا نہین سکتا
قدم قدم پہ ہین درگاہ عشق کے زوار

لبوں کا دھیان جو آیا تو سمجھا نین گلبرگ
مگر وہ بے اثر اعجاز نہین عیسے وار

دہن وہ درج گہرہای حق شناسی ہے
زبان ہے حجت مقبول ناطق اسرار

شفا ہو دید سے حاصل جگر خراشونکو
دکھائے سبزۂ خط لطف مرہم زنگار

ٹہر ٹہر کے ذرا چل نہ دوڑ او خامہ
کہ اور طرح کی لکھنے ہین کچھ ہمین اشعار

سوال کرتا ہے دل کچھ ضمیر حاضر سے
مزاج فکر معلے ہوا ہے شوخی بار

تو وہ جری ہی اگر تیغ ہاتھ مین لے لے
قدم پہ سر کو رکھے پیل چرخ بے تکرار

شکم مین نطفۂ اعدا دو حصہ ہو جائے
سنے جو حاملہ کچھ ذکر خنجر خونخوار

کہیں آئے روح بدن سے برائے قربانی
پناہ تیغ کے ہو خصم کو پناہ فرار

پڑے جو آنکھ دم قہر فیل دشمن پر
ہزار طائر جان اک نگاہ مین ہون شکار

دیئے خدا نے وہ قصر بلند رہنے کو
کہ مرغ روح نہ اوڑکر لو پہنچ سکے زنہار

فلک کی پشت دوتا مین نہ خم رہے باقی
کچھ انکو راست بنا دے بلندی دیوار

فسیح فکر رسا سے نکر زیادہ سوال
جو مل گیا سو ملا اب نچاہیئے تکرار

جہان مین تا کہ رہے یہ بقای شمس و قمر
جہان مین تا کہ رہے رفت و خیز لیل و نہار

رہی وہ مسند دولت یہ جلوہ گر یارب
حبیب خرم و شادان عدو ذلیل و خوار

ایضاً

دیکھ تو رفعت افسون بتان طرار
رشتہ قوس کی پہنی ہی فلک نے زنار

زلف منہ دیکھتی ہے آینہ عارض مین
رنگ کچھ لاے گا یہ دایرہ لیل و نہار

شوق کہتا ہی اوٹھا پاس ادب ہو گستاخ
شرم انگشت بدندان ہی کہ ای دل زنہار

کوئی شے جوشش سودا سی نہین ہی خالی
کھولتا ہے رگ سبزہ سر ہر نشتر خار

آرزو مائل مستی ہے حیا پا برکاب
القا گوشہ طلب ہی کہ نہ دیکھون یہ بہار

شیخ اندرز فراموش ہی واعظ محجوب
یاد آتا نہین غیر از سبق بوس و کنار

مہر پر سر بستہ غنچہ نہ ہوتی تہین ٹوٹین
لٹ رہا ہی زر گل وقف ہے سارا گلزار

پائی جاروب کشی سے جو صبا نی فرصت
چہچہے مرغ چمن کرنے لگے نذر بہار

قطرۂ مے کے چمکنے لگے ہر سو تارے
گود بھرنے کو ہوے جام و صراحی تیار

بسکہ ہے برہنگی غفلت میخواری سے
چادر ریزش ہی کرتی ہے پردہ ہر بار

بیحجابی مین جو ہر بلبل و گل ہے مصروف
سرنگون شرم سے ہین صحن چمن مین اشجار

برہنگی کی مجھے دیتی ہے اجازت خاطر
طرۂ زلف مضامین کے نظر آے بہار

جی مین ہی شاہد مضمون سے ہم آغوش ہون
تا کجا حسرت تاخیر پڑہون چند اشعار

لے ٹھہر ہوش مین آ ای قلم سینہ شگاف
جوش مین طبع معلی کی دکھا کچھ آثار

مین وہ یکتای زمانہ ہون کہ ہمسر میرا
صورت حکم الٰہی ہے نہایت دشوار

ہون وہ خورشید جہانتاب نہین جسکو زوال
ایک سا جلوہ آغاز ہے اور آخر کار

دوست اوس عارف نیجاہ سخن فہم کا ہون
جسکا ایک لفظ نہین صورت معنی بیکار

ماہر علم و ہنر واقف اسرار سخن
شرف الدولہ جہان کرم و عز و وقار

ادب اوج مراتب سے زمین سپہر دم
گرد پھرتا ہے فلک صورت پای پرکار

مائل عالم گلشن ہو جو وہ عالی جاہ
نذر کو لاسے زر گل چمنستان بہار

پرتو افگن ہو اگر تیغ زمین پر اوسکی
حشر تک صاعقہ نکلے عوض جوش بخار

نگہ قہر سے دیکھے طرف ذرہ اگر
چرخ صدقے کرے خورشید کو ہر صبح بار

اسپ جان بخش کی جنبش سے اجل ہو مایوس
نہ کھلے حشر تلک ملک عدم کا بازار

تنگ ہی وسعت میدان تصور ہر دم
کیا لکھون مین صفت تیزی گام رہوار

اس جہانسے صفت روح فرشتہ دم مین
جا سکے پھر آتا ہی صحرای ازل سے سو بار

رفعت قصر معلی ہے خدا کی قدرت
انتہا جسکی ہے تخئیل ملک سی بیزار

دیکھے گر طالع بیدار کو چشم بد سے
گھر کرے دیدۂ دشمن مین سدا خواب مزار

اوسکا ہمسر تو مین ہون مگر اتنا ہی فرق
وہ شہ فہم ہے مین خسرو ملک اشعار

مختصر عالم اسباب ہی اوسکے آگے
کیجیے فیض مطول کا کہانتک اظہار

حلم وہ حلم کہ دشمن کو ہو امید عطا
خشم وہ خشم کہ ہی جسکو کمی سے انکار

تا کجا طول سخن فرصت اندیشہ کہان
ای نسیم ابنفس چند ہین تکلیف سے بار

پڑھیے اشعار دعا جسکو فرشتے سنکر
چار سو عرش برین پر کہین آمین ہر بار

اہی خدا جلوہ فزا زیر فلک ہین جبتک
روز و شب صبح و مسا شمس و قمر کی آثار

شش جہت مین رہے ممدوح کو ہر دم حاصل
عشرت و نام و نشان و طرب و عز و وقار

ایضًا

بعد مدت فکر کا کرتے ہین ہم آج امتحان
اے ساعت ای فلک بیجا خدا را مہربان

فکر صائب کے بدولت اصفہان ہے لکھنؤ
ہی مری فیض سخن سے عزت ہندوستان

جی میں لہراتی ہیں میدان ثنا کی گردشیں
آبرو رکھنا خداوند زمین و آسمان

آرزو ہی گوہر مضمون کی لڑیاں گوندھکر
کیجیے آراستہ بازار معنی میں کان

وہ متاع قیمتی مشتری کر لے پسند
پوچھے گر قیمت کہوں احسان بحال نیستان

طعنے دیتی ہی مجھے میری پریشان خاطری
ڈھونڈھنے نکلا ہوں اطراف جہاں میں قدردان

مے سے توبہ کر چکا پرہیزگاری ہی مجھے
لا گلاب صاف ایسا ساقی کہ میں ہو لوں بادہ دان

ابر تر دکھلا رہا ہے بجلیوں کی جھمکیں
دل یہ کہتا ہی کہ لکھہ اشعار حسب قدردان

ہی ہوس اک مطلع مستانہ ہو زیب قلم
جس سے اڑے کیف مثل گوشہ چشم بتان

مطلع

صورت مینا ہیں لبریز سخن کام و دہان
ریزش پیہم سے تر ہوتا ہی داماں بیان

کرتے ہیں اٹکھیلیاں مضمون خیال پاک سے
گد گداتی ہیں مجھے الفاظ و معنی ہر زبان

تاکجا پاس ادب اظہار مطلب شرط ہے
روکتا ہی کیوں دل مشتاق کو کہدے کہ ہان

ہی فلک شمس و قمر پر ناز کیا کرتا ہے تو
دیکھ میرا دل کہ اسمین کسکا جلوہ ہی نہان

حامی دین محمد عاشق نام خلیل
آبرو بخش وزارت ناظم ہندوستان

بسکہ ہی راحت رسان خلق فرط خوف سے
ہو گیا بے زہر کام افعی زلف بتان

شوکت افزای ضعیفان ہو اگر دست کرم
مور کو تخت سلیمانی پہ ہو نقل مکان

ہر بشر کی آرزو یون شایق پابوس ہے
جس طرح اپنی ہوس کا بخت نا سپاسبان

آرزوی مدح یون ہر دلمیں رکھتی ہی ہجوم
جیسے لبریز دعا ہو خانہ بیچارگان

ہمت اقبال کی دیکھی عجب ہر جانب عروج
آئے استقبال کو فریاد بخت دشمنان

مانع سیری ہے حیرت جلوۂ رخسار کی
دخل کیا ہی بڑھ سکے جو توسن عمر روان

چرخ چارم تک جمال پاک کا ہی تذکرہ
سورۂ والشمس ہے ہر صبح ورد قدسیان

دیکھکر بزم طرب ایسا دل حاسد جلے
روشنی دے شمع کے مانند مغز استخوان

نظم عالی سے وہ اطمینان سبکو ہو گیا — شانہ برہم کر نہین سکتا ہی گیسوے بتان
قصد خاطر سوی اعدا آئے گر دل شاد ہو — خون دشمن کی حنا بندی سے خیل دوستان
فہم افلاطون سپند شعلۂ ادراک ہے — کیا کہون کیا حال ہی عقل ارسطو کا یہان
ناز معشوقی نیاز عاشقی سب محو ہین — خلق والا کی زبان خلق پر ہی داستان
کونسا دل ہی نہین جو اوسکا پابند خیال — کون ہی جو خوان بخشش سے نہین ہی میہمان
یہ نہین ممکن لب سائل کو جنبش ہو سکے — قصد سے پہلے صدا آتی ہے لو آو یہان
لطف وہ پیدا کیا حسن سخاء جود نے — ہو گیا خالی مرے سے گوشۂ چشم بتان
حرص سائل دامن گردون اگر پیدا کرے — سیر ہو جائے زبان سے جب وہ فرماوے کہ ہان
آرزو ہی مردہ جی اوٹھتی ہی فیض نام سے — کم نہین اعجاز عیسی سے سخاوت کا بیان
ٹھوکرین کھاتی ہین گوہر سائلونکی راہ مین — نصب ہوتے ہین جواہر جاے سنگ آستان
خامۂ قدرت نے لکھا لوح پر روز ازل — عرش رفعت ماہ طلعت آفتاب عز و شان
شادیون اہل غرض ہوتے ہین اوسکی نام سے — جسطرح ہر قالب بیجان مین آجاتی ہی جان
دست زر افشان کی جس جانب توجہ ہو ذرا — بھول جائے خلق تکلیف جفاے آسمان
جوش الفت دیر سے سمجھا رہا ہی اے نسیم — ہون قصیدے مین غزل کی کچھ ادا رنگینیان

مطلع

نور حق کا عارض روشن پہ ہوتا ہی گمان — آتی ہی سوئی مین ہر دم نگاہ قدسیان
گر دکھادے جلوۂ رخسار کو ہٹکر نقاب — داغ سمجھے مہر کو سینے پر اپنے آسمان
وہ جبین یا چشمۂ خورشید جسکی روشنی — تیرہ بختون کے لیے ہی صبح صادق کا نشان
تھی جو کچھ آئینۂ دلہای مشتاقان مین بال — سو مژہ بنکر ہوے ہین زیر ابرو وہ عیان
جلوۂ خط حلقہ آور روے تابان پر ہی یون — جسطرح ہالہ رہے انوار مہ کا پاسبان
اب نظر خوف ادب سے لغزشین کرنے لگی — ق — چاہتی ہی عزت پابوس مثل عاشقان

کہ رہی ہی حسن ہی بالغ تو نہچے کسطرح
تا قدم ہی شعلۂ روشن گذر ممکن کہان

کچہ نہین کہتے اگر آنکہین اوٹہا کر ایک دم
دیکہ تو لو حال ای خستہ دلونکی قدردان

ابتو وہ صورت ہی جو صورت کبہی ممکن نہ تہی
کیا تعجب ہے اگر ہو جاؤ تم بے مہربان

مفلس ایسے ہین تمہاری ہی نظر پڑتی نہین
جانتے ہو سینہ خالی ہو چکا ہی دل کہان

آرزو گرم تقاضا ہے کہانتک انتظار
جی مین آتا ہی کہون لیکن او بے پاسبان

صدقے جاؤن جوش غفلت مین نہایت چین تہا
دیکہ لو پہر اوس نظر سی بہول جاؤن مین جہان

چاہتا ہون تم کہو اتنا کہ ہان پہر کیا ہوا
کہ رہا ہون تیرسی مین اپنے دل کی داستان

مین تو آیا ہی نہین کسکو کہا چلدیجیے
کل کے کہنے کا ہوا اک روز پہلے امتحان

نام نامی سُنکے رکہتا ہون ہوس پابوس کے
ای وزیر خسروان ای آصف ہندوستان

کچہ نگاہ مہر کو رخصت ادہر بہی دیجیے
رات دن چکر مین ہون مانند دور آسمان

بس بہت کچہ ہرزہ پیمائی ہوئی چپ ہو نسیم
لکہ مضامین دعا جو دلمین رکہتا ہی نہان

فضل حق سے مسند دولت رہی پر قدم
تا ظہور آفرینش تا قیام دو جہان

خضر کی صورت بقائی عمر ہو ہر دم نصیب
حشر تک یارب رہی نام ورد قدسیان

قصیدہ در مدح ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع المنزلہ نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ

کثرت عیش سے یہ بیخبری ہے ہردم
کہ فراموش ہین جو یاد تہی گردونکو ستم

آج کل قوم بشر کے وہ بڑہی ہین اعزاز
کہ ملک کہاتی ہین آسایش انسانکی قسم

وسعت حوصلہ کی حد نہین ہوتی معلوم
ہر زیادہ نظر آتا ہی نگاہون مین کم

برہمی ایسی زمانے سے ہوی ہے معدوم
کہ پریشان نہین ہوتی کبہی گیسوی صنم

لفظ دشنام حسینون کے دہنمین ہی قید
لے رہے ہین لب عشاق پہ بوسے پیہم

کبہی عاشق کبہی معشوق کبہی سب سے پاک
سیکڑون رنگ بدلتا ہی مزاج آدم

مژدہ دیتی ہے صبا پیرہن عاشق کو	کھا چکا دست جنون چاک گریبانکی قسم
ہو چکی چشم عقیمہ نہین ممکن آنسو	اوٹھہ گئی عنصر ہر فرد سے پیدائش نم
وقت تحریر جو کی خبع و رمل نے تکرار	صفت جاہل مغرور اٹھتا ہے قلم
کوئی دم ای دل بیتاب ٹھہر جا تو بھی	کہ مضامین ثنا خیر سنائین تجھے ہم

مطلع

مجمع خلق وحیا زینت قوم آدم	ای جناب ظفر الدولہ ہیں اعظم
صدقے اس طرہ فرقی کی دل و جان بشر	کردیا سلسلۂ کن فیکون کو برہم
جلوۂ نور جبین نے وہ عطا کی حیرت	ہر طرف شور یہی ہے نہین قابو مین ہم
شوق کہتا ہی کہ لون بوسہ ابرو کیونکر	الحذر یہ تو کوئی تیغ کشیدہ ہی دودم
چاک کسطرح نہو تیغ نظر سے سینہ	تیر مژگان کی یہ ہٹ ہی کہ جگر دیکھین ہم
صد الحمد کہ مین شرم سے نیچی آنکھین	ورنہ ہو ایک اشارے مین صفای عالم
نظر آئی کشش حسن جو بینے سمجھا	چھٹ گیا ہاتھہ سے استاد ازل کے یہ قلم
ماہ و خورشید سے بہتر ہین کہین رخسارے	ہی زوال اونکو یہ تابندہ شب و روز ہیں ہم
سبزۂ خط لب جان بخش دہن کی نزدیک	خضر و عیسی نظر آتے ہین کنار زمزم
ہی اسیطرح ہر اک عضو مین کیفیت نور	گردن و سینہ سے تا آینۂ حد قدم
زلف کہتی ہے دم حشر کرونگی فریاد	کردیا ایک نظر نے مجھے ایسا برہم
شانہ کہتا ہی کہ مین چاک جگر رکھتا ہون	کیا نہ پوچھے گا خداوند ازل حال ستم
کہ رہا ہے دل خستہ کہ الٰہی فریاد	جلوۂ حسن خداداد سے ہے یہ عالم
دادخواہی کے لیے لب ہی ہمین تر دامن	اشک خاموش یہ کہتی ہین کہ کہتی نہین ہم
نکل آتے ہین دم سرد جو آہو نکلے ساتھہ	گرمی نالہ کی کھاتی ہین لب خشک قسم
کہ نہین ضبط سخن کا ہمین یارا باقی	کہ لین اب ہم بھی غنیمت ہی یہ فرصت کچھ دم

واقعی قدرت خالق کا نمونہ ہے تو
علم مین حلم مین احسان مین کرم مین ضم

کامل علم سخن شاعر یکتای زمان
روح صدق ہو جو اوصاف مضامین جو رقم

خلق ہوتی نہ اگر طبع معلی تیری
دفتر راز معانی نظر آتا برہم

جلوہ دیتا نہ اگر نور صفا مین خیال
میل کرتا نہ کبھی حسن سخن پر آدم

گرنہ افسانہ افکار سناتے اسکو
چاک دامن نظر آتا نہ گریبان عدم

خلق ایسا کہ جہان رہن محبت ہو کر
مخلصی چاہے نہ تا عمر قدم کوئی دم

آدمی کیا کہ ملک بھی کہین سبحان اللہ
بیٹھین گر خدمت عالی مین وہ ہو کر باہم

وہ حیا غنچۂ سربستہ بھی شرما جائے
وقت احسان نظر آئی جو بدن کا عالم

کثرت زر نی دکھائی ہے نئی یہ تاثیر
داغ ہو جاتا ہی ہر دامن مفلس مین درم

اثر فیض سے ہر شی مین یہ استغنا ہے
کہ نہین زخم جگر کو بھی ہوا سے مرہم

شروۂ بیجبری لطف نے ایسا بخشا
روح رفتہ نہین حالات بدلنے محرم

کسقدر غلغلۂ جود نے رفعت پائی
حوصلہ کرتا ہے قربانے روح حاتم

نام آجاتے زبان پر جو علی اصغر کا
کیون نہ آسان ہو انسانکے لیے کار اہم

ہیبت ایسی کہ دلیرون کی جگر ہون مضطر
نام سنکر تہ و بالا ہو مزار رستم

رفعت حوصلہ کا حال اگر کچھ لکھیے
پونہچے شاعر کے تصور کا فلک پر پرچم

حملہ آور ہو عدو پر تو کرے اتنا قتل
خون شمشیر سے ٹپکے صفت ابر کرم

چار عنصر مین رہی خصم کی یون گردش خوف
جیسے اوزان رباعی پہ تصدق اخرم

چاک دل دی خبر خواب لحد دشمن کو
خندۂ زخم سے پیدا ہو صدای ماتم

شہرت قوت بازو جو ندامت بخشے
پی لے دشمن عرق شرم سمجھکر زمزم

خوف تیر اور ق دہر سے کہو دی ہر حرف
دہن افعی گیسو مین نہ باقی رہی سم

تیغ اس سست بلورین کی جو دشمن کھائے
خون ٹپکے دہن زخم سے ہو کر شبنم

عفو تقصیر نہین جوش محبت سی خیال
کیا کیا خاطر بیتاب نے تفویض فت

بخدا خادم صادق ہون نہین شک اسمین
یاد کرتا ہون تری جوش محبت کی قسم

ای نسیم جگر افگار نہ بک بیہودہ
آگیا پیش نظر حسن دعا کا عالم

ای خدا تا کہ رہے سلسلۂ چرخ و زمین
ہر دم و لحظہ ترقی پہ رہین ناز و نعم

ای خدا بے خلش غیر میسر ہو اسے
دولت و عمر ابد راحت آغوش صنم

رات دن محفل عشرت مین بسر ہو اوقات
خوار ہون حاسد و بدخواہ و احبا خرم

ایضاً

یہ رخصت کلام کسی کے لیے کہان
ہر زادہ خیال ہے ہمراز آسمان

مانند ذات حق ہے تعلق سے فکر پاک
مضمون نہین ذہن ہے نہ الفاظ مین زبان

روشن ہون ہر طرف صفت نور آفتاب
میرے سخن کے فیض سے ممنون ہی جہان

مثل عروس حسن مضامین کو ہی حجاب
کیا دخل ہو سکے کسی نافہم کا گمان

بس او خیال اور طرف سیر چاہیے
موقوف کر یہ سلسلۂ ذکر این و آن

لکھ جلد ایک مطلع آغاز مدعا
جس سے اوٹھاتے لطف سخن طبع قدردان

مطلع

ای خامہ ہوشیار کہ ہی وقت امتحان
مدت کے بعد آج طبیعت ہی مہربان

مضمون بشکل ابر کرم ریزش نمین ہین
کہتی ہے مجھسے فکر مرے بار بار ہان

لا واسطے نثار کے کچھ گوہر سخن
ایسا ملے گا پھر نہ زمانے مین قدردان

خورشید منزلت ظفر الدولہ جسکو خلق
کہتے ہی دیکھکر شرف خلقت جہان

پہونچی جدہر نگاہ عنایت ہوا یہ حال
دامن مین زر زبان پہ ہزار آفرین جان

اللہ رے کرم کہ یہ عالم ہے ہر طرف
مسند وہی ہوس صفت خواب پاسبان

ایسا ہی کون جسمین یہ اوصاف ہون بہم
حلم و حیا و خلق و وقار و عروج و شان

جوش سحاب فیض سے ٹھنڈی ہوئی جو دل — بدلے ہوا سے دامن الفاظ مدح خوان
ہر سر بلند پست ہی ہمت کو دیکھکر — حاسد کا دل جلا ہی تو دیتا نہیں ہوان
دیکھا ہی جو خلیق تو ہر دل کی آرزو — اٹکھیلیو مین ہی صفت صبح بوستان
شرمارہے ہین عارض خوبان ونگار — تابان ہین اسطرح گہر گوش بندگان
کیا دخل مثل عمر گذشتہ پہر آسکے — وہ آرزو جو پہر قدمبوس ہو وہان
ابتک تو انتہاے عنایت نہین ملے — مدت سی ہین خیال گمان اسپ بے عنان
ہر جسم و جان پہ سایۂ دامان التفات — رہتا ہی مثل کثرت احسان مہربان
کہتے ہی دل کے بھید سراپا ضمیر صاف — رکھتی نہین بشکل سخن گو لب و دہان
پایا نہ یہ جمال کسے مین دم مثال — ڈہونڈا کیے خیال و تصور کہان کہان
حیرت سے رنگ جلوۂ عارض کے ہین خموش — غنچونکی لب گلونکی دہن برگ کی زبان
نطق زبان کو بسکہ درشتی سے عار ہی — رکھتا نہین ہے جسم سخن وہم استخوان
اوصاف بیشمار ہین پاتا نہین جو بس — بڑہتا ہی روز کچہ نکچہ اندازۂ گمان
حسرت فزا ہی صورت وقت گذشتہ شوق — جسکو نصیب ورلی خدمت ہی یکزبان
جو بار یاب بزم نہین ہی تو اوسکے پاس — کیسے ہین کچہ نہین مگر اوقات رایگان
تہے جتنے راستے وہ عنایت ادہر ہوے — اولٹا لکھا گیا ورق بخت دشمنان
اوصاف سے ملے وہ مجھے شوکت خیال — آغوش فکر مین نظر آتا ہی آسمان
طی ہو سکی نہ راہ ثنا جب کسیطرح — عاجز بشکل توبہ و واعظ ہوا گمان
یارب بر آئین دلمین مرادین ہون حسب قدر — تا انتہاے عمر زمین اوج آسمان

قصیدہ در مدح نواب امیر الدولہ بہادر ابن نواب ثمن الدولہ بہادر

تحریر کا وقت آگیا لکہہ نام اقدس اے قلم — نواب امیر الدولہ عالی مرتبت والا ہمم

مستفعلن مستفعلن مستفعلن
بحر رجز کے وزن مین اشعار ہوتے ہین رقم

ہی وہ سخی ابن سخی عالم مین ہی چرچا ہی
دنیا مین بخیل آدمی ہے اوسکا ممنون کرم

ہی چشمۂ ہمت ہی وہ سر دفتر رحمت ہی وہ
سرمایۂ دولت ہی وہ با عزت و جاہ و حشم

حال عنایت کیا لکھون تشبیہ کس کس شے سے دون
وہ حوصلے سے ہی وہ فزون ہر چند پانی کوئی کم

ہی سر کی کثرت ہر کہین آباد ہی ویرانیان
دنیا مین مثل اوسکا نہین کہتا ہون مضمون کی قسم

دریائی بخشش ہے روان ہر وقت ہی گوہر فشان
آتا نہین لب تا زبان اللہ رے جوش ہمم

جو رنج مین ہو مبتلا جسکو ہو صدمہ دہر کا
ہو در پہ اوسکی جبہ سا جاتی رہین درد و الم

قسمت ہو یاری پر اگر آجائے جو پیش نظر
بخشے یہانتک سیم و زر سب بھولے گردون کے ستم

اللہ رے خلق و وفا اللہ رے جود و سخا
اللہ رے لطف و عطا ہر لحظہ ہی جوش کرم

خالق نے بخشا وہ اثر حاصل ہو گر فیض نظر
گلشن مین ہو ہر شاخ تر گلدستۂ باغ ارم

قربان ہی رخ پہ قمر لب پر فدا گلہای تر
خامہ ہی سلک گہر گر وصف دندان ہو رقم

دولت سے دامن کو بھرا جو منہ سے مانگا مل گیا
جسطرح قسمت کا لکھا ہوتا نہین ہے بیش و کم

لفظ ثنا تر ہو گئے آباد دفتر ہو گئے
سب نقطے جوہر ہو گئے نیلم بنے اشک قلم

بخشش ہی وہ دسترس سکتی نہین اوس سے بس
رکھتا ہی جینے کی ہوس راہی ملک عدم

ہر شی مین فیض اوسکا ملا دیتا ہون اک تازہ بتا
لالہ ہی پھر کہلانی لگا گلشن مین تصویر ارم

کیا شان مین اوسکی کہی تعریف کیونکر ہو سکے
اکسیر سمجھے خلق اوسی حاصل ہو گر خاک قدم

جو کوئی اوس در پہ گیا بر آیا دل کا مدعا
اہل دول ہو یا گدا ہی سب پہ احسان کرم

فیض لب جان بخش سے حصہ کسیکو گر ملے
دھڑکا نہ مرنیکا رہے دیکھا کرے حسن قدم

گر دیکھ لے لطف و وفا یا ریزش دست سخا
ہر فرد ہو محو دعا جبتک رہی سینے مین دم

ہی فضل حق سے وہ سخی گر لکھیے افسانہ در کے
حاتم کا عالم سے ابھی جاتا رہی سارا بھرم

قل الحذر کا ہو بپا آجائے غصہ گر ذرا
ہو ہر عدو کا سر جدا کھینچے اگر تیغ دو دم

منظور ہو گر امتحان ہون اسقدر خونریز زبان
دی کلک شاعر گر نشان نگین ہو سحر پیر قلم

بس اے نسیم نہ تحریر ہے شوق مین الہی کہ ہر
شعر عالکہ جلد تر دکھلا دے انجام رقم

مقصد ہو جو کچہ آپکا بر آئے از فضل خدا
خوش ہون عزیز واقربا جبتک ہین مجموع بہم

حامی سدا ہون پنجتن جبتک ہی بنیاد زمین
تازہ رہی سارا چمن مسدود ہو ہر رنج و غم

جبتک ہی کاخ آسمان جبتک ہے قوم انس و جان
جبتک ہے بنیاد جہان حاصل رہا ہے عمر و درم

قصیدہ در مدح وصی علیخان بہادر

ذرا تو چین دے او دل تجھے خدا کی قسم
کہ اور فکر مین ہے آج خاطر برہم

خیال صاف کو گلگشت باغ مضمون ہے
برس رہی ہے طبیعت بشکل ابر کرم

کہان عروس سخن ہے کوئی بلا لائے
کہ ہے ضرورت اشعار کچہ کہین گے ہم

مزاج کو سر مشاطگی معنے ہے
کہلین گے زلف کی مانند عقدہاے اہم

نسیم اوٹہا تو قلم وقت امتحان آیا
جمال شاہد تجویز مین دو حسن رقم

خیال مدح رئیس زمانہ ہی مل گیا
ادب کی جا ہی یہان گردن قلم ہو خم

جھکا تو سر پے تسلیم عرض حال کرو
کہ اے امیر فلک مرتبہ جہان کرم

کمال مضطرب الحال تہا خوشا قسمت
نصیب مجکو ہوئی آج بوسہاے قدم

بس اب زمانہ تحریر نام اقدس ہے
گلاب و مشک سے دہوتے ہین ہم زبان قلم

الٰہی اپنا کرم رکہ وصی علیخان پہ
وہی سپہر کرامت کا نیر اعظم

زمانہ کہتا ہے اوسکو کریم ابن کریم
وہ اپنے وقت کا ہی آج دوسرا حاتم

نگاہ فیض اثر سے جو سوی گل دیکھے
در خوش آب ہو ہر ایک دانہ شبنم

ہوا ہی بزم طرب خیز کی یہ ہے تاثیر
نہ دیکھی چشم تصور نے بہی صورت ماتم

محب پنجتن پاک ہی دل و جان سے
فدا ہی نام بتول و رسول ہے ہر دم

یہ فیض تیغ سے اوسکا پڑے جو اعدا پر
ہر ایک زخم مین پیدا ہون سو دہان باہم

وہ باخدا ہی جو نکلے زبان سے اقرار
بصورت خط تقدیر ہو نہ بیش و نہ کم

فروغ روی مبارک ہی آیت اسلام
بجا ہے کہیے اگر اوسکو قبلۂ آدم

وہ آفتاب جہانتاب ہی اگر چاہے
ہر ایک ذرّہ مین پیدا ہو نور کا عالم

خلاف اوسکا جو چاہے تو ہو خلاف لیا
مٹے مزاج عناصر سے اتحاد جسم

نہ روح جسم کو دیکھے نہ جسم صورت روح
کہ جس طرح سے قضا و قدر نہین توام

وہ برگزیدۂ حق ہے کہ وقت عزم دعا
عجب نہین جو ہو تقدیر سے زیادہ رقم

نہین ہی یاد خدا سے وہ کوئی دم غافل
ہمیشہ ذاکر حق ہین لب و زبان باہم

صفای قلب سے کشف ضمیر حاصل ہے
نہین ہے آئینۂ دل پہ زنگ ناز و نعم

کجھ نکو راست بنائی خیال شوق اوسکا
مٹے کشاکش شانہ سے زلف کا ہر خم

کہان نصیب جو لی بوسہ رکاب اوسکا
ہزار بار اگر پشت آسمان ہو خم

لکھو نہین جو صفت اگر کچہ جمال روشن کا
رہے زبان پہ سے پر فسانۂ آدم

جبین وہ ہی کہ جسے لوح نور کہتے ہین
بھوین نہین پی دشمن کھچی ہی تیغ دو دم

مژہ مین نوک وہ ہی سمجھے ہر حسین نشتر
دم نظارہ صفین کی صفین ہین برہم

نہین وہ چشم کنار حیا مین ہی معشوق
کہ جسکے رشک سے نرگس ہے سرنگون ہر دم

نہین ہی بینی شفاف شمع نوری ہے
بجا ہی گر الف اللہ کا اوسے کہین ہم

لبو نہین ہی اثر قم دم سوال و جواب
کہ زندہ کرتے ہین دلہای مردہ کو ہر دم

دہن نہین ہے وہ ہی درج ذکر الا اللہ
کہ جسمین ہی کلمہ حق کا بر زبان ہر دم

غرض نمونۂ قدرت ہی سر سے تا ناخن
کہان مجال قلم ہی جو وصف سب کا رقم

اب اور طرز کے اشعار چند لکھتا ہون
مزاج جوش مین آیا پھری عنان قلم

کریم وقت ہی تو ای امیر الاجاه
ہزار گردن تسلیم تیرے در پہ ہو خم

نگاہ لطف سی مجہ خستہ حال کو بہی دیکہ
کہ بہول جاؤن فلک کے تمام جور و ستم

ثنا ہمیں تیری کرون اور رہون قلیل و خراب
یہ شرط لطف نہین ای رئیس اہل کرم

اب اور کون ہی ایسا کہ جس سے حال کہون
سناؤن کسکو مین اپنا فسانۂ ماتم

غریب و بیکس و ناچار و مضطرب ہون مین
رئیس عیش ہو تم مین اسیر رنج و الم

فقط نگاہ عنایت کی آرزو ہی مجھے
زیادہ اس سی نہین چاہتا خدا کی قسم

نسیم طول سخن ہو چکا بس اب خاموش
خطر کے جا ہی مبادا مزاج ہو برہم

حضور قلب سی مانگو خدا سے جو چاہو
پڑہو دعا کی بہی اشعار چند سن لین ہم

الٰہی تا کہ رہین مہر و ماہ گردون پہ
الٰہی تا کہ زمین پر ہو نور کا عالم

نصیب عمر خضر رتبۂ سلیمان ہو
رہے ستارۂ اقبال جلوہ بخش قدم

ایضاً

بہار آئی کہلی ہین غنچے نسرین ہی چمن کا سامان
وظیفۂ گل ہی اندز نو ہین ترانۂ عندلیب نالان

فسردہ خاطر ہوی ہین واعظ ہجوم سودا امنگ پر ہی
بڑہی ہین چاک پیرہن کی کہ ہی گریبان انیس دامان

فسانۂ غم کی بعد مدت اثر دکہایا ہی غفلتون کا
ہوی ہین مصروف چارہ سازی وہ اطبای خاطر پریشان

کہلی جو سنبل کے زلف پرخم مزاج ازخود ہوے ہین برہم
طواف مین ہی نگاہ پیہم نثار ہوتے ہین تحفۂ جان

سبو و مینا و غر چہلکتے ہین بہاتے ہی زبان و ہمین
سرور می سی ہی لغزش پا بڑہی ہین افتادگی کی احسان

لباس تن کو مخلصی ہے مٹا ہی دیوانگی نے جہگڑا ہی
ہوی تعلق سی پاک دامن نہین ہی تہمت گریبان

صدا یہ دیتا ہی کوس دودن اٹھ صبح عید سینے
جگا رہا ہی خیال تازہ کو خواب خفتگی سی غزلخوان

نسیم خستہ جگر بہی پیہم سنا رہا ہی نوید مضمون
نہین ہی روسا ہی زندگی کا رہین گے یادگار دوران

زمانہ فیض سخن سے میری بشکل عشرت ہین ہی روشن
بلند یونہی ہی فکر عالی جہان مین ہون آفتاب تابان

مزاج مشتاق گفتگو ہی خیال مصروف جستجو ہے
پڑہو وہ مطلع کہ جسکی عظمت مین سر جہکا دین اک سخندان

مطلع

سپہر جاہ و جلال و شوکت فروغ خورشید جود و احسان
وصی علیخان وصی علیخان وصی علیخان وصی علیخان

ترقی پہ ہی جوش ہمت ستر بکف بخشش ہین دست و دشمن
جہان مین ایسا ہی کون باقی نہین جو خوان کرم پہ مہمان

بہت سے پہر پار ہین ہم نظر سی گذرا تمام عالم
نہ پایا ایسا رئیس اعظم کہ جسکو لکھتے امیر دوران

نہال بے برگ تھا جہان مین کیا ہی ابر کرم نے تیرے
بشکل شمشاد سایہ گستر بشکل شاخ چمن گل افشان

شمیم اخلاق بےمثل سے تیرے رہ رہ گئے ہین غنچے
حیا سے ہر گل کا سر ہی جھک گیا بدل گئی صورت گلستان

ہزار سائل جو در پہ آئین تجا ہی محرم ہر ایک اونمین
رہے ہے تیرا دست گوہر افشان ہمیشہ مانند ابر نیسان

دعای طول حیات ہین گر لبونکو تکلیف مدعا ہو
دہان سائل مین کیا عجب ہے لعاب ہو جائے آب حیوان

جو دیکھے آیات مصحف رخ تو راست کفر سرنگون ہو
رہے نہ بنیاد لات و عزی ہر ایک کافر بنے مسلمان

نہین ہے فانی مین کوئی ایسا کہ جسکو شوق قدم نہین ہے
نہان ہین ہر لب مین آرزو نہین کہ جیسے مومن کا نور ایمان

زبان تیغ و سنان سے سنکر جو مژدہ مرگ ناگہانی
تن عدو پر جراحتین ہین بصورت غنچہای خندان

دعا مین تاثیر ہم نکیون ہو قبول خالق ہر اک سخن ہے
حیات فرمان بر یر لب ہے اجل ہے کوسون کشیدہ دامان

نگہ مین لاکہون کرامتین ہین نہان بہ امین عجیب آیتین ہین
ہزارون اسیر شہادتین ہین کرےگا تعریف کیا سخندان

زبان سے تیری جو حکم نکلے تو دو اثر وہ کلام بخشے
ملے حبا کو عمر و دولت عدو کو پہنچے قضا کا فرمان

دیا اثر ہی خدا نے تجھکو روا ہی حاجات نیوی کا
شفای امراض کو مجرب ہی نام تیرا بجای درمان

ہو یا نگی حقیقہ تو اے بکرم مطیع فرمان ہے سارا عالم
ہوا و جن و طیور تجھ مین ہے سلیمان لیس سلیمان

قصیدہ در مدح نواب حضور محل صاحبہ دام اقبالہا

مانند شانہ ہے خلشون پر جو روزگار
حاصل ہے مثل زلف مجھے طول انتشار

امیدوار ہون دل مشتاق کیطرح
یارب دکھا جمال تمنا پھر ایکبار

آغوش مین مراد ہو لب پر ہون قہقہے
چھلکون بسان ساغر لبریز بار بار

ہنستا رہون بصورت وصف مدیح مین
گھٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن اختصار

دیکھا کہ ہین حسین جہان جوش شوق مین | پیدا ہو مجہ مین صورت ولہان اغدار
لپٹون بشکل پنجہ بساقی سبوسے رو | چہولون بسان دامن جانان ہزار بار
گردن جہکاؤن مثل قلم التماس مین | چہرہ دکہاؤن صورت مضمون آبدار
الفاظ مین بصورت معنی چہپا رہون | مطلب کے دون خبر جو زبانسے ہون آشکار
خاطر مین آکے قصد یہون منہ مین جاکے بات | پونہچون جو تا بہ گوش مخاطب ہو بیقرار
ای خامہ بس تہیئہ تمہید تا کجا | لکہ جلد کوئے مطلع مضمون آبدار

مطلع

تا آسمان خطاب معلی کی ہے پکار | بانوے شہ حضور محل صاحب وقار
ہمت وہ دی خدائی کہ شاعر کی بہی زبان | ظاہر ہے جسکی وصف مین با عجز و انکسار
از بسکہ ہے سخا و مروت مزاج مین | مقبول بارگاہ الٰہی ہین جملہ کار
خورشید حسن نور خدا روی پاک ہی | باتون پہ ہی کرامت صادق کا اعتبار
آنکہون مین ہے لحاظ نگاہون مین احتیاط | ممکن نہین خلاف شریعت ہو کوئی کار
جو جسکی آرزو ہے وہی ہے زبان پر | پیدا ہی قلب صاف مین پنہان و آشکار
عصمت وہ ہی کہ خامۂ نقاش کائنات | مس کرسکا نہ کہینچ کے تصویر آبدار
شبنم کے بدلے برسین گہر آسمان سے | خواہش دعا کی ہو جو بدرگاہ کردگار
ہی حب اہلبیت کا اسدرجہ دلمین جوش | حورین جنان مین کرتی ہین تحسین ہزار بار
خورسند فاطمہؓ ہین علیؓ خوش رسولؐ شاد | راضی حسن حسین سمجہتے ہین دوستدار
مد نظر ہے آٹھ پہر سب کے پرورش | محظوظ ہی ہر ایک رفیق اور اہل کار
مین بہی ہون جیئہ سا بامید نگاہ لطف | ای بانوِ عفیفہ و خاتون با وقار
پونہچا یہ حال اور گزارش مین کیا کرون | روتے ہی بیکسی مری قسمت پہ بار بار
ایفای وعدہ مین نہ کمی کیجیے حضور | فضل خدا سے آج موافق ہو روزگار

صد شکر سرخرو ہین ہوا اب جناب سے
جو کچھ کہا تھا دیکھ لیا بعد انتظار

واجب ہی پرورش کہ بہت بیقرار ہون
افلاس کی خراش سی دل ہی شگافدار

بخشے ہین برہمی نے ہزارون ملال کے پیچ
شاید کہ اپنی زلف سمجھتا ہے روزگار

مثل مزاج یار ہے مصروف اہتمام
کیا کیا گمان بد ہین بحال نحیف وزار

ہنستا ہون مثل خندۂ زخم جگر اگر
سیتا ہے بخیہ گر دہن و لب ہزار بار

اظہار مدعا سے پشیمانیان ہوئین
کھو بیٹھے اپنے ہاتھ سے سامان اعتبار

ارزان ہوا ہون طعنۂ معشوق کیطرح
گر مفت ہی بکون تو نہین کوئی خواستگار

اب کون جز حضور ہی ایسا جہان مین
جسکو ہو رحم جانب دلہاے بیقرار

بس اے نسیم روک زبان قلم کو تو
دے نذر دیکھ قدرت خلاق روزگار

وقت دعا ہی عرض تمنا مین دیر کیون
قسمت دکھا رہی ہے دم لطف کردگار

یارب ہین باغ دہر مین جبتک شگفتہ رنگینیان
دور خزان کبھی ہے کبھی موسم بہار

دشمن برنگ برگ خزانی ہو زرد رو
احباب پھولون مین رہین صورت ہزار

تمت

رباعی

تن آتش غم سے بے جلائے نہ رہون
سینے کو کباب بے بنائے نہ رہون
وہ لذت عشق مین نے چکھی ہی نسیم
سو دل ہون تو یار ہی لگائے نہ رہون

ایضاً

انسان کا جو کذب پر شعار آتا ہے
خاطر پہ ہر ایک کے غبار آتا ہے
پر وعدۂ یار کچھ عجب شی ہے نسیم
گر جھوٹ بھی ہو تو اعتبار آتا ہے

ومن یتوکل علی الله فهو حسبه

الحمد لله والمنة که درین زمان فرخی توامان دیوان بلاغت بنیان مسمی به دفتر شگرف معروف

از تصنیفات استاد زمان مستند دوران عندلیب گلزار رنگین بیانی طوطی شکرستان ...

باهتمام بجیان میدار مغفرت آیت و منان محمد عبد الواحد خلف محمد عبد الاحد صاحب مهر بن محمد مصطفی خان صاحب مغفور

در مطبع مصطفائی مصطفی محمد خان طبع گردید ۱۳۱۲

واہ کیا رتبہ ہی فکرِ طبعِ حق آگاہ کا
خوب ہی آزاد رہنا مردِ حق آگاہ کا
دیکھنا کیا مرتبہ ہی عاشقون کی آہ کا
گھٹ نہین سکتا گھٹانی سے بھی کامل کا کمال
چاہتا ہون دید تیری عالمِ ایجاد مین
گر نہوتا او نہین شامل عکسِ نورانی ترا
سب مین اور سب سے الگ ہی پاکدامانی تری
جسطرح قالب مین جان ہی اسطرح ہر جا مین تو
کیا ملی وہ زخمِ ازل سے جسکو تو بخشے فراق
کیا غرض عشاق کو اعمالِ خوب و زشت سے
تیرے صدقے امتحان کر لیجیو او پردہ نشین
مجبوری کو چھوڑ ظالم راستی کر اختیار
دل کسی صورت تو بہلے کیون تم آزردہ ہوے

سایہ ہی بالای مطلع چترِ بسم اللہ کا
کھینچیے قشقہ جبین پریدِ بسم اللہ کا
اوّل و آخر مین جسکے حرف ہی اللہ کا
ہی الف معنی سے کب خالی ہی لفظ اللہ کا
مین نہین حجاباں عین ای پیاری جمالِ چاہ کا
جلوہ خوش آتا کسی تصویرِ مہر و ماہ کا
بعد ملنے کے جدا ہی لفظ جیسے راہ کا
یہ فقط دھوکا سا ہی نامِ گدا و شاہ کا
خامہ کر سکتا نہین بخیہ شگافِ آہ کا
ہم نہین رکھتے بھروسا توشۂ ہمراہ کا
حوصلہ دیکھ اپنے مشتاقِ اجازت خواہ کا
خوب دیکھا ہار ہی انجام اولٹی راہ کا
شورِ بیتابی نہین ہی زمزمہ ہی آہ کا

۲ ۱۵

میں تو اوسکے روئے روشن کا ہون دیوانہ نسیم
تنگ ہی جسکو نقاب حسن جلوہ ماہ کا

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا
غل نالہ زنجیر مین ہی صل سے علی کا

بیہوش کیا ہی کسی باہوش نے مجکو
جھگڑا نہ رہا یاد عذاب دوسرا کا

صدقے ترے اوشافع روح و تن عاشق
وہ غیظ مین اوقت ہی وعدے کی وفا کا

تو پیش نظر روح فدا شوق ہم آغوش
اب ہاتھ نہ جہان اوٹھائینگے دعا کا

دوزخ کو بہا دون عرق شرم سے اپنی
ایما ہو جو تیری نگہ لطف فزا کا

مرنے پہ بہی لائی نہ تری نکہت گیسو
احسان نہ ہوا روح پہ بہی باد صبا کا

جز بیخودی شوق نہ گریہ ہی نہ فریاد
لی دوست چہٹا ہمسے تعلق رفقا کا

کیا فکر عذاب لحد ی مردہ دلون کو
ہی اور ہی جھگڑا ترے مفتون لقا کا

خاموش زبان شرم سے آنکھین ہین زبان ور
مین صدقے یہ انداز ہی تسلیم و رضا کا

شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ
ہر زخم جگر لفظ بنا صل سے علی کا

عاشق کی ہی یہ خاک قدم رکھکی گزر جا
بوسہ ہی ملے کوئی عذار کف پا کا

قربان اوٹھا عارض پر نور سے پردہ
مرجاون نہ عاشق پہ ہو احسان قضا کا

مدت سے ہی یہ دہن تری کوچے مین بنے قبر
ہو اوج پہ اقبال مرے بخت رسا کا

مطلب ہی مرا عارض پر نور کا جلوہ
عاشق ہون ترا نام کو بندہ ہون خدا کا

۳ ۲۱

اعمال نسیم اپنے برے ہین کہ بھلے ہین
لیکن ہی بھروسا ہمین محبوب خدا کا

بزم غم کو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا
شور ماتم کیا ترانہ تہا مبارکباد کا

قید مین آنا بہت دشوار ہی آزاد کا
غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا

خود فراموشی اثر ہی اوس پری کی یاد کا
دل دکھانا خاص شیوہ ہی مری فریاد کا

ہاتھ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا | دیکھتا ہی دور سی قابو نہین صیاد کا
قبر پر آیا ہی دینے کو مبارکباد مرگ | یہ نیا ایجاد ہی میرے ستم ایجاد کا
واہ کیا رعب جنون ہی اپنی صدقے جائیے | ہاتھ کیسا کانپتا ہے جسم بہی فصاد کا
پاون جنت مین نہ رکہا تہا کہ نکلی تن سی روح | بیکسی نے رو دیا منہ دیکھکر شداد کا
ایک کیا دو چار بوسے تو خوشی کر لین مجہے | سہل سمجھے شاد کرنا وہ دل ناشاد کا
یاد آئین بیڑیان اور رو کہ رائی طوق کی | کم ہوا سودا مرا منہ دیکھکر حداد کا
وصل کی کیفیتین فرقت مین کہلا دیجیے | وہ دہن چومی مرا مین بوسہ لون فریاد کا
اوسکی کانون تک گئی ممنون احسان ہم ہوئے | آج اپنی جی مین ہی منہ چومیے فریاد کا
جب چہٹا تیر نظر آیا مری دل کیطرف | قہر ہوتا ہی نشان بہی خانہ آباد کا
کہتے کہتے رہ گئی ہنگام استفسار حشر | کچہ محبت آگئی منہ دیکھکر جلاد کا
روز رنج تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہان | دیکہیے ایجاد کب تک اوس ستم ایجاد کا
مجکو بہی تجدید عادت مین رہا کرتی ہی فکر | جسطرح پہلو بدلتا ہی ترے بیداد کا
باوفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال | رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا
دیکہ لیتا ہی جو اوسنے آنکہ سے دیکہا نہین | شوق تیرا نور دل ہی کور مادرزاد کا
کیون نہ خنجر ٹوٹ جائی آکی تیری ہاتہ مین | حسن کے گرمی سے کشتہ ہو گیا فولاد کا
حب دنیا الفت زر لیسے ہم بہر کم نہین | اسپر اپنی زاہد ارادہ ہی خدا کی یاد کا
بعد آزادی بہی مدت تک نچہوڑا اوسنی گہر | آگئی شرم وفا منہ دیکھکر صیاد کا

۴ — حق خدمت چاہتا ہی چلکے رہیے اے نسیم / مدتون سے آہ ویران ہی قفس صیاد کا — ۲۲

منظور رہے ناپنا کمر کا | پیمانہ بنا ہے نظر کا
تہا شام سے دغدغہ سحر کا | دہڑکا ہی لگا رہا گجر کا

سینے مین سے کچھ آئی آواز
پھوٹا کوئے آبلہ جگر کا

آنسو پونچھین گے کب تک احباب
ٹپکا نہ رکے گا چشم تر کا

دل ہو تو ہے کیا عجب بہل جائے
کچھ ذکر کرو ادہر ادہر کا

کیون زلف دراز کھولتے ہو
کیا خوف تمھین نہین کمر کا

کچھ بے ادبی ہوئے مقرر
سینہ بیدہا گیا گھر کا

تنہا نہین گوشۂ قفس ہے
جھگڑا ہے ساتھ بال و پر کا

محتاج کفن نہین ہے بلبل
پردہ کافی ہے بال و پر کا

رہتے نہین ایکدم کسی جا
بتلائین نشان خاک گھر کا

کیا کیا ہمنے نہ خاک اوڑائی
پایا نہ غبار تیرے در کا

ہو آپ کے کان تک رسائی
اللہ یہ مرتبہ گہر کا

اے دل کنج مزار دیکھا
بھلا یہ مقام ہے سفر کا

یاقوت کہان مرے دہن مین
ٹکڑا ہو گا کوئے جگر کا

رخصت رخصت جو کہرہے رہو
اے جان خیال ہے کدہر کا

جبتک ہے کچھ حیات باقی
رستا دیکھین گے نامہ بر کا

آنکھون مین خیال او رہی ہر
جلوہ کیا دیکھیے قمر کا

آرام کہان نصیب ہمکو
کھٹکا درپیش ہے سفر کا

پہونچے مرے ہاتھ تک تو فصاد
منہ لال کرون گا نیشتر کا

دو رٹے لینے قدم اجل کے
دھوکا ہوا یار کی خبر کا

ٹھرو لاشہ اوٹھے تو جانا
جھگڑا ہے اور دوپہر کا

۵	کیون آئے نسیم نیند ہمکو سر رکھکے زمین پہ یار سر کا	۶

صد چاک ہی مانند کتان چاک جگر کا
آنکھوں مین تصور ہی جو اک شک قمر کا

دامن کے یہ قدرت ہی کہ اس جوش کو روکے
اُڑتا ہوا دریا ہی مرے دیدۂ تر کا

شرم آئی ہی اک پردہ نشین کا ہون مین زخمی
منہ دیکھے گا جراح مرے زخم جگر کا

رخصت ہی تن زار سے اب جان حزین کے
ملجاؤ گلے سے کہ زمانہ ہی سفر کا

ہم عاشق مشتاق سحی تجکو کہین گے
بوسہ ہمین دے دای گل تر اس لب تر کا

۶ مجکو سبب مرگ ہے نظارۂ ابرو
کشتہ ہون نسیم اوسکی اسی تیغ دو سر کا ۱۱

تم تک مجھے لایا تھا جوش اس دل مضطر کا
اب جاؤن کہان ستا معلوم نہین گھر کا

دشمن کو ہٹاتے ہین اب مجکو بلاتے ہین
لو اور نئی سوجھی منہ دیکھ کے خنجر کا

خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین سودا ہین
کیا بجتے کہین پیارے جو حکم مقدر کا

اک عمر کا قصا ہی برسون ہی کا جھگڑا ہی
سنتے وہ اسے کبتک طومار ہی دفتر کا

البتہ شگون بہی صرصر کی سی آمد ہی
گھبرائے نہ کیون بلبل منہ دیکھ گل تر کا

مشتاق سے بہی بسون وعدے ہی ہوئے لاکھون
لیکن نہ ملا بوسہ اک جان لب تر کا

ناحق کو جلاتے ہو کیون سب کو بلاتے ہو
دشمن تو ابہی تک ہی پہلو سے نہین سرکا

عالم سے نرالا ہی ہر ایک سے بالا ہی
حاجت نہین کچہ رکھتا محتاج ترے در کا

مفلس ہین کہان سامان تو آکہ نہ آیا جان
ارمان بہت کچہ ہین لوٹا نہین اس زر کا

اب دلمین نہ اپنے ڈر تو شوق سے سو جا گہر
حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا

۷ اوسنے جو پڑہا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا
تلوون سے کوملا پہرون سر میرے کبوتر کا ۱۵

ننگ کرتا ہی بدل جانا سو سو بار کا
رنگ رخ نے ڈہنگ سیکہا ہی مزاج یار کا

ایکدم فرصت نہین کیا ازدہام خلق ہی
زخمہ دل ہو گیا روزن تری دیوار کا

حد نہین معلوم ہوتی پڑچکی کیا کیا نظر
طول ہی زخمونکے دامن مین شب بیمار کا

عادت بے سود کہو دیتی ہی آنکہونسے قا
کچہ اثر کہتا نہین خندہ لب سوفار کا

اب تو ہر زخم جگر ہے دامن ابر بخیل
تر نہین ہوتا ہی سو بو سونسے لب سوفار کا

جذب وحشت کا اثر اتنا تو دیکہا آنکہ سے
آبلونکے منہ مین آجانا زبان خار کا

ایک نقطہ دیکے نامے نے پتا بتلادیا
آج ثابت ہوگیا ہونا دہان یار کا

روی روشن کی حرارت سے پہکا دیا تاہی دل
آج سمجہے نور مین بہی خاصہ ہے نار کا

رہگیا ہی کچہ جو کانٹونمین اولجہ کر جابجا
تار دامن اب نظر آتا ہی گیسو خار کا

دنکو طعنونکی کدورت سے اتکو دشنام تلخ
کیا پسند آیا مکان انکو دہان یار کا

کسطرح آگی بڑہون بالغ ہی کچہ الیں ادب
آنہ جائے زیر پا سایہ تری دیوار کا

آسمان پہ کچہ شفق پہولی نظر آنے لگی
عکس جا پہونچا تمہارے دامن گلنار کا

شغل افغان کیلیے بلبل کریگی اعتکاف
باغبان گوشہ بتادے دامن گلزار کا

جو اسی سنتا ہی پہر سوتا نہین آرام سے
اب ہمارا ذکر نالہ ہوگیا بیمار کا

٨ چشم عاشق بنگیا ہون اسلیے مین ای نسیم
شاید آجائے نظر جلوہ جمال یار کا ١١

بندگی شب آنکہ دہیان آیا جو روی یار کا
ہوگیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا

وا ہی قسمت ایک صورت پر نہین جب دیکہیے
خاصہ پیدا کیا دل نے مزاج یار کا

اس تمنا پر فقط مرتے ہین ایجان جہان
حشر کو دیکہینگے ہم جلوہ ترے دیدار کا

ایکساعت مین بدل جاتی ہی سو سو بار یہ
خاصہ تقدیر مین ہے پہلوی دلدار کا

دوست کی امید سے دشمن کبہی خالی نہین
سایۂ پا ڈہونڈہتا رہتا ہی سر ہر خار کا

اسقدر لطف تلون دو گہڑی مین ہی
بڑہ کر گہٹہ جاتا ہی سایہ بہی ترے دیوار کا

اور ابہی چہندی بہرا ہی صدمۂ درد فراق
حوصلہ نکلا نہین ہے خاطر غمخوار کا

کسطرح آرام سے بیٹھین کہ بعد از چند روز — پیش ہے ہمکو سفر اک منزلِ دشوار کا
اس فریب کہنہ کے مشتاق ہم بھی ہو گئے — کسکو آتا ہی یقین ظالم ترے اقرار کا
آج سب پھیلائین دامن جسقدر محتاج ہین — امتحان کرتا ہی ہمکو چشم گوہر بار کا

٩ دیکھیے کسطور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم
آج کچھ عالم دگرگون ہی دلِ بیمار کا ١٧

پھر غلغلہ ہے آمدِ فصلِ بہار کا — بگڑا مزاج میرے دلِ بیقرار کا
آرام کی ہوس دلِ بیتاب مین کیون — کیا پہلوِ مزار بھی پہلو ہی یار کا
بوسے فریب سے جو لب یار کے لئے — برہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا
رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور — بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
گر جانتے جگائیگی سر خیز حشر کی — احسان نہ لیتے راحتِ خوابِ مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو — کھٹکا سنائیگا مژۂ آبدار کا
اے چرخ بس تہیۂ تکلیف اب نکر — احسان اٹھا چکے ہین بہت روزگار کا
وصلت کی رات تو نسی شب غم نہ بھولنا — ایذا رہے ضرور لحاظ انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر — میرا سا ابتو حال ہوا روزگار کا
جب دیکھیے کبھی سے سوا ہتی نہین — بس لے لیا مزاج نے کچھ لطف یار کا
دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین — شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایکبار کا
تیرے ستم عدو کے دعا نے کیا اثر — بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا
ہان تو اگر بلا ہی تو آ دن مین ہر طرح — ہے تجکو اختیار مرے اختیار کا
آتے نہین وہ ہان بھی یہان جان غیر ہے — اقبال اوج پر ہی شب انتظار کا
پابوس آسمان سی شرف ہوتی ہین نصیب — پھر حوصلہ بلند ہے اپنے غبار کا
ہو جاہی ہمسے پرسش اعمال بھی تو خوب — وعدہ بہت دراز ہی روزِ شمار کا

۱۰ وحشت مین بھی نہ ترک محبت ہوا نسیم
منہ آبلون نے چوم لیا نوک خار کا ۱۶

سنگ تربت لال ہی میرے تن مجرور کا
پھول کمہلاتا نہین گر کر چراغ گور کا

حشر کی گنتی ہی دن منہ تک رہی ہی صور کا
حاملہ ہی قبر لاشہ لیکے مجھ رنجور کا

گھل گیا تھا جسم اسدرجہ ترے رنجور کا
ایک لقمہ بھی نہ تھا لاشہ وہان مور کا

اہل جنت کو رہا کرتی ہے اکثر آرزو
میرا افسانہ بھی ہے شاید سراپا حور کا

دیجیے کچھ دن ہوا ہین اسکو آہ سرد کی
جوش خون گرم سے منہ آگیا ناسور کا

صاعقے دو چار جا لپٹے جو میرے آہ کے
روشنی دینے لگا دامن شب دیجور کا

دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسی کو تھی
دلمین روشن ہی مرے شعلہ چراغ طور کا

ایک لقمہ عمر بھر کو بس ہی قالع کے لیے
بند ہو کر منہ نہین کھلتا دوبارہ گور کا

جم گیا ہی خون کا قطرہ نظر کیا آئی خاک
آبلہ رکھتا ہی دیدہ جوہر ساطور کا

کھینچ لون آغوش مین ہفت آسمان سے یار کو
پاس ہی وقت تصور گو ہو رستہ دور کا

کثرت دولت مین لطف خانہ بربادی بھی ہی
شہد کے ہونے سے لٹ جاتا ہی گھر زنبور کا

اہل حقیقت کی لیے پرسش کبھی ہوتی نہین
کون استفسار کرتا ہے ترود مور کا

مین نہین کچھ بادہ کش کیون گھورتا ہی محتسب
آبلے ہین دل کی یہ خوشہ نہین انگور کا

ہائی کیا دیکھا کہ مجکو دیکھنے آتے ہین لوگ
تھرلایا یاد آنا قامت مستور کا

حال دل چھیڑا تو بولے اور کچھ فرمائیے
ذکر خوش آتا ہی کسکو قصہ مشہور کا

۱۱ کون سن سکتا ہی کسکو اتنی طاقت ای نسیم
اپنا ہر نالہ ہے پروردہ کنار صور کا ۱۲

بسکہ ہون محو تصور شاہد مستور کا
دل مین عالم ہی مرے فانوس شمع طور کا

مختصر تھا اسقدر لاشہ ترے رنجور کا
گنبد مدفن نظر آتا ہی بیضہ مور کا

میری ہستی اک صدا ہی جو نہ آئی کان تک
شور پنہان ہون سو وہ بھی خندہائی ور کا

مرگئے لیکن ہوای شوق ہی چمکی ہوئی
ڈھونڈتا ہی ہر طرف شعلہ چراغ دور کا

کسقدر لطف خموشی ہی طبیعت کو پسند
ہم لبشاناتک ہی نہین کھلتے وہان گور کا

کھینچ لائی اونکو تاثیر دعا آغوش مین
شکر ہو لے عیش سے حق ہو گیا مزدور کا

ترک لذت شرط ہی آرام ہستی کے لیے
سر کچلواتی ہی حرص قند ہر زنبور کا

تلخ طینت کی لیے شیرین زبانی ہی ضرور
دیکھتے ہین شہد سے لبریز منہ زنبور کا

سوز پنہانی نے جلاکر مجکو ٹھنڈا کردیا
آتش غم نے اثر پیدا کیا ہے نور کا

گھبرنا نے اسقدر کثرت سے رنج و یاس نے
دل ہے مرے سینے مین چھپتا ہو گیا زنبور کا

ہیبت فریاد سے میری نکل سکتا نہین
صور مین پوشیدہ ہی نالہ وہان صور کا

۱۲

مصرع ناسخ پسند طبع والا ہی نسیم
ماہ ہی اک خال رخسار شب دیجور کا

۱۷

ہر گھڑی کرتی ہی گل محرومی تقدیر کا
اشک تر کسنے چرایا دیدہ زنجیر کا

خون پلایا جب ہوا دایہ سے سائل شیر کا
نوک پستان نے مزا بخشا سنان تیر کا

درد کی لذت نہین باقی وہان زخم مین
لے لیا کسنے مزا ظالم زبان تیر کا

حوصلے پر صاحب ہمت کے صدقے جائیے
سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا

بھید قاتل کا کھلے کیونکر زبان گو کہتا نہین
ہر دہان زخم گویا ہی دہن تصویر کا

شوخیان وحشت کی کھاتی ہی نئے انداز سے
چشم آہو بنگیا حلقہ مری زنجیر کا

رات دن ابتو گذرتی ہی بڑے آرام سے
تمپر احسان ہی مری فریاد بے تاثیر کا

بعد مردن کیا سبکساری مجھی حاصل ہوئی
بوجھ بالا سے لحد ہی چادر تنویر کا

جب وہ سننے بیٹھتے ہین آنکھ مین آتی ہی نیند
کیا اثر رکھتا ہی افسانہ مری تقدیر کا

مر گیا مین فجر سے پہلے وہ راحت دوست تہا
کان تک کھٹکا نہ آیا نعرہ تکبیر کا

لفظ بی معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہیں
خط مہمل ہوگیا لکھا مری تقدیر کا

وہ قتیل با وفا تھا میں کہ برسوں ہو چکے
قطرۂ خون بنگیا چھالہ لب شمشیر کا

جسم وہ گھر ہے کہ معمار ازل کو بعد مرگ
حوصلہ باقی ہے پھر اس قصر کی تعمیر کا

صبح صادق جسکو کہتے ہیں وہ ہے موی سفید
رات اک رنگ خضابی ہے سپہر پیر کا

حال بیتابی جو مرغ روح کا نامی میں ہے
مائل پرواز ہے کاغذ مری تحریر کا

تھا دم طفلی جو مجھکو شغل آہ سرد سے
آ کے جم جاتا تھا میرے منہ میں قطرہ شیر کا

۱۳	دیدہ و دانستہ دل اپنا پھسا بیٹھے نسیم حلقۂ گیسوی پیچان دام تھا تزویر کا	۱۳

کم نہیں وحشت میں بھی رتبہ مری توقیر کا
پاؤن میرا مردمک ہے دیدۂ زنجیر کا

کسقدر رغبت سے چوسا ہے دل مجروح نے
نطق تک باقی نہیں رکھا زبان تیر کا

راستی ممکن نہیں کج طینتوں کے واسطے
خم نہیں جاتا کسی سے ابروی شمشیر کا

ہے پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہیں
خواب سے پہلے اثر پیدا ہوا تعبیر کا

واہ قسمت حسن کے دولت کو لوٹیں تیرہ رو
طرہ ہای شمع رکھتا ہے دہن گلگیر کا

مجکو طفلی میں بھی فرقت کی غذا موجود تھے
خون ہوجاتا تھا قطرہ میرے منہ میں شیر کا

لاکہ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بجھتا نہیں
آفتاب ایک داغ تابندہ ہے چرخ پیر کا

بول اوٹھا گو سالۂ زر ایک ہی افسون واہ
سامری نے سحر سیکھا تھا تری تقریر کا

شب کو اوٹھتی ہیں جو ہوکیں سینے سے آہ سحر کے
ڈنکو بجتا ہے جرس فریاد بے تاثیر کا

پاک وہ ہیں کلک قدرت نے نہیں مس بھی کیا
صاف ہے کاغذ ہمارے نامۂ تقدیر کا

تھا وہ سوز استخوان جنگاریاں اوڑنے لگیں
آتش افشان ہوگیا لوہا سنان تیر کا

اسکو بھی تعلیم ہے شاید تمھارے شرم کی
کوئی کچھ پوچھے مگر چپ ہے دہن تصویر کا

۱۴	زیب کی حاجت حسینوں کو نہیں ہوتی نسیم	پیرہن نے بخیہ ہے خورشید کی تنویر کا	۱۱

نکل آیا وہ گھبرا کر دل اوسکا اسقدر دھڑکا
صدا بجلی کی دی نالے نے جب سینہ سے مرے کڑکا

ٹھہر کچھ دن ہیں فصل انداز لوں کا وقت آئیگا
نہال نو دمیدہ ہوں نہ کھینچ وسا کیا مری جڑ کا

ہمیشہ خاک وخوں میں مجکو بیتابی نے ہٹایا کی
بشکل مرغ بسمل کونسے پہلو نہیں پھڑکا

خیال عارض روشن میں صبح وشام یکساں ہے
یہاں آٹھوں پہر پیش نظر ہے نور کا تڑکا

یہ سچ ہے وقت پر بے رونقی ہی کام آتی ہے
نہال خشک کو کھٹکا نہیں ہوتا ہے پت جھڑکا

نہ کیوں پنہاں کہوں دامن میں اسکو لگا ہو نشے
سمجھتا ہوں میں اپنا اشک گلگوں لال گودڑ کا

گزرتا ہے سلامت واقف انجام مطلب سے
نہیں بستا کھٹکتا آنکھ میں بھی خار نکے بیہڑ کا

لیے ہیں گل کے بوسے آج کس حسرت سے بلبل نے
پڑا سویا کیا گلچیں کو بھی پتا نہیں کھڑکا

چھپایا پردۂ فانوس بنکر جسم عریاں نے
درون استخواں ہے جیسے گھڑی شعلہ کوئی بھڑکا

بجز اپنا کلام عشق مطلب سے معرا ہے
کسی پر راز کھل سکتا نہیں مجذوب کے بڑکا

۱۵ فصاحت کے خلاف آئی نظر سب قافیے ہمکو
نسیم ایسی زمین پر کیجیے اطلاق ہیٹر کا ۱۶

فصل گل آئی زمانہ ہے جنوں کے جوش کا
ہمت اے ساقی یہی ہے وقت نوشانوش کا

بات کر سکتا نہیں دیوار کے بھی سامنے
دیکھکر وزن گمان ہوتا ہے مجکو گوش کا

چھپ نہیں سکتا کبھی انکار سے توبہ شکن
خود بخود بو دینے لگتا ہے دہن مینوش کا

کیا ہوا ہے جو مرے دلکی طرح وہ چھپ رہا
حال جاکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کی روشنی دیتا تہا شب آئی ہے
ہر ستارہ روکش خورشید ہے پاپوش کا

تنگ آکر دوست اوٹھ جاتے ہیں میرے پاس سے
اب دہان زخم بھی منہ ہو گیا مینوش کا

ہاتھ اوٹھا کر دوست کرتے ہیں دعا میرے اذن
تیر آنا ہو گیا ہے مجھ میں آنا ہوش کا

نالۂ بلبل سنا کرتا ہوں میں آٹھوں پہر
اپنے کانوں پر گمان ہے مجکو گل کے گوش کا

مثل چشم ابلا چلا آتا ہے دل ناصح معاف
غیر ممکن ہے سنبھلنا خاطر پرجوش کا

اوڑا احسان قاتل کے کہانتک شکر ہون
بعد مدت آج اوترا بار میرے دوش کا

پھر سبو آیا جھلکے شیشے ہوے لبریز جام
رخصت ای زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا

صبر کر سکتا نہین ملتا ہی سب کچھ گو آوے
بھول جاتا ہی بشر سامان رزق وش کا

ایک چپ رہنے سے لاکھون رنجتین ہوتی ہین
مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا

بی ارادے بھی ہوا کرتی ہین اکثر نیتین
پیچ گیسو مین گیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے ڈہکاتا ہی کیا ساقی مجھے
خم اوٹھا پھر دیکھنا دل مجھسے دریانوش کا

مین تو کیا ہون کاروانکی کاروان ہونگی اسیر
بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا

١٦

بیخبر رکھتا ہی مجکو جوش وحشت ای نسیم
مدتمن گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

١٧

اسد رجہ تہا قلق مجھے رد سوال کا
دریا بہا گیا عرق انفعال کا

اللہ رے تردد خاطر کی کثرتین
تو وہ بنادیا مجھے گرد ملال کا

ایسی سہی کہ اور کو سہنا محال ہی
افسانہ لکھنا چاہیے ہی میرے حال کا

ممکن نہین کہ چشم تصور سے دیکھیے
کیا وصف ہو زبان سے رخ بیمثال کا

کیون مجھ شکستہ حال کی مٹی ملای تھی
ثابت رہا نہ ایک بھی کوزہ کلال کا

بوسہ رقیب کو ملا صد ہزار شکر
وہ ہو گا ہوا گیا او نہین میرے سوال کا

ہی سیر ہو نہین ہی پس از مرگ میری روح
دامن سپہر کا ہی گریبان ہلال کا

کیا کہیے اونکی سید ہنی خود جواب ہی
ناحق کو حوصلہ ہی بتون سے سوال کا

کیا کیا ٹٹولتا ہی جگر دل ادہر ادہر
استاد ہی خدنگ نظر دیکہ بھال کا

چلکر گیا گیا طپش دل سے مدتون
لوہا ہوا گداز جو تیر فون کے بہال کا

کیا اس حرام خور کو جز مردہ ہی نصیب
آیا نہ منہ مین گور کے لقمہ حلال کا

شعلو نہین آفتاب ہین انجم مین ماہ مین
جلوہ کہان کہان ہی تمہارے جمال کا

تکرار ایک بوسے مین تمکو بجا ہے — دل توڑتے ہو عاشق آشفتہ حال کا

جلوہ یہ وہ نہین جو نظر آئے آنکہ کو — خورشید عکس ہی ترے نور جمال کا

روتے وہ میری لاش کو لیکر کنار مین — مرنے کے بعد لطف ملا ہی وصال کا

حیرت نہ کس طرح سے تصور کو ہو مرے — آئینہ سامنے ہے کسی کے جمال کا

17 | سہنی پڑی ہین مجہکو بڑی آفتین نسیم
عاشق ہوا ہون ایک بت خرد سال کا | 10

حرفون کے ملے جوڑ بڑہا حسن رقم کا — ہر لفظ کے پیوند مین بخیہ ہی قلم کا

کیا طاعت کا ہش ہی کہ اوٹہتی نہین گردن — جب دیکہیے سر کو مرے سجدہ ہی قدم کا

عاشق کو نہین دولت دنیا کی تمنا — جو داغ ہی سینے مین نمونہ ہی درم کا

آنکہونکو سکہا دیجیے بیداری کامل — احسان اوٹہائینگے نہ ہم خواب عدم کا

سولین گے تہ خاک جہپک جائینگی آنکہین — آجائیگا جہونکا جو کوئی خواب عدم کا

آنکہونکے نقاط سے خبردار رہو دامن — کچہ اور ارادہ ہی مرے ابر کرم کا

ہم خوب سمجہتے ہین یہ ایجاد تمہاری — ضبط لب خاموش اشارہ ہی قسم کا

مرنے کی بہی امید نہین خوبی تقدیر — پہلے ہی لہو خشک ہوا تیغ دودم کا

پہائینگے ہٹا لیتے ہی داغ دل سوزان — تارے کی طرح جیسے شب تاریک مین چمکا

18 | رہتے ہین نسیم اوس رخ گلگون کے نظارے
جلوہ ہی مری آنکہ مین گلزار ارم کا | 17

اوٹہانا بار منت شاق تہا پیراہن تن کا — ہوئی خشک آنکہ مین آنسو لیا احسان نہ دامن کا

مری مستی کے لو سوئین بہی کار بخیہ کرتی ہین — کہ از خود لب سے لب لپٹا ہوا ہی چاک دامن کا

یہانتک لاغری لو انگلی نے مجہکو بخشی ہی — اوتر کر پاؤنکی ٹیڑہی بنا ہی طوق گردن کا

مرے بیتابی فریاد کے جب ذکر کرتے ہین — کلیجہ منہ تک آجاتا ہی ناقوس برہمن کا

مدد سے غیر کی فریاد کر لیتے ہیں ہم جبھی
کہ روحِ قالبِ ناقوس پایا دم برہمن کا

مجھے حیرت ہی کیون قسمت میں دوام گردی ہی
کہ آنکھیں بند ہیں منہ تک نہیں دیکھا ہی گلشن کا

وہ دورِ مشتِ ساقی ہین زنجیرونکی حلقے مین
ہماری پاؤنکا عالم ہوا شیشے کی گردن کا

صدا دی سینۂ بلبل ہین دل ٹوٹ جانیکی
سحر کو دست گلچین نے جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خون گرم نے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

نہین کیا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن بھی
رولاتا ہی ہمین بنکر شرارہ سنگ مدفن کا

نہایت ناتوان ہون تیر خنجر بل سکون کیونکر
مری بالائے گردن بوجہ ہے دیوار آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو چاٹا جو ای کافر مسلمانونکی گردن کا

نکلتا ہی دل نالان تری فرقت مین ہم سوچے
بلا لیتے ہین اب اونکو ارادہ ہو کے دشمن کا

جھکی جاتی تھی گردن نیند کی جھونکو نسی محشر مین
تعلق تھا جو کچھ آنکھون مین باقی خواب مدفن کا

مبارکباد کا انجام بھی آغاز ماتم ہے
چہری پیاو کی دیکھی جو منہ دیکھا تھا گلشن کا

زبان سے حسرت پیری کی باتین کیون سناتے ہو
ابھی تو نوجوانی ہی دکھاؤ ولولہ جوبن کا

۱۹	نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہی بشکل مہر چمکا نور مضمون طبع پرفن کا	۱۳

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم بیجان کا
نہین دیتا لہو تک زخم نو چاک گریبان کا

جنونکی تیز دستی سے نہ فرق آجائی عصمت مین
عجب کیا چاک دامن ہڈی کی بوسہ لے گریبان کا

جنونکی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہی
گلے ملنے کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا

مجھے آسائش دامان مادر سے تعلق کیا
کہ پروردہ ہون طفلی سے مین آغوش بیابان کا

گلون کے زخم بو دینے لگے اوٹھ باغبان جلدی
پڑا ہی جلوۂ رخسار کس ماہ درخشان کا

کسی صورت کو استقلال دم بھر بھی نہین رہتا
اثر باقی ہی آنکھون مین مری خواب پریشان کا

لحد مین بھی نہ پھیلا پاؤن تک احسان ظالم ہی
مزا چکھا مزار تنگ نے آغوش زندان کا

کسیکو بھی گوارا صحبت مفلس نہین ہوتی
کدورت سے تعلق کیا او نہین جو پاک طینت ہین
جو آزاد ازل ہین قید سے اونکو تنفر ہے
بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
نظر آتا ہون زندہ مر کے اک طفل پری رو پہ

نہ دیکھا شمع نے منہ ایک شب گور غریبان کا
نہین ممکن جدا ہو کچھ خار سے دامن بیابان کا
جدا ہر سے چاہیے موجود ہی رستا بیابان کا
اثر ہی وعدۂ دلدار مین جو اب پریشان کا
اثر بخشا ہی مجکو عشق نے مرگ سلیمان کا

۲۰
نہ کیونکر بلبلین چہکین فور گریہ سے میرے
نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہی گلستان کا
۱۰

نہین ہے ہٹ تجھے مجھسے خواہش را جھگڑا نہین ہانکا
بتاتی ہی وہ اپنا لطف مین ممنون تھا اونکا
بہت یاد آونگا جس روز رخصت ہو گیا جوبن
نہین لگتی پلک آٹھ ہی پہر ہین حسن کے جلوے
نہ کہنا تم مبارکباد مجھسے اپنے آنے کی
وہ پہلے پہلے بوسہ لے لیا مینے جو عارض کا
ندامت کیا بری شی ہی وہ بیٹھا ہے جو ہٹ سے
بیٹھ جاتا ہون تمہاری خو سے جو دہیان آتا ہی
ہٹا دو ابر گیسو جلوۂ عارض مین فرق آیا

وہان دامن نہین پایا چاک ہوتا مطلع گریبان کا
اجل سے سامنا ہی آج اک ظالم کی احسان کا
تمہین بھی ایکدن ارمان ہوگا میرے ارمان کا
نگاہ مین چمکتا ہی تصور روی جانان کا
سہارا ٹوٹ جائیگا مری شبہای ہجران کا
ندامت سے عجب عالم ہوا اوس نو پشیمان کا
نہین منہ دیکھنے کے قابل امید پشیمان کا
مزا دیتی ہی حسرت سے مجھے خواب پریشان کا
نقاب شام سے منہ چھپ گیا صبح گلستان کا

۲۱
نسیم اک طرز پر رہنا نہین اچھا کہ ہر لحظہ
بدلتا ہی نیا انداز الفاظ غزلخوان کا
۱۵

عروس فکر رنگین کو خیال آیا جو تزئین کا
بلا ٹلتی ہی بخشش سی بہا ای چشم تر آنسو
کہلا قرآن تو وہ سمجھی مرے شگون کا دفتر

شگاف خامہ شانہ بنگیا زلف مضامین کا
ملی کچھ دامن خالی کو صدقہ روح غمگین کا
اوٹھی شرما کے بالین سے جب آیا وقت یسین کا

بہار آئی جھکانے سر گلوں کے کیف مستی سے
پڑا ہی گردن ہر شاخ تر میں ہاتھ گلچین کا

سیاہی جم گئی مضمون آہ سرد لکھنے سے
ہوا ہی بند ہر قطرہ شگاف کلک رنگین کا

بشکل مرغ بسمل اور بڑھ جاتی ہی بیتابی
دل مضطر کو طعنہ ہو گیا ہی نام تسکین کا

عجب کیفیتیں دیتی ہین اپنی داغ پیراہن
گمان ہی دامن گلرنگ پر آغوش گلچین کا

جگایا خواب سے سوتے ہوؤں کو میرے نالوں نے
ہلایا آسمان پر جا کے بازو مرغ زرین کا

لگا دے ہاتھ تو تخت سلیمان ہو کے اوڑ جائے
جنازہ بھی ہمارا ہی پری کی آن ہی تمکین کا

الجھتی ہی زبان کلک مثل شانہ لفظوں سے
گمان ہر سطر پر ہی دامن گیسوی پرچین کا

وہ ہستی چھو نہیں سکتی انھیں جو نرم طینت ہیں
تہی ہی استخوان سے جسم میری شمع بالین کا

وہ شدت سے دعا کو مطلب بیتاب نے میرے
کہ ہر سو قافلہ ڈھونڈا کیا فریاد آمین کا

سپند نقطہ کرتا ہی قلم سیلے سے لفظوں پر
نہیں کچھ خوف مضمون غزل کو چشم بد بین کا

نہ پڑھیے شعر ہرگز کچھ سبکدوشی ہی بہتر ہے
اوٹھائیگا کون احسان دوستوں کی شور تحسین کا

۳۳	نسیم اب قدردانی اشتیاق سامعین پر ہی دکھایا لطف ہمنے ہر طرح سے طبع رنگین کا	۱۷

ماتم بہت رہا ہے مجھے اشک چکیدہ کا
آخر کو پاس آہی گیا نور دیدہ کا

نام فراق پھر نہ لیا میں نے عمر بھر
تھا ذائقہ زبان پہ عذاب چشیدہ کا

اب وہ مزا نہیں لب شیرین کے قند میں
چوسا ہوا ہی یہ کسی خدمت رسیدہ کا

اے چرخ پیر زور جوانی سے درگذر
اب پاس چاہیے تجھے پشت خمیدہ کا

ابرو میں خم جبین میں شکن آنکھ میں غضب
کیا مدعا ہے قاتل خنجر کشیدہ کا

دولت غرض نہ تھی جو دعا سے ہو حصول
تھا ورد مدعا مرے دست کشیدہ کا

اے ساکنان چرخ معلے بچو بچو
طوفان ہوا بلند مرے آب دیدہ کا

وہ ناتوانیان ہین کہ جسم ضعیف پر
جامہ ہی عنکبوت کے دام تنیدہ کا

بے دید دید مین نہین آتے کسیطرح
گم آشیان ہی طائرِ رنگِ پریدہ کا

اوڑتے ہین ہوش کوئی بھلا کسطرح سنے
افسانہ تیرے وحشیِ ازخود رمیدہ کا

او گل خیال ہے عرقِ جسم کا ترے
شیشہ ہی دل ہمارا گلابِ چکیدہ کا

یادِ نگاہِ مست سے ہی دل کو انتشار
پیمانہ ہے خراب شرابِ چکیدہ کا

قاتل خدا سے ڈر ہوسِ ذبح تا کجا
نالہ نہ سن کسی کے گلوے بریدہ کا

مستی کے ولولونکا جوانی مین لطف ہی
پیری مین وہ کہان چاہیے قدِ خمیدہ کا

جلوے دکھا رہا ہے یہ فرشِ زمردین
سبزہ مزار پر ہے گیاہِ دمیدہ کا

چڑہتی ہی روز چادرِ گل جلتی ہین چراغ
یہ ڈھیر ہے ضرور کسی برگزیدہ کا

۲۳

بالون کو اے نسیمؔ رنگو گے خضاب سے
کسکو عصا بناؤ گے پشتِ خمیدہ کا

۲۲

جو عاشق ہو تو کچھ سمجھے یہ نکتہ آشنائی کا
ملا ہی حکم کیون سجدے مین ہمکو جبہ سائی کا

نہین ازخود فراموشی کو ہی گہونٹ اور بھی ساقی
کہ چکر دے رہا ہی دردِ دورِ آشنائی کا

نہین ہی اکدم فرصت بہلا دم لے سکین کیونکر
کہ ہر دم مین ہمارے دم ہی افسون آشنائی کا

عبث حرفِ تکلم ہی لبِ خاموش پر تیرے
دہانِ تنگ شاہد ہی سخن ناآشنائی کا

اذیت شست و شو کی پاک طینت کب اوٹھاتی ہین
مصفا ہر کدورت سے ہی خرقہ آشنائی کا

غرض پیالے سے کیا حاصل فقیری ترکِ دنیا ہی
ہمارا ہاتھ کیا کم ہی ہمین کاسہ گدائی کا

فقیرون کی لیے دنیا و دین دونو مہیا ہین
کبھی خالی کبھی لبریز ہی کاسہ گدائی کا

وہ کافر ہی جو تجکو دور اپنے سے سمجھتا ہے
ہمارا دل ہی آئینہ ہی تیری خودنمائی کا

جھکے زاہد کے سر پاے صنم پر سجدہ کرنے کو
خدا کی شان بت کرنی لگے دعوی خدائی کا

مذاقِ خدمتِ صیاد مدت مین ملا ہمکو
مبارک ہو قفس اب فاتحہ پڑہیے رہائی کا

نہین شرطِ وفا صیاد تنہا چھوٹ جاؤن مین
کہ طعنہ دینگے ہم صحبت مرے مجکو رہائی کا

قفس مرقد اجل صیاد مرغ روح پر بستہ — رہا روز قیامت پر بس اب وعدہ رہائی کا

تصور تجکو اے حجلہ نشین کس طرح سے دیکھے — کہ وہ ہین ایک ہی لوٹ نظر سے پارسائی کا

نہین لکھا وصال شمع پروانہ کی قسمت مین — حریصونکو جلا دیتا ہی شعلہ نارسائی کا

ہوا ہی کل سے جزو اور جزو و کل ہونا مقرر ہے — یہ چند یکے لیے کچہ تماشا ہی خدائی کا

لباس عاریت ہی جسمین فرشت مین پیدا — نہین ہے کوئی شی جسمین نہین جلوہ خدائی کا

نہ آئی وہ کبھی ہم تک بسر کی عمر فرقت مین — اثر کیا کیا ہوا آہ رسا کی نارسائی کا

کہانکا وصل کسکا عیش کیسا لطف وغا فل — قریب آیا زمانہ روح و قالب کے جدائی کا

حدیث نالہ میری آرزو سن سنکے روتی ہی — لباس ماتمی پہنا ہی سبہا سے جدائی کا

رگ شمشیر منہ پہر پہر گیا قاتل کے خنجر کا — قریب آیا زمانہ جب مری مشکل کشائی کا

فروغ حسن مین خورشید تیرا ایک ذرہ ہی — قمر اک عکس ہے رخسار روشن کی صفائی کا

۲۴	کلام آتش مرحوم سے بہی نالہ پیدا ہے نسیم آگاہ تہا کچہ وہ بہی مرد آشنائی کا	۱۴

حیا بڑہنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا — اشارہ ہو کے رہجاتا ہی ہم پر مہربانی کا

نہین سنتا ادہی اب دل لگا کر کوئی رغبت سے — مزا محفل مین تیری لٹ گیا میری کہانی کا

خیال وعدہ ہی ایمر گ آنکھین بند کیا ہونگی — نجائیگا نگاہون سے تعلق پاسبانی کا

نگاہونمین سبک ہون اوسکی چاہی نہون ظالم — لہو ہلکا ہوا ایسا مزا دیتا ہے پانی کا

۲۵	خیال وعدہ اونکا گو تسلی بخش ہے لیکن نسیم اتبک وہی عالم ہی اشکونکی روانی کا	۱۵

سامنا ہونی نہ پاتے ای خدا برسات کا — بی ضیم بہا تا ہی کسکو دیکھنا برسات کا

فصل کوئی ہو مگر رونا ہمارا کم نہین — رہتا ہی بارہ مہینے سامنا برسات کا

جوش گریہ تا فلک پونہچا ہجوم رنج سی — اشک تر ایسے بڑہے رتبہ گہٹا برسات کا

ہی صنم بھاتی ہی کب اے دل یہ فصل برشکال — قہر ہی آفت ہی ہمکو دیکھنا برسات کا
وہ نہ آئے کسقدر ہم راستا دیکھا کیے — اس ہوا مین ہو گیا عالم ہوا برسات کا
کسکا دل ایسا دکھایا ہی کسی بیدرد نے — ہی جو اشک تر سی عالم جا بجا برسات کا
اسقدر آنسو بہائے ہین جل تھل بھر گئے — لوگ کہتے ہین مہینا تو نہ تھا برسات کا
وہ مہینونکا تقاطر ان مین برسونکی جھڑی — رنگ اشکونسے مقابل کب جما برسات کا
چشم گریان کو اجازت دیجئے ہجر یار مین — دیکھلینگے ایکدن ہم حوصلا برسات کا
غرق ہین بحر ندامت مین سراپا آپ ہم — ابر تر برسیگا کیسے ہی رد غذا برسات کا
مسی ملنے مین جو چمکی وانت اوس مغرور کی — آگیا مجکو نظر اک صاعقا برسات کا
چشم ترکے ولولے ہین چار دن کی واسطے — ای صنم رہتا نہین موسم سدا برسات کا
ہو گیا لبریز صحرا گر گئے لاکھو نکے گھر — زور انکی تو نہایت بڑھ گیا برسات کا
پھر وہی چہلین وہی اٹکھیلیان ہون یار سے — جلد آجائے مہینا ای خدا برسات کا

۲۶ — کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانس بھرتا ہون نسیم — فصل سردی کی ہوئی موسم گیا برسات کا — ۱۸

رشک اغیار لب پہ لا نہ سکا — وہ قسم ہون جو یار کھا نہ سکا
اسقدر ضعف تھا کہ تیر انداز — تھی تمنا مگر اوٹھا نہ سکا
مر کے ٹھنڈا کہین نہ ہو جائے — اس لئے وہ مجھے جلا نہ سکا
بخل دیکھو تو میرے تربت پر — ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
اوٹھ نہ جائے رقیب محفل سے — مجکو پہلو مین وہ بٹھا نہ سکا
تھا جو اشک عزیز خاطر مین — دیدۂ تر سے مین بہا نہ سکا
حسن تیرا وہ ماہ تابان تھا — ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا
دار فانی مقام لغزش ہے — کوئے اپنا قدم جما نہ سکا

تملا کو ہے وقت تنہائے
حال دل یار کو سنا نہ سکا

جاتا تھا پڑے رہیں گے وہیں
اس لیے یار گھر ہٹا نہ سکا

نہ منا لڑکے وہ بہت چاہا
ایسے بگڑے کہ پھر بنا نہ سکا

دیکھکر بدو ماغیان اونکی
نامہ بر خط مرا اٹھا نہ سکا

کسطرح عرض مدعا کرتا
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا

آرزومند رہ گیا مجنون
میرے آگے فروغ پا نہ سکا

کینہ شوقِ رقیب تھا ای دوست
کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا

کیا ندامت ہوی ہی قاتل سے
نازِ خنجر گلو اوٹھا نہ سکا

خوف تھا غش او نہیں نہ آجائے
مین شگافِ جگر دکھا نہ سکا

۲۷ ناتوان تھا نسیم اسد رجبہ
کہ وہ زنجیر پا ہلا نہ سکا ۱۷

آباد غم و درد سے ویرانہ ہے اوسکا
ٹوٹا ہوا جو دل ہے وہ کاشانہ ہے اوسکا

جس دل مین کہ ہے شوق وہ پیمانہ ہے اوسکا
جس آنکھ مین ہے کیف وہ میخانہ ہے اوسکا

جب دیکھیے کہتا ہے وہی ذکر سناؤ
معلوم ہوا شوق بھی دیوانہ ہے اوسکا

بیہوش اگر مین ہون تو باہوش کہان ہے
جو خلق ہے اس دہر مین دیوانہ ہے اوسکا

ذرات ہے یہ مسکن انوار تصور
سینہ جسے کہتے ہین پریخانہ ہے اوسکا

جوبن کی صفائی سے پہسلتی ہین نگاہین
پڑتی ہے جدہر آنکہ پہ بیگانہ ہے اوسکا

ای دل ہوسِ وصل سے مشتاق ہین محروم
جان باقیِ دلِ دیدار مین بیعانہ ہے اوسکا

جو سینہ روشن ہے وہ ہی منزلِ الفت
جو دل صفتِ شمع ہے پروانہ ہے اوسکا

کہتے ہین جسے حسن وہ ہی شمع جہانتاب
کہتے ہین جسے عشق وہ پروانہ ہے اوسکا

جب فصل گل آتی ہے صدا دیتی ہے وحشت
زنجیر کا غل نالہ مستانہ ہے اوسکا

دیکھا تو سفر روح کو ہوتا ہی اوسی سے
کہتے ہین جسے موت وہ پروانہ ہی اوسکا

گوہر سے فزون دیدۂ عاشق کے ہین آنسو
دامن مین ہی عشق کے جو دانہ ہی اوسکا

گر گوش حقیقت شنوا ہی تو سمجہ لے
جو شور ہی اس دہر مین افسانہ ہی اوسکا

کچہ رتبۂ عاشق سے بہی ایجان ہو خبردار
سامان کسی روز سے شاہانہ ہی اوسکا

منہ عاشق صادق کو نہ چڑہ واعظ مکار
ہر حال مین جو حال ہے رندانہ ہی اوسکا

آگاہ نہین قصۂ منصور سے ای دل
دشمن ہون زن و مرد وہ یارانہ ہی اوسکا

۲۸ کیا پوچھتے ہو حال نسیم جگر افگار
دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہی اوسکا ۵

بگڑے وہ لاکہ طرح مگر غل نہو سکا
مین اپنے صدقے یان بہی تامل نہو سکا

گو ہچکیان رہین مجہے مینا کے یاد مین
لیکن ادا ترانۂ قلقل نہو سکا

ممکن نہین مراد دل پژمردہ شاد ہو
کہلا گیا جو غنچہ وہ پہر گل نہو سکا

اللہ رے جوش آپکی بخشش کے بعد بہی
اشکون سے میرے ترک تسلسل نہو سکا

۲۹ بگڑا ہوا مزاج سنبہلتا نہین نسیم
طعنون کا اونکے مجہسے تحمل نہو سکا ۱۳

ہی رخصت جان حال مین بتلا نہین سکتا
رہوار بہت تیز ہی ٹہیرا نہین سکتا

وہ ضعف ہی ایجان کہ کہین جا نہین سکتا
مین عمر گذشتہ کیطرح آ نہین سکتا

کچہ حال سے بہی کم ہے کنار لحد تنگ
آرام کہان پاؤن تو پہیلا نہین سکتا

قاصد کی طبیعت بہی ہوی خاطر نادان
سنتا ہی مگر یار کو سمجہا نہین سکتا

ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق
لطف چمنستان مجہے بہلا نہین سکتا

پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ ترے دل کا
ڈہونڈہے ہی اگر کوئی مجہے پا نہین سکتا

سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد
دام رگ تن ہمکو اولجہا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کی شعلے
پہا ہا کوی تا زخم جگر آ نہین سکتا

تقصیر شب وصل ہے شکوہ بہی تمہارا
شرم آتی ہی تا نوک زبان لا نہین سکتا

لاکھون گرہین ہین دلِ عاشق کیطرح سے
شانہ شکن زلف کو سلجہا نہین سکتا

رکتے نہین سیلابِ عدم اشک کیصورت
جب آنکہ سے ٹپکا کوی ٹہیرا نہین سکتا

رکہتے نہین گوش شنوا عاشق جانبا
دیوانے کو تیرے کوی سمجہا نہین سکتا

۳۷ مشکل ہے قسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین
کہوئے ہوے آرام بشر پا نہین سکتا ۱۶

مختصر ہونے مین ای یار جو قابو ہوتا
خال بنکر مین ترا نقطۂ ابرو ہوتا

تیرہ بختی مجھے گر اپنی پہچان کرتے
جب بہی ای یار تیرا سایۂ گیسو ہوتا

کبہی آغوش مین رہتا کبہی رخسار و پر
کاش ای آفت جان مین ترا آنسو ہوتا

خوب ہی پہر تو سمجہتا مین دل دشمن سے
ایک ساعت مرے پہلو مین اگر تو ہوتا

اور چندرے نظر آتا نہ اگر روی سحر
طول شب سلسلۂ دامن گیسو ہوتا

خوب پہلو مین سلاتا تجہے بے کھٹکے مین
گر مرے پاس جگایا ہوا جادو ہوتا

واہ کیا خوب گذرتی نفس چند ادل
ہم بغل مجھسے جو وہ یار پری رو ہوتا

نقطۂ یار سیہ کا مجھے رہتا دہوکا
ذرہ افشانکا جو ہم صحبت گیسو ہوتا

ڈہنگ آتا جو اسے روز بدل جانیکا
میرا نالہ بہی مزاج بت بدخو ہوتا

جب سمجہتے تجھے ہم صاحب تاثیر ادل
زیب آغوش جو وہ دلبر مہ رو ہوتا

دل نہ اٹکا کسی بے رحم سے ورنہ ہر دم
سامنے آنکہ کے آئینۂ زانو ہوتا

پہر تو بے آب ہزارونکے گلے کٹ جاتے
خم شمشیر جو ہم صورت ابرو ہوتا

کچہ نہ کچہ صورت امید نظر آجاتی
وہان قاتل کا مری طرح جو بیکس ہوتا

سچ تو یہ ہے نہ پڑا بار محبت ورنہ
خم مر یطرح سے ہر سرو لب جو ہوتا

بعد مردن بہی دکہاتی مری وحشت تاثیر
خاک ہوکر بہی مین گرد رم آہو ہوتا

یہ ستم کا ہے کو سہتے بت ظالم کے کبہی
ہمکو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا

۳۱
جابجا شوخیِ خاطر نظر آتی ہے نسیم
کونسے شعر مین تیرے نہین پہلو ہوتا
۱۰

چہپ چہپ کے وہ دیتے نظارا نہین ہوتا
مدت ہوئی ایجان اشارا نہین ہوتا

کب جاتی ہین ہم دولت دشنام سے خالی
کس روز احسان تمہارا نہین ہوتا

دربان بگہر کہتے ہین خفا ہوتے ہین اغیار
کس سے کہ ترے در پہ اجارا نہین ہوتا

فرماتے ہین اغیار سے کیونکر نہ ملین ہم
آتے ہین احبا تو کنارا نہین ہوتا

اتنا تو کہو حشر مین دکہلائینگے صورت
مرجاتا ہی انسان جو سہارا نہین ہوتا

رہتے نہین ہم بجہر کبہی اوس سینۂ عشاق
وہ دل جو ترے تیر سے اوتارا نہین ہوتا

دکہلاتے ہین گو شمع صفت شعلۂ پنہان
لیکن تری محفل مین گزارا نہین ہوتا

کیون کہینچ کے شمشیر لگاتی نہین اک ہاتہ
مرجاؤن مین یہ بہی تو گوارا نہین ہوتا

جو سوتے سے سکتے ہین کہان صورت آرام
مدفن مین بہی اپنا تو اوتارا نہین ہوتا

۳۲
آتی ہین نسیم آپسے وہ گہر پہ ہمارے
گردش مین جو طالع کا ستارا نہین ہوتا
۸

شکوا ہی نہ غصا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا
کیون آپکو ڈہرکا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

چپ رہنے دو دم بہر مجہے للہ نہ چہیڑو
اب اس سے تمہین کیا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

اوس لطف زبانی کو ذرا سوچیے دلمین
یہ عذر تو بیجا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

منہ میرا نہ کہلواو کہ ہو جاینگے لب بند
دیکہو یہی اچہا ہے کہ مین کچہ نہین کہتا

ڈرتا نہین جو دلمین ہو دشمن کو لگا دے
اونپر یہ ہویدا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

کیون رکتے ہو عادت سے ہون مجبور وگرنہ
کچہ آپسے پردا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

اب وہ بہی یہ سمجہا کہ یہ سمجہا میری گہاتین
اسبات سے ڈرتا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

٣٣
ہر روز نئے ڈہنگ ہین خاطر کے نسیم آہ
کل سے یہی سودا ہی کہ مین کچہ نہین کہتا
١٢

گو طوق پڑا بوجہ مگر تن نہین رکہتا
کیا خوب گریبان ہی کہ دامن نہین رکہتا

مین وسوسہ رشتہ و سوزن نہین رکہتا
یہ اشک وہ موتی ہی کہ روزن نہین رکہتا

وہ رنج اوٹہائے ہین کہ فردای قیامت
جینے کی تمنا بس مردن نہین رکہتا

گلشن کیطرح داغ مین رکہتا ہون ہزارون
پر میرے لیے داغ ایک ہی گلشن نہین رکہتا

ہو جاتے ہین آنسو مری آغوش مین دریا
والے کی تمنا ہو وہ خرمن نہین رکہتا

بنکر کمر یار نہان ہون مین نظر سے
تکلیف کی امید ہی دشمن نہین رکہتا

اب کام پڑا اوس دل بیدرد سے ہمکو
بہولے سے ہی جو غربت شیون نہین سکہتا

صحبت کو اثر ہی یہ یقین کیجیے کیونکر
خاصیت بت ایک برہمن نہین رکہتا

ہر لحظہ ہی اک گردش نو مثل تصور
مین ایک جگہ صورت مسکن نہین رکہتا

کب سینہ سوزان مین بہڑکتے نہین شعلے
کس روز مین کیفیت گلخن نہین رکہتا

ظلمت کدہ دہر مین کیونکر نہو ممتاز
جز شمع کوئی قامت روشن نہین رکہتا

٣٤
کروٹ بہی بدلنے کی نہین جا ہی نسیم آہ
مرکز ہی مین آسایش مدفن نہین رکہتا
٧

کوئی شیشہ نہین ای رونق محفل ٹوٹا
آہ کی ٹہیس سے لگے آبلۂ دل ٹوٹا

لیچلا دام مین صیاد رہائی معلوم
بارغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا

گہورتا ہی نگہ قہر سے کیون پہر پہر کر
کیا مرے ذبح مین خنجر کوئی قاتل ٹوٹا

قطرۂ زلف نہانی مین جو ٹپکا سر سے
مین یہ سمجہا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا

مخلصی ورجنون سے ہوئی حاصل ہمکو
ایک ہی جہٹکے مین ہر بند سلاسل ٹوٹا

کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی ہے ۔۔۔ دوڑنا خیر نہین ہاے کہین دل ٹوٹا

٣٥ ۔۔۔ امتحان قوت بازو کا کیا جب کہ نسیم
شکر صد شکر کہ تنکا بھی بمشکل ٹوٹا ۔۔۔ ١٣

وہ شعلے ہین بجہم آہ آتشناک سے پیدا ۔۔۔ صدای الحذر ہر گنبدِ افلاک سے پیدا
ہوے مضمون اعلی میری طبع پاک سے پیدا ۔۔۔ ہزارون آسمان ہین ایک مشت خاک سے پیدا
جہکے شیشے کہلے آغوش ساغر دخت رز جہکی ۔۔۔ اوٹہو مستو ہوا ہی آفتاب افلاک سے پیدا
لگانا منہ نہ اسکو قصدِ گستاخی مقرر ہی ۔۔۔ تمنا ہی زبان ریشۂ مسواک سے پیدا
بچانا آپکو دیکھو خلافِ داب عصمت ہی ۔۔۔ کہ چشم آرزو ہی حلقۂ فتراک سے پیدا
پسِ مردن جو دیکھا اول و آخر برابر ہی ۔۔۔ وہی پہر خاک مین آیا ہوا جو خاک سے پیدا
ہوای دولتِ منعم نہین ہی خاکسارونکو ۔۔۔ کہ ہر دم تازہ خلعت ہی لباس خاک سے پیدا
نکیون ہو جلوہ ہای نو عروسِ لفظ مضمونین ۔۔۔ جو شانہ ہو ہماری پنجۂ ادراک سے پیدا
نہ پوچھی نکہت گل برق کو سون بہی ہوجائے ۔۔۔ وہ تیزی ہی تمہارے توسن چالاک سے پیدا
ڈرو انکار سے دیکھا بہی ہی خیر تو سو تیر ۔۔۔ نہون کچھ اور تکلیفین ان بیباک سے پیدا
نگہ کی لوٹ سے آنکھون مین کیفیت نشیے کی ہی ۔۔۔ یہ شانہ خال کا ہی یا کسی تریاک سے پیدا
محیط موج خیز حسن لے ڈوبے نہین ملتا ۔۔۔ کہ ساحل ہو نہین سکتا کسی پیراک سے پیدا

٣٦ ۔۔۔ نسیم اب سینہ سے چمکا فروغ داغ بیتابی
طلوعِ مہر ہی صبح گریبان چاک سے پیدا ۔۔۔ ١٥

خدا جانے ہوا کس تفتہ دلکی خاک سے پیدا ۔۔۔ کہ خوشے آبلو نکے ہین نہال تاک سے پیدا
لحد میرا ہر بیابو سی ہوا افلاک سے پیدا ۔۔۔ بہلا جز خاک کیا ہوگا ہماری خاک سے پیدا
غضب کی لذتین تیر نگہ نے تیری بخشی ہین ۔۔۔ کہ لاکہون حسرتین ہین بستۂ فتراک سے پیدا
وہ جلوہ ایک ہی دیکھی اگر چشم حقیقت سے ۔۔۔ کہین ہی نور ہین ظاہر کہین ہی خاک سے پیدا

تعشق مین خیال و فہم سب بیکار رہتے ہین
محبت سے وہ ہو جو کچھ نہو ادراک سے پیدا

مقرر دل ہوا خون آہ تہہ ند اشک گلگون ہین
عجب ہے جا بجا منزل بمنزل ڈاک سے پیدا

حلاوت ہی کلام تلخ مین شیرین زبانی کی
مزا کیا کیا ہی دشنام بت چالاک سے پیدا

حجاب اکثر برہنہ خلقتون کو کام آتا ہی
کہ زینت روح کی ہی جسم کی پوشاک سے پیدا

وہ لے دو چار کو لفین تم ہی عالم کی سائل ہین
کہان تھے سانپ ایسے شانہ ضحاک سے پیدا

نہین تقویٰ س الفت ہر کسی طفل برہمن کی
نشان رشتہ زنار ہو افلاک سے پیدا

ادب آموز ہون ہر سے طرز بیحجابی مین
مرے کیا کیا نہین ہین خاطر بیباک سے پیدا

اثر تہا گردش پیہم کا ایسا میری مٹی مین
ہوا دور تسلسل کاسہ گر کی چاک سے پیدا

سخن نا فہم سے تکلیف تحسین نامناسب ہے
نہو یہ رتبہ بیگانہ ادراک سے پیدا

عجب دور تسلسل ہے سمجھ مین کچھ نہین آتا
کہ پیدا تاک دانے سے ہو دانہ تاک سے پیدا

۳۷ — نسیم اپنے سخن کے خوف سے حاسد دہلتے ہین
یہ رتبہ ہے ثنا ہی صاحب لولاک سے پیدا — ۵

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا
آج پر خاش یہ ہی مجھسے ارادا میرا

کھینچ شمشیر یہان بھی ہین ارادے کچھ اور
آج جھگڑا ہی مٹا جاتا ہی تیرا میرا

نہ اوٹھا منہ سے کفن لوگ سمجھ جائین گے
ہاے رہنے دے بس مرگ تو پردا میرا

حسرتین دید کی جنبش نہین کرنے دیتین
رو کنے آئے ہین دشمن مرے رستا میرا

ہاے مرنے سے بھی راضی نہوا جی افسوس
حوصلہ کوئی بھی تمنے تو نہ دیکھا میرا

۳۸ — ولہ — ۱۶

وصل کیوں واسطے کل کہہ گیا جانان میرا
آج کیا حال کرے گی شب ہجران میرا

بوسے لینے نہ لیے گو کہ اجازت بھی ملی
آپکا مجھپہ کرم آپ پہ احسان میرا

ہاے کیا قہر ہے کچھ میری طرح اب بھی
منہ چھپا لیتا ہی دلمین مرے ارمان میرا

خوف تکلیف ہی سر کاٹیے اپنا کیونکر
روز شرماتا ہے آکر مجھے احسان میرا

ناتوانی کے اجازت نہ ملے گر چندے
ہاتھ ہو جائے گا پیوند گریبان میرا

ہجکو باتین تری تاثیر کرین کیا واعظ
پاس ہے اوس بت بدکیش کے ایمان میرا

آنکھ کو دھیان ہے زلفون کی کہان ہے فرصت
ساتھ رہتا ہی مرے خواب پریشان میرا

سوؤن کیا ساتھ عدو کے تجھے پھر دیکھونگا
دھڑکے دیتا ہی مجھے خواب پریشان میرا

خبر وصل بھی سنکر یہ نہین خوش ہوتا
اسقدر یار سے آزردہ ہی ارمان میرا

چاہون جب چاک گریبان کو کرون تا در ہون
روکیطرح مرے ساتھ ہے احسان میرا

کب مجھے وصل پری کی خوشی تھی اے غم
کیون مکدر ہی مزاج شب ہجران میرا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر
ہاے منہ دیکھے گا آکر وہ مسلمان میرا

ہاے اس پاس مروت نے گرانبار کیا
پھر گلے آکے پڑا میرے گریبان میرا

چارہ گر رکھ نہ کسی داغ جگر پہ پھاہا
کیون بجھاتا ہی چراغ تہ دامان میرا

بوسے لیتے ہین لبون کی گلہ بدعہدی ے
روز منہ چوستے ہین شکوہ جانان میرا

۳۹	کثرت گریۂ الفت سے یہ عالم ہے نسیم کم سمندر سے نہین گوشۂ دامان میرا	۱۵

مبدل بے سبب کب ہے احبا رنگ رو میرا
کسی کی جستجو مین ہے دل پر آرزو میرا

پریشانی کی پہلو مین دل افگار کی شکلین ہین
خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا

مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا
جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن نہو مر جانے والونکو
لب خنجر کا فاتحہ توڑ دیتا ہے لہو میرا

امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا

ہوا ہون پاک دامن اوس ستمگر کی محبت سے
یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا

جسے سمجھے تھے اپنا لو اوسیکو مدعی پایا
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا

وہین رسوا کریگا مجکو نا دم غیر کو دشمن
غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوشِ آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقون سے چھوٹ نہین سکتا
جدا ہو نہین ملجاتا ہے خنجر سے گلو میرا

نہ دیکھین آنکہ اوٹھا کر اس طلسم چندروزہ کو
کسیکی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن
مناسب ہے رہے قاتل خیالِ آبرو میرا

کہی جو بات دل خوش کر دیا یاربِ ترا شکا
انہین یاد آئیگا برسون یہ حسنِ گفتگو میرا

نہ چھوٹے گا چھڑائے سے ہزارون جو تہین لیکے
بہارِ دامنِ جلاد دیکھے گا لہو میرا

تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین خاطر سے
نہ لے گا نام ہولے سے بہی یارِ خوبرو میرا

۱۰	نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی بہت ابتر کریگی حال زلفِ مشکبو میرا	۴۰

حشر کے روز اگر دادِ طلب دل ہو گا
لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہو گا

ہاتہ پڑجائینگے لاکہوں نکے دمِ حشر ادہر
چاک زخمونکی طرح دامنِ قاتل ہو گا

حشر کو کاغذِ اعمال دکہاتینگے بشر
میرے ہاتہون مین فقط آبلۂ دل ہو گا

کیا عجب چونک پڑی خواب گران سے ہر گل
نالہ کرنے مین بہی جہانِ عنادل ہو گا

بوسے ہنسکر جو لبِ یار کے لے لیتا تہا
ساقیا جام نہو گا وہ کوئے دل ہو گا

کہتے ہین قتل کرین گے وہ لحد پر آکر
فیصلہ آج ہمارا سرِ منزل ہو گا

ہوگئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان
قصدِ قاتل کیطرح شوق بہی باطل ہو گا

ولولے ہین نفسِ چند کے تا فرصتِ عمر
کچہ دنون مین نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہو گا

آج غنچون نے صدائین جو نہین دین شاید
کچہ صبا کو ادبِ خوابِ عنادل ہو گا

۱۸	قدر رہنے کی نہین بات جو بگڑے گی نسیم قدحِ مہر بہی اک کاسۂ سائل ہو گا	۴۱

اس سے مرنا مجھے اپنا قلقِ جان ہو گا
کہ نہ دیکھے گا مجھے وہ تو پشیمان ہو گا

گر یہی آپکے انکار رہیں گے تا صبح
وصل کی شب یہ گمان شب ہجران ہوگا

تو سلامت ہے تو عالم کو کرے گا مجسا
ہاے پھر کون مرے حال کا پرسان ہوگا

ہاے میرا یہ ہوا حال کہ تجسا بیدرد
خاص اسواسطے آتا ہے کہ پرسان ہوگا

میں تو عاشق ہوں غلط آپسے لوگوں نے کہا
شکوہ اوسکو نہ سمجھیے کوئی ارمان ہوگا

ایکدل اوسمیں ہوس تیرے ستم سے افزون
یہ وہ آئینہ ہے تو دیکھ کے حیران ہوگا

دم تو نکلا ہی مگر دلسے نہ پیکان نکلا
یہ بھی شاید اوسی بیرحم کا ارمان ہوگا

کیوں ڈراتے ہیں یہ واعظ کہ خبردار رہو
کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا

زندگی ہی نہیں مشکل شب تنہائی میں
بے ترے مجکو تو مرنا بھی نہ آسان ہوگا

کیا سبب آپنے دی قیس کو مجپر ترجیح
آدمی میں بھی ہوں وہ بھی کوئی انسان ہوگا

تم بھرے بیٹھے ہو بگڑوگے کہوں بات نہ کیوں
ابتو جو نکلیگا منہ سے مرے ارمان ہوگا

قتل کر رحم کے بدلے کہیں جینا مشکل
مجکو اس جینے سے مرنا بہت آسان ہوگا

میں تو مرتا ہوں فقط حشر میں جینے کے لیے
کہ مرے ہاتھ میں واں آپکا دامان ہوگا

دینگے کیوں رخصت برخاست تمہارے نہیں
جو یہاں آئیگا وہ آپکا مہمان ہوگا

سخت جانوں کے لیے موت کہاں او ظالم
سم بھی دیگا تو مرے حق میں وہ درمان ہوگا

بیٹھنے دیگی نہ کونے میں بھی وحشت مجکو
صبح کو زیر قدم صحن بیابان ہوگا

دیکھیں کیا اوسپہ گزرتی ہے خدا رحم کرے
ہاے وہ اشک جو میرے تہ دامان ہوگا

۶۲ — کثرت داغ جدائی جو یہی ہے تو نسیم
ابتو اپنا بھی جگر رشک گلستان ہوگا — ۱۱

زمانے میں کوئی ایسا نہوگا
جو تیرے حسن پر شیدا نہوگا

ازل سے ہے یہی عصمت تابی
کسی نے آپ کو دیکھا نہوگا

اوٹھاتا ہے ندامت کس لیے تو
یہ درد اسے چارہ گر اچھا نہوگا

ہزارون مر گئے لیکن نہ دیکھا
کوے تمسا بھی بے پروا نہوگا

کہے دیتے ہین یہ نیچی نگاہین
کہ بالاے زمین کیا کیا نہوگا

وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا
کہ اوس رستے مین پھر رستا نہوگا

قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی ہجر
کنارِ قبر مین مردا نہوگا

اگر خادم کوے جنت مین پہونچا
وہان کیا آپکا چرچا نہوگا

سنئے دہمکی ہے یہ تو بندہ پرور
نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہوگا

بناکر حضرتِ واعظ کو نافہم
نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہوگا

۴۳	نسیم اب اونکی باتون پر نجاو بھلا کل وعدہ فردا نہوگا	۱۱

ہمچہ جو کچھ ہوا سب آپ پر کھل جائیگا
بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پر آئیگا

بخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا
کسکو رحم آئیگا مجھپر کون اونہین سمجھائیگا

تیغ زنگ آلودہ خنجر کند بازو ناتوان
مجکو مرنے کے لیے جلاد بھی ترسائیگا

فاتحہ پڑہیے کہ رکنے کا نہین تیر نگاہ
اونکو اس سے کیا غرض کوئی اگر مر جائیگا

کیون نہ صدقے ہو نمین اپنے جرم بے تقصیر کے
قتل کے بعد ایکمدت تک نہین شرمائیگا

منہ پہ گلگونہ لہو کا ہے ملکر شرم سے
دیدۂ جوہر نیام تیغ مین چھپ جائیگا

پاکدامن فیض ابرِ تیغ کر سکتا نہین
رنگ خونِ قاتل کی پیراہن سے کیونکر جائیگا

صدقے اوس دشنام کے جو آپکے منہ مین رہے
ایسے جامی مختصر کوئی کہان سے پائیگا

جان جائیگی بلا سے ذبح پر راضی ہوئین
اونکا زانو تو بھلا سینے پہ میرے آئیگا

گو تقاضای اجل ہے جان لب پر ہے مگر
اور بھی کچھ دن ہمین وعدہ ترا ٹھہرائیگا

۴۴	تارتار کرتے نہین دامن کہان ہر ای نسیم اشک آگر آنکہ مین کیا کیا ہمین شرمائیگا	۱۱

قصۂ روز گذشتہ آنکہ کو شرمائیگا
حال میرا سنکے بولے فلک کرنی کیا ضرور
ہاتھ گردن مین اگر ہونگے تو سر آغوش مین
تنگ ہین اطراف عالم حوصلے نکلینگے کیا
یہ بلا کے پیچ ہین مشکل ہے انسے مخلصی
شکوہ ایسا ہو کہ شرما کر اوسے کرلون پسند
یار کے انداز رہتے ہین مرے پیش نظر
فصل گل آئی جنونکی بڑھ چلے ہین ولولے
صبح سے تا شام ہٹ کرتے ہو لاکھون بار تم
میرے افسانے مین شکوہ غیر کا بھی ہے شریک

ہمکو لیجاتے ہو کیون اونکو لحاظ آجائیگا
ٹالے کرتے کرتے اکدن آپ ہی مرجائیگا
میرا مرنا بھی تجھے قاتل مزے دکھلائیگا
فلک ہے عاشق ترا دامن کہان پھیلائیگا
عقدۂ گیسو مین شانہ آپ ہی ہجائیگا
ورنہ ناصح کسطرح تمسے بھی دل پھر جائیگا
اشک گیسو کیطرح بڑھکر قدم تک آئیگا
دل ٹہرتا ہی کہ ناصح آکے پھر سمجھائیگا
اسقدر کثرت ہے دل کوئی کہانسے لائیگا
دوستو کہتے ہو کیون غصہ انہین آجائیگا

۲۰	دیکھکر تر دامنی گھبرا گیا کیون ای لئیم دیدۂ پر آب دریا سیکڑون برسائیگا	۴۵

ہاتھونمین آجکی شب مہندی لگائیے گا
یہ شوخیان تمہاری لکھی ہوی ہین دلبر
پھر مین بھی کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو
ذات شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون
ہان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو ہے
امیدوار باقی کچھ اور رہ گئے ہین
بیوجہ یہ نہین ہے انداز گفتگو کا
مین ہون مزاج قاتل لازم ہی خوف مجسے
یہ کیون ہے نا امیدی درگاہ کبریا سے

سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیے گا
آخر کبھی تو میرے قابو مین آئیے گا
پھر منہ چھپا کے مجسے آنسو بہائیے گا
طوفان اور کوئی مجیرا اوٹھائیے گا
بڑھ جاؤنگا جہانتک مجکو گھٹائیے گا
پھر بھی نقاب گیسو منہ سے ہٹائیے گا
پھر کل کسطرح ایجان باتین سنائیے گا
جھوٹی قسم نہین ہون ہر دم جو کھائیے گا
جو کچھ کہ آرزو ہے ویسا ہی پائیے گا

مشتاق ہے تو جان دے کی گلگون لباس کیون ہو
یہ ننگ تو عروسے کسکو دکھائیے گا

دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے
کیا منہ اب آپکا ہے جو منہ چھپائیے گا

ہم خوب جانتے ہین استادیان تمہاری
محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین لڑائیے گا

آخر کچھ انتہا بھی بیرحمیون کے صاحب
کہیئے تو عاشقون کو کبتک ستائیے گا

ممکن نہین جو نیت بدلی تمہاری ایجان
کیا پھر آج کے شب ہمپر نہ لائیے گا

کچھ لحظہ اور ٹھہرو تا روح تن سے نکلے
آئیگی اور آفت گر آپ جائیے گا

سمجھے ہوے ہین جو کچھ دلمین بھرے ہوے ہے
کاہیکو آئیے گا کاہیکو آئیے گا

آؤ تو جلد آؤ دم بھر کے بعد ایجان
مجکو نہ پائیے گا مجکو نہ پائیے گا

سن لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہے
فرصت ہو گر میسر دم بھر کو آئیے گا

کچھ دور مین نہین ہون لازم ہے یاد کرنی
مانند دل مجھے بھی پہلو مین پائیے گا

۴۶	ٹھنڈی کبھی نہونگی کیا گرمیان تمھاری آخر نسیم کا دل کبتک جلائیے گا	۷

بڑھتے بڑھتے لاغری پنہان بدن ہو جائیگا
تن گمان ہوگا گمان آخر کو تن ہو جائیگا

گر یہی ہے ناتوانی فکر عریانی ہے کیا
دامن نظارہ تن پر پیرہن ہو جائیگا

ایک چادر خاک کی ہے اک ردائے آسمان
اس تن عریان کا بیمنت کفن ہو جائیگا

لذت تکلیف تازہ سے نہونگے سیر ہم
زخم کھائینگے جو داغ دل کہن ہو جائیگا

اشک شیدہ ہین ہمین کیا خانہ ویرانیکی فکر
گر پڑے جس جا وہین اپنا وطن ہو جائیگا

خار ہونگی نخل گل ہوگا حنا ہر برگ کاہ
اشک خونین سے مرے صحرا چمن ہو جائیگا

۴۷	بسکہ ہے مضمون نازک مین تجھے کامل اے نسیم شہرۂ آفاق تیرا بھی سخن ہو جائے گا	۱۰

چار دن کے بعد فرق درمیان ہو جائیگا
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جائیگا

شعبدہ اک اور او قاتل عیان ہو جائیگا
تیر اگر زخم کے منہ مین زبان ہو جائے گا

کسقدر شوق شہادت سے ندامت ہے مجھے
یہ نہ سمجھا تھا کہ قاتل مہربان ہو جائے گا

سینۂ سوزان پر اشک آتین تو آنے دیجیے
جلتے جلتے آگ پر پانی دہوان ہو جائے گا

گر خدنگ نالہ کر دینگے مشبک غم نہین
وو دل ہو ندزخم آسمان ہو جائے گا

میرے تلوونکا لہو چکہے تو ہر ہر خار دشت
توبہ کرنیکے لیے مثل زبان ہو جائے گا

آرزو جنت کی مین کرتا نہین اسواسطے
نام سنکر حور کا وہ بدگمان ہو جائے گا

آب ہو جاتا ہے آہن وہ اثر نالو نمین ہے
دیدۂ زنجیر سے آنسو روان ہو جائے گا

یا کمر جانینگے تیری یاد مین سمجھینگے ہم
جو نشان آنکھون کے آگے سے نہان ہو جائے گا

۸	شعر مضمون زا کہے جا رہ نہ افسردہ نسیم ایکدن گوئی نہ کوئی قدردان ہو جائیگا	۴۸

رنگ کیا کیا نہ نئے چرخ جفا جو بدلا
ہان مگر او دل بیتاب نہین تو بدلا

گنج مدفن مین پتا چین کہ جیسے سوتے
ایک پہلو سے نہین دوسرا پہلو بدلا

لذت ذبح زبان سے نہ گئی برسون تک
سالہا سال نہ جلاد نے زانو بدلا

رنگتی کونسی منت جو نہین کی لیکن
نہ کسی طرح مزاج بت بدخو بدلا

کیا بلا جوش جنونکو ہے ترقی ہر روز
ڈہنگ وحشی کا ترے کچہ نہ پری رو بدلا

وسمہ و آب حنا سے نہین ہوتا ہے شباب
جب ہوئے پیر تو رنگ سر ہر مو بدلا

ایک سا حال ہے خوننابۂ دل کا میرے
آج تک دیدۂ تر کا نہین آنسو بدلا

۱۴	کم ہوا جوش جنون کچہ نہ اطبا سے نسیم آب نارنج کبہی شربت آلو بدلا	۴۹

مزا دلوانگی کا زخم شمشیر دو دم نکلا
کہ زنجیر ہوا بنکر مرے سینے سے دم نکلا

جبین سائی کو ہم کس کس کے صلے پر آئے آتے
نہ بل زلفو نہین کم پایا نہ کچہ ابرو سے خم نکلا

ہری ثابت قدم یاران ایذا دوست ہوتے ہین — کہ اشک دیدہ سی لخت جگر ہو کر بہم نکلا
پتا ملتا نہین یہان بہی یہان یار کیا شی ہے — یہی کہتا ہوا ہر قافلہ سوے عدم نکلا
نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے — بہت سمجہے تہے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا
غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرمناک تری — جسے ہم لطف سمجہے تہی وہ آخر کو ستم نکلا
ابہی تک ہی وہی سودا تری افعی گیسو کا — طبیعت کو نہین سیری عجب مرغوب سم نکلا
پکارا مجکو وہان اوسکو ہوئی منظور حسن جا — جو نکلا نام بہی میرا تو مانند قسم نکلا
نہین سے بڑہ مین اولی آسمانسے یہ پہلے ہوے ہین — مگر چرخ ستم پیشہ بہی پامال ستم نکلا
ہوا ہی مشغلہ یاد خدا سے عہد پیری مین — گیا دل سے بتونکا وہان کعبے سے صنم نکلا
وہی زور جوانی مین ابہی پشت خمیدہ ہی — کہان آسمان پیر کا ابتک نہ خم نکلا
نچہوڑا خاک نی جز خاک کچہ اونکا نشان باقی — نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا
ابہی سر وہ مین ہو جسپر پیام مرگ آتے ہین — قیامت لاویگی آگر بار ہر قدم نکلا

۵۰	زمانہ ہمسکو نسیم ای آباد ہے ابتو بہت ڈہونڈہا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا	۱۱

ہوس یہ رہ گئی دل مین کہ مدعا نہ ملا — بہت جہان مین ڈہونڈہا پر آشنا نہ ملا
ہوا ہی کونسا معشوق باوفا ایدل — گلہ عبث سے ہے اگر وہ ملا ملا نہ ملا
عجیب قسمت بد تہی شب فراق مین ہم — کمال ڈہونڈہ پہرے خانۂ قضا نہ ملا
نہ ہی تو ہاتہ سے ہون ضعف سے مین تنگ حنا — ہوای شوق فنا مین جہان اوڑا نہ ملا
جواب دیگی بہلا روز باز پرس تو کیا — اوڑا اوڑا کے ہمین خاک مین صبا نہ ملا
وہ کشتۂ نگہ قہر تہا کہ محشر مین — مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا
غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی — بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا
کمال عیش و جوانی و ملک و مال طرب — یہ سب ملے ہمین پہ یار باوفا نہ ملا

عجب جوش جنون مین ہوی تھی پامالی — کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
چھپے ہزار تمنا سے کیون نہ بے کھٹکے — کہ خار کو کوے ہمسا برہنہ پا نہ ملا

۵۱	بہت سے کرتے رہے باغ دہر مین گلگشت پر اپنے بلبل دلکو نسیم سا نہ ملا	۹

ساغر ملا کسے کہ بے خبر دو جہان بنا — اوس پیر میفروش ہمین بھی جوان بنا
اللہ رے درازی آغاز مدعا — نکلا جو حرف منہ سے میری داستان بنا
تھا کچھ تو جب بھی یہ نہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا — گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
اوٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو — ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
وہ بے نشان تہا مین کہ یہانتک ہوا پسند — مجھسے وہان یار بنا لامکان بنا
لیل و نہار گیسو و رخسار یار مین — جی چاہتا ہے بیٹھ رہین اک جہان بنا
ہستی کا بس مری وہین اطلاق ہو گیا — جسجا کہین کسی کے قدم سے نشان بنا
عشاق جان فروش کے دیکھو تو حوصلے — مقتل تمام معرکۂ امتحان بنا

۵۲	بیکار تھے نہ خاک نہ دود جگر نسیم اوس سے زمین اس سے ہر اک آسمان بنا	۱۰

پوشیدہ ہی رہا ہوس ہر اک زخم تن اپنا — پامال خزان آپ کیا ہے چمن اپنا
مصروف تبسم ہین یہ شادی سے اجل کے — رکھتے ہین کھلا زخم جگر تک دہن اپنا
ہین وہم فراموش کہ پتا کچھ نہین ملتا — مسکن ہی کسیجا نہ کہین ہے وطن اپنا
اللہ رے بیتابی دل بعد فنا بھی — سوجا سے مشبک ہے مزار کہن اپنا
ہم گرنہ گلرنگ بنی یاد گل تر مین — صیاد بنا لین گے قفس مین چمن اپنا
اک دل تھا سو وہ بھی نہ رہا پاس صد افسوس — پایا نہ کسیکو بھی شریک محن اپنا
ای غم ہمین اسد رحم گھلا دے ترے صدقے — ہو بار احبا نہ خیال کفن اپنا

ساقی وہ پلا مے کہ دو عالم ہون فراموش
ہوجائی خدائی سے نہ الا چلن اپنا

وہ اشک تھے جو آنکہ سے ڈہلتے ہی ہوے خشک
دم بھر نہ ہوا گوشۂ دامن وطن اپنا

۵۳ خاموش نسیم اب نہ بکو چپ رہو بس بس
بیہودہ سناؤ نہ کسیکو سخن اپنا ۱۰

کسے صورت تو دلکو شاد کرنا
ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا

دعائین دینگے چھٹکر قیدی زلف
جہانتک ہوسکے آزاد کرنا

کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتہ
نہ مجہپر رحم او جلاد کرنا

مسیحا تے دکھانا بعد مردن
جو دل چاہے تو کچہ ارشاد کرنا

اوڑا دو خاک میری ٹھوکرونسے
اگر منظور ہے برباد کرنا

ادب سیکھے نہین ہون لو گرفتار
بتا کر قاعدے بیداد کرنا

مزا تہا بے لبی کی گالیون مین
اوسے بہولے سبق کو یاد کرنا

بہت مشکل ہے ان سنگین دلونسے
خیال خاطر ناشاد کرنا

جنازہ اوٹھ چکے میرا تو تم سب ہے
ادا رسم مبارکباد کرنا

۵۴ نسیم خستہ دل نے جان دے دی
غضب لایا ترا بیداد کرنا ۹

اونکی آنیکے بھروسے پر جو بشادان دل ہوا
زندگی خوش ہی کہ اب مرنا مجھے مشکل ہوا

راحت مرگ محبت اوس سے پوچھا چاہیے
جو یہ سمجھے اپنی جی مین مین بھی اس بل ہوا

موت بھی قسمت نے کھوئی کیا بری شی ہی امید
جب جھکی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا

مہربانی مجہپہ کیون کی تھی جو ترنے کہ ہائے
مین رہا زندہ وہ میرے واسطے بسمل ہوا

بل بے ظالم جو نہو چھپے یہ بھی تیر ناز سے
کسطرف کوئی ہوا کس جا کوئی بسمل ہوا

نوجوانی کا برا ہو اوسکو ہرجائی کیا
جی ہٹا جاتا ہی جب یہ پیار کے قابل ہوا

قدر مینا عزت جام و سبو جاتی رہی
جو تمہارے بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا

بیمروت تند خو نا آشنا برہم مزاج
روئیے اوس بخت پر جو تجھسے کی سائل ہوا

٥٥ گہیرے رہتے ہین عزیز و اقربا اونکے اونہین
ای نسیم اب دیکھنا بہی یار کا مشکل ہوا ٧

چہیڑا جو مینے یار کو سب مین خجل ہوا
اسے جوش شوق آج تو تو ہی مخل ہوا

تدبیر نیک دیتی ہے آخر کو آبرو
شیشے مین آکے قطرہ می مثل دل ہوا

حاصل تہا وہ فروغ چراغ فراق کو
خورشید داغ سینہ سی میرے خجل ہوا

ہر استخوان بدن مین مری خاک ہو گیا
شعلہ تپ فراق کا جب مشتعل ہوا

رخسار کے جو وصف مین مضمون ہوے رقم
عارض کا نقطہ صفحہ کاغذ پہ تل ہوا

اظہار آرزو سے ندامت ہوی مجہے
سنکر وہ حال شوق مرا منفعل ہوا

٥٦ پہر سامنے مصیبت سابق ہوا اے نسیم
پہر اندنون فریفتہ اک بت پہ دل ہوا ١٧

یہانتک اوج جنون مین مجہے کمال ہوا
خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا

عروج حسن مین وہ یار کو کمال ہوا
کہ آفتاب بہی اک نقطہ جمال ہوا

ہزار شکر کہ میرا بہی اب وہ حال ہوا
دعا کو ہاتہ اوٹہے آپکو خیال ہوا

نہ کہو رہے مجہے بوسہ اگر لیا تو لیا
رقیب دلمین سمجہ لو اگر ملال ہوا

فروغ زیست ہوا کشتہ کی صورت شمع
حیات بعد ہوے پہلے انتقال ہوا

خیال زلف اگر ہے تو دلکی خیر نہین
وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا

مرا فسانہ ہی مانند مژدہ دشنام
کہ آتے آتے در گوش تک ملال ہوا

مزار مین نظر آتی ہے خاک تک رنگین
غبار تن شہدا کا ترے گلال ہوا

نہین ہی حرص سے خالی کبہی مآل بشر
اوٹہا جو دست دعا کا سئہ سوال ہوا

تری کمر تو نہ تہا مین جو موت کو نملا — شب فراق مین مرنا بہی کیون محال ہوا
بسان آخر روز و بشکل اوّل شام — وہی عروج ہی میرا کہ جب زوال ہوا
برہنگی کی ندامت رہی یہ تن کے سات — کہ بعد مرگ بہی مزدورِ انفعال ہوا
درازی شب غم کا وہ ایک لحہ ہی — جسے زمانے مین کہتے ہین دورِ سال ہوا
کہلا یہ عقدہ قدمبوس زلف سے ہمکو — چڑہا جو سر پہ وہ آخر کو پائمال ہوا
کنار قبر سے لاشے نہ میرے مس نکیا — ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا
کہلا کہلا کے گہٹا یا یہ سوز پنہان نے — گلو مین طوق گران صورت ہلال ہوا

۵۷ بصورت ورق گل خزان سے ابتر ہے
نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا ۹

مین وہ ایذا دوست تہا راحت سے مجکو غم ہوا — زخم کو ناخن سے چہیڑا درد دل جب کم ہوا
موسم پیری مین اپنا کچہ عجب عالم ہوا — جسقدر بڑہتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا
شب کہٹی ہر پردہ دارِ عشق محو غم ہوا — رک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا
جان لی یاد لب شیرین نے تیری ای صنم — میرے حق مین التفات انگبین بہی سم ہوا
رات بہر دیکہا تماشا ہنسنے برق و ابر کا — آہ کے شعلونسے جب دود جگر باہم ہوا
درد دل زخم جگر کو اسنے ایذا تہی مگر — ترک صحبت جسنے کی آخر کو اوسکا غم ہوا
زخم پڑ کر کہل گئے سینون پر اہل بزم کے — تہا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر مرا ماتم ہوا
پہر وہی سامان ہوا رہتا تہا جسکا ہمکو خوف — پہر مزاج زلف جانان ان دنون برہم ہوا

۵۸ عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین نسیم
کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا ۱۱

خون ٹپک کر آنکہ سے پہر اشک تر پیدا ہوا — معدن لعل بدخشان مین گہر پیدا ہوا
دہر مین بے سایہ کب جسم بشر پیدا ہوا — ہر بدن کے سات اوسکا ہم سفر پیدا ہوا

سر ترا اوٹھا فلک پر تیغ ابرو پڑ گئے
ماہ نو کا ہیکو ہے زخم جگر پیدا ہوا

خود بخود زنجیر کیچ آئی تعجب ہے مجھے
سنگ مقناطیس کا پا مین اثر پیدا ہوا

جس زمین پر پڑ گیا عکس لب شیرین ترا
تخم جو دہقان نے بویا نیشکر پیدا ہوا

کیا غلط فہمی ہوی تار نظر اپنا وہ تھا
جانتے تھے جسکو ہم ہوسے کمر پیدا ہوا

رات دن پڑتے ہین پتھر ایکدم فرصت نہین
وہ شجر دیوانہ ہے جسمین ثمر پیدا ہوا

کچہ نہین ثابت کہان تہی کیا ہین کیا ہو جاینگے
آدمی ہستی سے اپنے بیخبر پیدا ہوا

عمر گذری جستجو مین حوصلہ کچہ کم نہین
بے کمر تو ہی تو مین ہی بے جگر پیدا ہوا

کیا غضب ہے جسم خاکی کی قفس مین جان ہو قید
یہ وہ طائر ہے جو بام عرش پر پیدا ہوا

59 پہیس ڈالا آسیاے چرخ نے اوسکو نسیم
جب زمانے مین کوئی صاحب ہنر پیدا ہوا 11

عاشقو نمین کون مجسا ناتوان پیدا ہوا
نالہ بہی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا

بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا
یہ وہ طائر ہی کہ جو بے آشیان پیدا ہوا

پردہ پوشی قاتل بی رحم کی منظور تہی
ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا

خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند
آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا

دوست کی آمد مین دشمن کا بہی مژدہ سا تہا
جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا

دیکھنا اسکا بہی مثل یار ناممکن رہا
شوق اپنے دلکا آنکھوں سے نہان پیدا ہوا

وای قسمت اہل دنیا ہوتی ہین مردہ پسند
او ٹہ گئی جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا

انتہای اوج کو پستی بہی ہوتی ہے ضرور
دیکہ لو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہی صورت نہ مانند خیال
جب ہوی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا

کس بلا کی شام گیسو تہی نظر آئی نہ صاف
آنکہ جب اوٹہی نگاہو نمین دہوان پیدا ہوا

60 روز اک آفت ہی سر پہ اسکی شاید ہے تسنیم
خاک کا پتلا برای امتحان پیدا ہوا 12

ہر حرف سے پیدا اثر جوش بلا تھا
نامہ ترا کیا تھا مری قسمت کا لکھا تھا

کسطرح نہ بگڑون کہ یہ انداز نیا تھا
ایسا نہ ہوا تھا کبھی ایسا نہ کہا تھا

عادت سے ہین واقف ہون مگر جو کہ گئے تم
راضی ہو بوسے پہ خدا جانے یہ کیا تھا

کیون جی وہی پھر ہرزہ خیالی کی سمائی
کچھ یاد نہین کیا ابھی اقرار ہوا تھا

اب آے تو آئے وہ تمنا نہین باقی
آتے شب ہجر انہین تو احسان قضا تھا

دیکھا جو گیا روز جزا نامۂ اعمال
جس لفظ کو پڑھتی تھی تمہارا ہی گلا تھا

گرمی وہ دکھائی نفس سرد نے مجکو
اولے کیطرح آنکھ مین ہر اشک جما تھا

شکوہ بھی وہ کرتا ہون کہ جو یاد نہین ہے
کہتا ہون مجھی رنج مین کیا تمنے کہا تھا

نالونکی اجازت تھی کبھی آہ کی رخصت
تا صبح اسی طرح فراق رفقا تھا

آنسو کے ٹپکنے سے نہو کیون مجھی ماتم
مٹی مین ملا ہاے جو آنکھونمین پلا تھا

بیتاب ہوا یار تو سو بار رلولایا
تکلیف کا باعث مجھے احسان وفا تھا

افشای محبت کا جو تھا خوف تو ہر اشک
آنکھونمین نہان تھا کہ مرے دامن مین چھپا تھا

اب دو دو جگر ہو کے نکلتا ہے دہن سے
وہ جوش جو برسون سے مرے سینے مین رہا تھا

کیا قوت بازو تھی زہے ہمت قاتل
دیکھا تو کئی کوس گروہ شہدا تھا

بخشا دم قسمت مجھی قسام ازل نے
وہ نالہ جو تاثیر فراموش بنا تھا

بیوجہ تو خود رفتہ نہین ہوتے ہین لاکھون
یہ بھی وہی افسون ہے جو خادم پہ ہوا تھا

٦١ | ٧

سیکھا یہ نسیم اوس نے فریب ستم آمیز
ہر زخم رلانے کے لیے میری ہنسا تھا

خلش ناآشنا گو ہمسر عدو تھا
مگر ہمکو خیال گفتگو تھا

مجھے حیرت ہے یہ کیا ہو گیا آج
ابھی کل تک مرے پہلو مین تو تھا

خفا ہو ہو کے دلمین رہ گئے کیون
تمہین کسکا خیال آبرو تھا

جدا تمنے کیے کیون میرے اعضا
مرا داغ جگر کیا اوسکو بہاتا
نچھوٹا آج تک دامن سے تیرے
٦٢ قصہ اپنی نظر کا تھا نسیم آہ

اجی کیا مین ہے لفظ آرزو تھا
کہ وہ گل تھا مگر محتاج بو تھا
یہ کیسا داغ تھا کسکا لہو تھا
دگرنہ اوسکا جلوہ چارسو تھا ٨

کھل گئی ہر ہر کڑی مجکو وہ افسون یاد تھا
آپ کو آزاد دکھلا کر کیا اورونکو قید
کم نہ تھی زخم جگر کے ایکدم خندیدگی
مدتون تک اپنی ہمجنسون سے بھی ڈرتا رہا
اس لیے مرتا ہون بہاتا ہی وہ مجکو انفعال
جب قریب نخل آیا اڑکے بہر پرواز کی
خشکی اعضا نے دونو کو برابر کردیا

خندۂ زنجیر سامان مبارکباد تھا
مین وہ صید خیرخواہ خاطر صیاد تھا
خاطر دشمن کیصورت بیسبب بھی شاد تھا
طائر جان حزین اک مرغ نوآزاد تھا
جو ترے خاطر مین ای ظالم لبین بیداد تھا
طائر خائف کیصورت آشیان برباد تھا
مین ادہر محجوب شرمندہ ادہر فصاد تھا

٦٣ خاک گلزار جہان مین جی بہلتا ای نسیم
دید کے قابل نہ لطف گلشن ایجاد تھا ١٠

بل بے تیری کاوشین جینا مجھے دشوار تھا
جب مین بیتابی سے گھبرایا تسلی اسنے کی
دلکی گھبراہٹ سی جب ٹہا شب فرقت مین
رات بھر سنتا رہا اب عذر لاعلمی نکر
ہاہی مین نے تو بہت چاہا مگر ایجان جان
داستان شوق میری ہو نہ چکتی عمر بھر
یہ تو مضمون گذشتہ کچھ وفا آمیز ہے
اپنی محرومی گوارا کی نکی لیکن خبر

ای مرے درد جگر تو بھی مزاج یار تھا
مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا
تیرے در سے متصل اپنے پس دیوار تھا
بیسبب آہین نہ تھین آخر کوئی بیمار تھا
مجکو مرنا بھی شب غم مین ترا دیدار تھا
خاک سنتا وہ اسے اک حشر کا طومار تھا
کیا نصیب دشمنان تو بھی کسیکا یار تھا
جی دہل جاتا ترا وہ حال میرا زار تھا

غیر نے تیرے سوا پائی نہ آنکھوں مین جگہ		پاسبان خواب راحت دیدۂ بیدار تھا
٦٤	صدقے مین اس سرعت تیر نظر کے ای نسیم اُف بھی ہم کہنے نہ پاتے وہ جگر کے پار تھا	١٩

کب اس زمین پہ مجھے آرمیدہ ہونا تھا — ہوا سے خاک کو برسون پریدہ ہونا تھا
اگر تھی دامن جانان کی آرزو ای دل — تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہونا تھا
کسیکے چہرہ پہ ہوتا کسیکے دامن مین — مجھے بھی آنکھ کا اشک چکیدہ ہونا تھا
کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا — وہ ہاتھ ہون کہ جسے نارسیدہ ہونا تھا
بکمال بے ادبی سے یہ عرض کرتے ہین — ہمین سے ای قد جانان کشیدہ ہونا تھا
اگر تھی لذت پامال کی ہوس ای دل — بشکل سبزۂ زمین پر دمیدہ ہونا تھا
کبھی بھی میری دکھاتی بہار لاکھونکو — بشکل ابرو جانان خمیدہ ہونا تھا
عجب نہ تھا کہ اوسے رحم کچھ نہ کچھ آتا — مری امید سے تجھے ابر دیدہ ہونا تھا
نہ برگ و گل نہ ثمر سب سے پاکدامن ہون — مرے نصیب مین شاخ بریدہ ہونا تھا
بہانہ موت کا تھا جسم ورد جسکو ورنہ — ہر اک کو اپنی طرح پر جریدہ ہونا تھا
امید راحت آغوش یار تھی جب مجھے — بصورت دل عاشق تپیدہ ہونا تھا
بکمال ربط مین سنتے ہو ہین سیکڑون باتین — نہ اسقدر تمہین ہمسے کشیدہ ہونا تھا
زمان قطع نہ کام آئی سرکشی ای سرو — نہ جانتا تھا کہ آخر خمیدہ ہونا تھا
خفا نہو جو ٹپک نکلے آنکھ سے آنسو — یہ ابر عشق ہے اسکو چکیدہ ہونا تھا
یقین تھا کہ وہ دلمین بکمال خوش ہوتے — کچھ اور چاک جگر کو دریدہ ہونا تھا
وہ آبلہ ہون نہ تھا جسکو نشتر بھی نصیب — درون قلب مین مجھکو تپیدہ ہونا تھا
ترا جمال بنا مین کبھی کبھی احسان — غرض یہ تھی کہ مجھے برگزیدہ ہونا تھا
بہار صحبت رندانہ بھاتی اسے واعظ — تجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہونا تھا

۶۵ کھلے اب آنکھ تو کیا فائدہ نسیم افسوس ۱۵
نہ سمجھے زیر لحد آرمیدہ ہونا تھا

لب بستگی سے لطف عروسی سخن مین تھا
مثل زبان کلام حجاب دہن مین تھا

جبتک کہ تھا خیال رہا دل مین یار کے
ظاہر ہوا تو مثل سخن انجمن مین تھا

مانند روزگار بدلتا رہا ہون رنگ
صحرا مین سبزہ تھا تو گل تر چمن مین تھا

مثل رقیب روح کو اوس سی خلش رہی
جبتک کہ ور د میری حجاب بدن مین تھا

اے اضطراب شوق تری عمر ہو دراز
راحت سفر مین ہی نہ تحمل وطن مین تھا

بیہوشیان نصیب رہین سامعین کو
کیف شراب ناب مری ہر سخن مین تھا

دن کو زبان خلق پہ ہوگا مرا اتہام
وہ ذکر ہون جو شبکو تری انجمن مین تھا

ہرگز مرا فریب نہ ثابت ہوا تجھے
دشنام بن گیا رہین تیری دہن مین تھا

دیکھا گیا جو لاشۂ عاشق تو بعد مرگ
اک ڈھیر استخوان کا حجاب کفن مین تھا

دل اوسکو جانتا ہے زبانسی مین کیا کہون
جو کچھ مزا فراق کی رنج و محن مین تھا

جلتا رہا ہون رشک عدو سے تمام رات
مین مثل شمع شب کو تری انجمن مین تھا

گر تھی حلب مین آئنہ روکی تیری دہوم
شہرہ شمیم زلف کا ملک ختن مین تھا

بیوجہ اوسنی پالون نہین ہاتہ سی چہوے
او بت خیال اور دل برہمن مین تھا

کیون آتش غضب سے جلایا کہ باغبان
دو دو تنکو آشیانہ بلبل چمن مین تھا

۶۶ کیا سرگذشت دہر کی مجکو خبر نسیم ۱۰
مین تو خیال دلبر گل پیرہن مین تھا

بعد از فراغ روح بہی قید عدو مین تھا
مین صورت نوالہ لحد کے گلو مین تھا

کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو مین تھا
خنجر زبان نکالے ہوئے آرزو مین تھا

ٹانکے ہمارے زخم جگر کے اوکہڑ گئے
بل مثل موے زلف جو تار رفو مین تھا

بادہ کو ہی عروس ہے ساقی کرات بہر	ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تہا
افسانہ میرا کیون نہ سراپا فریب ہو	یہ مدعا وہ ہی جو ترے گفتگو مین تہا
پیوند نالہ چاک دہن مین ضرور ہو	آج انتہا کا ضعف صدا شور ہو مین تہا
دشمن سے بہی ہمیشہ رہا مجکو اتحاد	مانند دوست یار رمیانِ عدو مین تہا
تہا گو کہ ایک نقطہ تہا ہزار شکر	آہی تو آبرو تہی کہ مین آبرو مین تہا
مطلب کی بات کہہ نسکے اُسسے ات ہم	معنی بہی منہ چہپای ہوی گفتگو مین تہا
۶۷	منظور رہتی جو شہرتِ حسنِ سخن نسیم مانند غنچہ پرورشِ رنگ و بو مین تہا ۷
کچہ خون مین تر تیر نظر تہا کہ نہین تہا	کیون جی مری سینے مین جگر تہا کہ نہین تہا
دو روز بہی بیٹہا نہ گیا آپ سی گہر مین	کیون جذب محبت مین اثر تہا کہ نہین تہا
دو بوسی تو دیتی جو نہو سکتی تہے دس پانچ	آخر تمہین کچہ مد نظر تہا کہ نہین تہا
اسدرجہ ستم عاشق بیچارہ پر ایجان	کچہ بہی تمہین اللہ کا ڈر تہا کہ نہین تہا
کیون دیکہ لیا جاکے ہوی اب تو تسلی	بیمار ترا شمع سحر تہا کہ نہین تہا
لو دیکہ چکے اب تو تشفی ہوی کہیے	پیوند جگر تیر دو سر تہا کہ نہین تہا
۶۸	بہولی رہی کیون غفلت ہستی پہ نسیم آپ آخر کبہی در پیش سفر تہا کہ نہین تہا ۹
تو مسلمان مجہے وہ طفل برہمن سمجہا	دوست نے خوبی تقدیر سی دشمن سمجہا
بشتر مینے خس و خاک سے آنسو پوچہے	اڑ کے جو چہرے پہ آیا اوسی دامن سمجہا
وقت گلگشت جو ہر دامن گل تر دیکہا	آب شبنم عرق چہرۂ گلشن سمجہا
منہ چہپائے ہوے سینے سے جو شعلہ نکلا	مدعی شب کو چراغ تہ دامن سمجہا
ولسے آتی تہین جو بوئین ہوس دہ کی	رخنۂ سینہ کو مین روزنِ مدفن سمجہا

عکس گیسو نظر آیا تو ڈرا یہ ظالم
آئینہ پھینک دیا ہاتھ مین ناگن سمجھا

مدتون خون نے مری پرورش خنجر کی
ہای اسپر بھی وہ قاتل مجھے دشمن سمجھا

۶۹	جا بجا خون کے دہبے نظر آئے جو تسنیم گوشۂ دامن رنگین کو مین گلشن سمجھا	۱۱

پیار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا
ایسے لب چوسے کہ بوسونکا مزا جاتا رہا

دل جو پہلو مین نہین کچھ مجکو بیہوشی سی ہے
ڈہونڈتا ہون یہ نہین معلوم کیا جاتا رہا

دم شب فرقت مین نکلا منتون سے موت کی
اب تو تیرا بہی وہ احسان جفا جاتا رہا

اسقدر آنکھین ملین مین نے ہجوم شوق مین
پاؤن سے اوس شوخ کے رنگ حنا جاتا رہا

یہ تلافی کس لیے کچھ یاد وہ باتین کرو
مر گیا دشمن تو کیا میرا گلا جاتا رہا

کہ کے تم کچھ رہ گئے سمجھون سے او کیا خاک مین
لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا

وہ نہ سمجھے میری بیتابی مین بہکی گفتگو
ہائے عرض شوق سے بہی مدعا جاتا رہا

مجسے وہ مین اونسے لپٹا از دیاد شوق مین
یان لحاظ وضع وان پاس حیا جاتا رہا

تم رقیبون سے ملے ہمنے بہی دل بہلا لیا
اب ہمارا آپکا وہ واسطا جاتا رہا

کیا گلا اسکا خلاف وضع دونو ہو گئے
ضبط مجسے تمسے انداز وفا جاتا رہا

۷۰	عالم پیری مین یار کبا و مدفن ہے تسنیم ولولے ٹہنڈے ہوے سب حوصلہ جاتا رہا	۸

کب مین فارغ قید وحشت سے اگر گھر مین رہا
پاؤن نہین زنجیر سہی طوق گردن مین رہا

دل پریشان تہا سو آنسو بہی پریشان ہو گئے
ایک ٹہیرا آنکہ مین تو ایک دامن مین رہا

آتے آتے تا گلو سوز نفس سے جل گیا
ایکدم بہی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا

رنج ناحق فرق کب عصمت مین آیا آپکے
پردۂ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا

گہٹتے گہٹتے تن بسان رشتۂ یار یک تہا
مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا

کی صفائی غیر سے لیکن کدورت کم نہین
بعد صیقل مورچہ ویساہی آہن مین رہا

کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوے
فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا

۷۱

ابتدا مین راحت دامان مادر تھی نسیم
انتہا کا پھر مزا آغوش مدفن مین رہا

۱۱

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا
مٹانے کے لیے ہمکو بنایا

بشکل اشک ہون با قدر بیقدر
وہ گوہر ہون کہ کھو یا جسنے پایا

نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام
عجب ہے تیرے لب پر کیونکر آیا

سرشک چشم کوتے آبلہ تھا
جو نشتر نوک مژگان نے لگایا

وہ مشتاق شہادت تھا دم ذبح
گلے سے مجکو خنجر نے لگایا

نہ اوٹھا کر سکے آنسو کیطرح سے
عدم کا لطف ہستی مین دکھایا

ہوا سرمہ بھی شاید حسن اغیار
جو ایسا تیرے آنکھون مین سمایا

مزا جوش محبت نے یہ بخشا
گلہ بھی شکر ہوکر لب پر آیا

ہوئی جھوٹی قسم کھائی جو منظور
خوشا قسمت مین اونکو یاد آیا

مگر واعظ بھی کوئے درد دل ہے
کہ بیٹھا آپ اور مجکو اوٹھایا

۷۲

نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ
ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

۲۰

کب یہان مین خلش غیر سے دل شاد آیا
ساتھ قالب کے مرے سایہ ہمزاد آیا

حشر مین جبکہ وہ مرپرسش بیداد آیا
آپ کو گنگ بنا کر وہ پری زاد آیا

صدمہ قید تعلق جو سے مجھے یاد آیا
الف وصل کے مانند مین آزاد آیا

موج مے جام و صراحی مین نہ ٹھہری دم بھر
تیری آنکھونمین جو رہنے کا مزا یاد آیا

دہن تنگ سے نفس نفس کے نکل جائیگی روح
گدگدانے کو گلو خنجر جلاد آیا

یہ غلط ہے کہ مراد کر کیا ہو تونے
کوئی طعنہ تو نہ تھا مین جو تجھے یاد آیا

ایک نے بھی نہ سنا روز جزا صد افسوس
شکوۂ یار جو ہنگام مرے فریاد آیا

دوست کیا تو نے تو دشمن بھی نہ چھوڑا ای چرخ
اب وہ دہر کا نہ رہا دل مین کہ صیاد آیا

گلۂ یار مین مصروف ہوی ہین خلوین
کیا فلک پہ بھی کوئی عالم ایجاد آیا

بل بے غفلت کہ رقیبونکی گلے سے کچھ کچھ
اپنی ہستی کا مجھے آج نشان یاد آیا

تھا خیال لب شیرین جو دم نزع مجھے
مینے سمجھا ملک الموت کو فرہاد آیا

روح قالب مین نہ ٹھیری کہ ہوا غیر کا دخل
رشک تھا جسم مین کیون نشتر فصاد آیا

مردہ و زندہ زمین سے نہین باہر کوئی
ایک آغوش مین کیا مجمع اجساد آیا

خانہ زاد دل بیتاب ہی کچھ غیر نہین
نہ ڈرو لب پہ اگر شکوۂ بیداد آیا

کر دیا اوس نگہ مست نے مجکو غافل
آج آنکھون مین مرے خواب خداداد آیا

جب امنڈتا ہی مری سینۂ سوزان مین ہوا
آسمان اوسکو سمجھتا ہے کہ ہمزاد آیا

صورت جام ہون آغوش کشادہ ہر وقت
دھیان رہتا ہی کہ اب کوئی پریزاد آیا

بدمزاجی نگر اسد رجہ دم مرگ ای روح
تجھ مین بھی کیا اثر خاطر ناشاد آیا

ذبح کے وقت جو بیرحمی قاتل دیکھے
اپنے مرجانے پہ احسان قضا یاد آیا

۷۳	نذر کیا دیجیے اوس قاتل عالم کو نسیم ایک سر تھا سو تہ خنجر جلاد آیا	۱۹

ہوئین جب بند آنکھیں خوف پرسش کا یقین آیا
ہوی بیدار ہم جب وقت خواب واپسین آیا

اوٹھے شعلے درون سینہ سے تعظیم فرقت مین
سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا

تڑپ کر رات کاٹی ہی مگر افسوس وہ ظالم
نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا

وہ تھا محروم راحت مین وہ مقبول جفا تھا مین
کہ ایذا ڈھونڈتی کو جب کوئی آیا یہین آیا

نہ تھا کوئی مجھ سا ای زبان شاید یاد مین
کہ تا صبح سفر رنش کر نکو جب آیا یہین آیا

وہان تم گھر مین بیٹھے ہمنے توبہ کی محبت سے
تمہین عصمت کا دہیان آیا ہمین بہی پاس دین آیا

ملا اعلی سے اعلی نسبت پستی سے ہوا باہم
فلک پر روح جا پہنچی بدن زیر زمین آیا

نڈالی انکہ بہی اسقدر تیرا تصور تھا
فرشتہ موت کا سو طرح بنکر حسین آیا

کہانتک شکر ہو وا صید افگن تیرے احسان کا
کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا

ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا
بہار اپنی دکہانے کونسا خلوت نشین آیا

نہین تن جامی آبادی یہ ویرانہ ہے او غافل
ہوا اک روز راہی اسکا نہین جب بکین آیا

خدا کی یاد تحفہ ہے جہانسے جانے والونکو
وہی کچہ لیگیا دولت جسے کچہ پاس دین آیا

ادب اے نالہ گستاخ بس آگے نہ بڑہ جانا
ٹہہر آہ شرر زا پاس لب عرش برین آیا

خبر اپنی نہ رکہی اور کا کیا حال بتلاتا
ہدف ہو گیا اوس کوچے مین جب نشانہ بین آیا

غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہے اس سے اے ساقی
اگر لب تک چہلکتا جام آب آتشین آیا

اذیت دوست سے ہر چند لیکن دل ہلتا ہے
سبب کیا ہے ابہی تک ناصح مشفق نہین آیا

پہر آئی فصل گل اٹہکیلیان کرتے ہین دیوانے
ترقی پر ترا سودا ہے اے زلف عنبرین آیا

کلام معترض کی جا سخن بین ہم نہین رکھتے
گیا محروم ہو کر جب کوئی یہان نکتہ چین آیا

٧٣	نسیم اک اور بہی رنگین غزل اس طرح مین پڑہئے کہ ابتک جوش مضمونکا طبیعت مین نہین آیا	٢١

غرض کیا مے سے پہر ساقی جو وہ میکش نہین آیا
پہپولے ڈالنے کو دل مین آب آتشین آیا

فغان بے صدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ
اوٹھے دل سے جو تیرا ذکر چشم سرمگین آیا

دو رنگی ابلق ایام کے طرفہ تماشا ہے
جسے بالائے زمین دیکہا وہی زیر زمین آیا

حیات چند روزہ پر غرور اتنا نکر غافل
کہ مرغ روح اوڑکر آشیانتک پہر نہین آیا

ابہی سے فکر کر انجام مین آغاز عقبی کے
کہ پہر افسوس ہی بیجا جو وقت واپسین آیا

بہت مدت مین دیکہا آج تجکو یار دیرینہ
کہان تہا کس طرف سے اے دل اندوہگین آیا

ہوا ہی روح سے منظور پردہ جسم خاکی کو
مگر کاشانۂ دل مین کوئی خلوت نشین آیا

یہ غیبت ہی تری صید افگنی کی ہر طبیعت مین
کہ خود صیاد آہو کی پہن کر پوستین آیا

اثر جذب محبت نے بڑی مدت مین دکھلایا
کہ جاتا تھا کہین وہ اور گھبرا کر یہین آیا

زبان ذبح دل ہرگز بنایا اوسکے سینے مین
ہدف تیر نظر کا ہوسکے جو آہوی چین آیا

رہین تک اوپر ہی دیوانگی کی یادگاری تھی
ہمارے بعد صحرا مین نہ کوئی جانشین آیا

مقرر ظالمونکو بھی پسند آتا ہی جھک جانا
خم شمشیر قاتل دیکھ کر ہمکو یقین آیا

ترا جلوہ وہ ہی قربان جسپر ہو لو عالم ہین
تمنا ہین تری دنیا مین یوسف سا حسین آیا

لحد مین آکے دم بھر بھی نہ ٹھہرا ہی کسی کی
نہ کوئی دوست یان آیا نہ کوئی ہمنشین آیا

سمجھ لینگے قیامت کو نظر ہی اوسکی رحمت پر
لگایا جام ہی منہ سے بغل مین مہ جبین آیا

دعا مستونکی بر آئی اونڈیلی تونے مے ساقی
غنیمت ہی سبو تک تیرا دست نازنین آیا

غنیمت جان مہلت زیست کی یہ چند روزہ ہی
کہ پھر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا

کمی کسوقت مشق چاک مین کی دست وحشت نے
گریبان کونسا دن تھا جو دامن تک نہین آیا

وہ ہیبت تھی کہ جسپر آنکھ ڈالی روح گھبرائی
اجل مشتاق تھی قاتل کے آگے سہمگین آیا

یہ سچ ہی خلقت اصلی بنانے سے بگڑتی ہی
صفائی پھر کہان جب نام کے نیچے نگین آیا

۷۵

نسیم ایسی غزل لکھی کرامت جس سے پیدا ہی
ہوی شرمندہ حاسد منکرونکو اب یقین آیا

۱۱

مجھکو احسان نظر یاد آیا
جب ترا موسے کمر یاد آیا

جب نظر جانب خورشید گئی
جلوۂ داغ جگر یاد آیا

بیکسی اپنے وہ رونا تیرا
مجھکو ہنگام سفر یاد آیا

کھینچ لائے کشش دل اونکو
بعد مدت یہ اثر یاد آیا

کیون لگا دی ہی جھڑی برسون کی
کیا تجھے دیدۂ تر یاد آیا

خلد مین جا کے نہ ٹہیرا وہم بہر
اپنا ٹوٹا ہوا گھر یاد آیا

بوسہ مانگا تو کہا شرما کر
تہا فراموش مگر یاد آیا

کیا قیامت ہے یہ جلدی تیری
بات تک کی نہین گھر یاد آیا

دل ہوا چاک کتان کی صورت
پہر کوے رشک قمر یاد آیا

ہمسے رخصت طلبی کا باعث
کیا کسے اور کا گھر یاد آیا

۷۶

بر ہی پہر نظر آتی ہے نسیم
طرۂ زلف دوسر یاد آیا

۱۲

پہر لونکا پس و پیش جو سامان نظر آیا
تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا

سمجھا مین اوسے عاشق دیوانہ تمہارا
جو کوئی یہان چاک گریبان نظر آیا

بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے
دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا

ہے گلشن ایجاد بہار نفس چند
مہمان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا

دیکہا نہ کہین ورنہ کہین صورت دیوار
گہر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا

افزایش وحشت سے رہا حال یہ برسون
جب آنکہ کہلی مجہکو بیابان نظر آیا

تہا پرورش طفل مین آرام بہے لازم
ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا

پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمہاری
پہلو مین پریشان کے پریشان نظر آیا

کیا سلسلۂ دہر بہی ہے طرۂ گیسو
جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا

ٹپکا جو مری آنکہ سے خون دل مجروح
ہم رنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا

انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد
کچہ میری طرح وہ بہی پشیمان نظر آیا

۷۷

افسوس نسیم جگر افگار محبت +
پہر زلف کی مانند پریشان نظر آیا

۷

رخ پر جو ترے سایۂ گیسو نظر آیا
خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا

ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا
رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا

قربان اجل تہا کبہی جلاد کے صدقے
ای یار جدہر آنکہ پڑے تو نظر آیا

میزان عدالت مین مرے دیدۂ پرآب
ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا

سمجہا مین بہم بدر و ہلال ای فلک حسن
رخ پہ جو تمہارے خم ابرو نظر آیا

قاتل ادب ذبح سکہا یا کیا ہر روز
برسون مرا سینہ تہ زانو نظر آیا

سرمے کا جو دنبالہ تری آنکہ مین دیکہا
اک ناوک مژگان پس آہو نظر آیا

٧٨ **ولہ** ٧

گلے مین بخت کی اونکا بہی کچہ قصا نکل آیا
ہوی تہی صلح کس مشکل سے پہر جہگڑا نکل آیا

مین اپنے شور کے صدقے کہ دیکہا آج تو اسکو
پہرا غصے مین گہر سے شوخ بے پروا نکل آیا

ندامت جو ہوی دین گالیان افسانہ گو تو نکو
وہ سنتے تہے کہانی ذکر کچہ میرا نکل آیا

کسیکا گہر نہین یہ تو گلی ہی سوچ او ظالم
گہر کتا کس لیے ہی جہولکہ اسجا نکل آیا

مری تقدیر بدلی ضعف سے آواز کیا بدلی
وہ اپنے ولمین دشمن کے صدا سمجہا نکل آیا

جو سچ پوچہو تو صدقے مین تمہارے عکس عارض کے
کنول سینے لہو دلونکے رنگ غنچونکا نکل آیا

٧٩
نسیم اونکو جو اپنا جذب خاطر اسطرف لایا
گلے مل مل کے رونے کو صلہ دلکا نکل آیا
١٤

قلق سے دم لبونپر خواہش دیدار مین آیا
وہ آیا بہی تو چہپکر پردۂ اسرار مین آیا

رقیبونکو جلایا آئنہ کی دیدبازی نے
دل عاشق نئی صورت سے بزم یار مین آیا

سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سے
صحیفہ موسم گل کا خط گلزار مین آیا

برابر عاشق و معشوق کو رکہا مقدر نے
وہ ملک حسن مین مین عشق کی سرکار مین آیا

ہمارا بہی نہ [illegible] ہر وا تہا نہ اترا او
وہ کافر ہی جسے شک رحمت غفار مین آیا

[illegible] حالت دیکہ کر شیخ و برہمن کے
کہ ہر نادان فریب سبحہ و زنار مین آیا

بہت مشکل ہے رہنا پاکدامن لوٹ دنیا سے
او لچہ کر رہگیا جو وادی پر خار مین آیا

برہمن دیر کو راہی ہوا اور شیخ کعبے کو
نکل کر اس دو راہے سے مین کوی یار مین آیا

خط شبرنگ نے آکر مٹائی حسن کی قیمت
خبر لو نہجی کہ بال آئینۂ رخسار مین آیا

برا ہے جان جان دل توڑنا امیدوارونکا
خلاف وضع ہرگز فرق کچہ اقرار مین آیا

نہین کرتے تمیز نیک و بد کچہ رند بد مشرب
بنے گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا

گڑے جاتے ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے
الٰہی کونسا سرو روان گلزار مین آیا

٨٠ ولہ ١٥

بہلا کیا خاک زیر خاک پایا
گریبان کفن تک چاک پایا

ملا کیا اور رونے سے مگر اشک
حباب دیدۂ نمناک پایا

مزا بخشا تری صید افگنی نے
کہ مرکر گوشۂ فتراک پایا

کہلی گر آنکہ بہی تو کچہ نہ دیکہا
کہ سر پر سایۂ افلاک پایا

دم خلقت جو ہستی پر نظر کی
بشر کو ایک مشت خاک پایا

لیا بوسہ تو فرمایا بگڑکر
نہایت آپ کو چالاک پایا

زمانے مین زبان یار تہا مین
کہ جب پایا مجہے بیباک پایا

کہان خونریز عالم اور ایسا
غنیمت تجکو او سفاک پایا

تہا کچہ زلف برہم ایجنون مین
جو یون ہر تار دامن چاک پایا

دل ناخن زوہ کیونکر نہ چمکے
کہ اسنے جلوۂ حکاک پایا

دم مستی نہالان چمن کو
بہت تاکا تو نخل تاک پایا

ٹہہر اسے حسرت دل اور تجکو
انیس خاطر غمناک پایا

اثر زاہتا وہ حال وحشت دل
قلم کے بہی جگر کو چاک پایا

وہ گرمی تہی تب سوز نہان سے
ہما نے استخوان کو خاک پایا

٨١ محبت مین نسیم دہلوی کو
غلام سرور لولاک پایا ١٤

یقین کو اپنے عاشق نے ہمیشہ بے خلل پایا
تصور جب ہوا صادق تجھے زیر بغل پایا

مقام ناز کیا ہی سینۂ عاشق مین آنے سے
جناب عشق نے لوٹا ہوا دل کا محل پایا

فراغت کب میسر آی وحونکی کشاکش سے
نہین خالی شقت سے کبھی سست اجل پایا

نہ غم ہے رنج اوٹھانیکا نہ کھٹکا ہے جگانے کا
نہایت بے تردد آنکھ نے خواب اجل پایا

دم طفلی سے جانین سیکڑون قربان ہوتی ہین
تمہاری مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا

نہین ہے لیے ہو وہ سید جنکو قسمت پیچ دیتی ہی
ہمیشہ طرہ ای زلف مین شانے نے بل پایا

اسیکی مہربانی سے یہ تکلیفین اوٹھاتے ہین
دل مضطر کو ہمنے دشمن زیر بغل پایا

پسند طبع ہوتا ہی جو معشوقونکو مرجانا
ہمیشہ روحکو عاشق کی مشتاق اجل پایا

حقیقت مین پسند طبع صانع بی لباسی تھی
کہ جان لیے تن کو تن نے جان کو عریان ازل پایا

مگر صحبت ناجنس ہے تو تیر گھٹتی ہے
ملی جب نقرہ و مس ہے تیسیم و غسل پایا

خدا کی راہ مین مرنا حیات جاودانی ہی
فنا ہو کر بقا کی لطف کو نعم البدل پایا

نہین خالی رہیگا کوئی آشیب زمانہ سے
کسیکو آج حاصل ہے کسی نے رہکے کل پایا

الٰہی روز سیہ جائی ہو ہین وہ فتنۂ عالم
مزا لوسونکا ہمنے آج بیرد وبدل پایا

٨٢ نسیم اطراف مضمون کسقدر سرسبز ہین دیکھو
زمین شعر مین جسپر عرق ریزی سے ہمنے عمل پایا ١٦

چھ انمین لقمہ ہی لییے مقفر ظالم نے کم پایا
کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا

مکان ہو تو مکین ہوتے ہین انکے خود غیب سے پیدا
کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا

بشر کا ایکصورت پر ارادہ رہ نہین سکتا
کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا

کمی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی تحتی نے
مری آنکھونکو دامن نے سدا ابر کرم پایا

نہین ممکن جدائی رات اور دنکی تسلسل مین
بشکل عاشق و معشوق دونونکو بہم پایا

کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنیکے
اوسے بالای سر دیکھا جسے زیر قدم پایا

رہا ترک ادب کا پاس مجکو اسقدر باقی
مین دوڑا سر پہ لینے کو جسے تیرا ستم پایا

بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے
ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا

ہزارون منتین کین پر خلاف اوسکی نہین دیکھا
تمہاری ہٹ کو بھی ایجان جان ہمنے قسم پایا

جہان سینے مین دل ہی آرزو بھی ساتھ ہی اوسکے
ہمیشہ دو لبونکی طرح دونو کو بہم پایا

جھکا دیتی ہے حاجت بیشتر عالی مزاجونکو
سدا اپنی سر مضمونکو پابوس رقم پایا

نکل جاہین گے ولین صلح جو کہ آئین گے
کہ گردش کو مری مضمون نے میدان قلم پایا

تصور میرا مجسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے
کہ جب مینے اسی دیکھا ہم آغوش صنم پایا

فراموشی ہوئی غالب ہے اپنی رحکو حاصل
ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا

تصدق جائیے سو سو طرح تقدیر عاشق کے
ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام عدم پایا

۸۳
نسیم اب شکر کی جا ہی لحاظ انکار کا ٹوٹا
ملی ہمکو اجازت لطف پہلو سے صنم پایا
۶

مقام شکر ہے جلاد سے گر زخم تن پایا
نہ مدفن بھی ہنسنے کے لیے ہمنے دہن پایا

نہ خوش آیا ہمین کچھ اس دل افسردہ کی باعث
نہ راحت دشت مین دیکھی نہ لطف افزا چمن پایا

بشکل شمع ساری رات رو رو کر بسر کی ہے
یہی اس عالم فانی مین لطف انجمن پایا

پریشانی مین کاٹی عمر جبتک دم رہا باقی
نہ کچھ لطف سفر دیکھا نہ راحت از وطن پایا

ہوئی بخشش جو قسام ازل کی مہربانی سے
تو روح ناتوان نے اپنے خاکی پیرہن پایا

۸۴
نسیم ابتک یہی ہمدم ہین ہر پری مین جدائی کے
کسی دن بھی نہ ہمنے کم تمہارا بانکپن پایا
۷

افتادگی نے اور ہی عالم دکھا دیا
نقش قدم سمجھ کے ہر اک نے مٹا دیا

پردرد اسقدر تہی مری داستان غم — دریا بہا دیا جسے قصہ سنا دیا

احسان بڑا یہ تو نے کیا ہمپہ اے صبا — اک مشت خاک تہی سو اوسے بہی اوڑا دیا

سمجہا وہ کہیل کار قضا و مسیح کو — مارا جو چشم سے تو لبون سے جلا دیا

ہین عندلیب نالہ کی زور ونیہ چہپے — داغون سے نے بوستان مرا سینہ بنا دیا

یہ حسن تہا کہ آنکہ ہماری جہپک گئی — پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹہا دیا

۸۵	گم گشتگی نصیب کے دیکہو تو اے نسیم قاتل نے یاد کر کے مجہے پہر بہولا دیا	۱۵

دل کسی مشتاق کا ٹھنڈا کیا — خوب کیا آپ نے اچھا کیا

آج جیسا انکے کچہ اور ہے ہے — چاہنے والا کو سے پیدا کیا

ہاے رے پیمان شکنی کے مزے — جب مین گیا وعدہ فردا کیا

کچہ تو کیسے انہین سمجہا دیا — ہم جو گئے آج تو پردا کیا

گو کہ نہ تہا میری طرف منہ مگر — ترچہی نگاہون سے وہ دیکہا کیا

آہ کے تقصیر نہین ہے مگر — بے اثری نے مجہے رسوا کیا

کہ کے لے آتے ہین تمہین ہوشیار — یہ نہ کیا ہمنے تو پہر کیا کیا

موت کے صدقے کہ یہ کہتی تہی وہ — آج نہ اوسنے کو سے پہیرا کیا

آپکی احسان کی تعریف ہے — مینے اگر شکوۂ اعدا کیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے — تمنے تو خود آپ کو رسوا کیا

قدر میری تمنے نہ کی ورنہ مین — کیا کہون کیا آپ کو سمجہا کیا

مینے تو اے جان جہان جان دی — تمنے ادا حق وفا کیا کیا

پہر وہ نہائے عرق شرم مین — کسنے مرے عشق کا چرچا کیا

ہین دل صد چاک کا کہتا تہا حال — شانہ عبث زلف سے اولجہا کیا

٨٦	اوسکی نظر مین ہوا ہلکا نسیم مجھسے مرے شوق نے کیا کیا کیا	١٧

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا ۔۔۔ نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا
نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون ۔۔۔ نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری ۔۔۔ ابھی آفت زدون کا پوچھنا کیا
ندو مجھکو مبارکباد بے سود ۔۔۔ بری ہی تقدیر والون کا بھلا کیا
یہ کیون چتون پھری کیون آنکہ بدلی ۔۔۔ بھلا مینے قصور ایسا کیا کیا
کب اوس کوچے مین پھیریگی مری خاک ۔۔۔ نہوگا کوئی احسان ہوا کیا
امید اوس سے غلط سمجھا یہ اودل ۔۔۔ ستمگر سے تمنائے وفا کیا
بڑھا کر ہاتہ لین اونکو یہ مشکل ۔۔۔ نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا
نہ گھبراؤ ابھی کروٹ نہ بدلو ۔۔۔ ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا
یہ کبتک پارسائی عاشقونسے ۔۔۔ محبت ہی تو پھر ایسے حیا کیا
جگر پانی ہی صدمون سے اودل ۔۔۔ مرے سینے مین او ظالم رہا کیا
کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم ۔۔۔ کرین گے شکر تیرا ہم ادا کیا
نہین ممکن کہ تجھکو رحم آتے ۔۔۔ وہ مین کیا اور میری التجا کیا
معاذ اللہ گر ہے نوجوانی ۔۔۔ رہوگے عمر بھر تم پارسا کیا
کہان ہی درد دل مین جو کہو ہاے ۔۔۔ مزا دیگا ہمارا ماجرا کیا
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی ۔۔۔ تعجب ہی یہ مجھکو ہوگیا کیا

٨٧	نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو یہ چرچا ہو رہا ہے جا بجا کیا	٩

رحم سوئے خاطر ناشاد کیا ۔۔۔ مہربان بھولے ہوؤن کی یاد کیا

کب وہ آتے تھے کہ مین راضی ہوا
منہ دکھانے کی مجھے فریاد کیا

رہتین ہونگی نصیب دشمنان
مجہپر احسان مبارکباد کیا

کس ستم سے پھیرا ہمنے منہ
کہہ رہا ہے او ستم ایجاد کیا

قتل بھی کرتا نہین اتنا تو کہہ
آرزو ہے تجھکو اوجلاد کیا

چاہتے تھے جنکو اونکی تو خبر
پھر رہے ہو اپنے گھر مین شاد کیا

ہاے وہ حسرت جو میرے دلمین ہے
اونکی پرسش او ستم ایجاد کیا

یہ وہ لذت ہے کہ جو آئے نہ یاد
بھول جاینگے تری بیداد کیا

۸۸	لکھہ بطرز خود غزل کوئی نسیم امتحان خاطر آزاد کیا	۷

وہ نہین تمکو نہوگے یاد کیا
ایسے ملنے کی مبارکباد کیا

کچہ اثر مجہ مین نہ میرے شور مین
ہاے مین کیا اور مری فریاد کیا

بندہ پرور یہ بناوٹ تو معاف
تم بھلا مجھکو کروگے شاد کیا

مین ابھی راضی نہین ہان اور بھی
کچہ نئی گھاتین نہین ہین یاد کیا

دل دھڑکتا ہے تامل سے تری
سوچتا ہے جی مین اوجلاد کیا

چاٹتا تھا تیغ خون آلود کو
تھا حریص لذت بیداد کیا

۸۹	فکر بے پہلو سے حاصل کیا نسیم ہو گئے اسمضمونسے خاطر شاد کیا	۱۹

اے مرگ دیکھتی ہے نہین بار بار کیا
سینے کے زخم بھی ہین شگاف مزار کیا

بدلو جو رنگ روکیطرح اختیار کیا
اے جان امید وعدہ پہ اعتبار کیا

اس وصل مین فراق فلک بھی نکر سکا
لپٹے ہوے ہین دامن لیل و نہار کیا

آنکھین کھلی ہوئی ہین جھپکتی نہین پلک
تکلیف نزع بھی ہے شب انتظار کیا

بھرے ہو تم بھی ناصح نافہم کسطرح
جو پوچھتا ہوں پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے مرگ سے کیونکر کروں سوال
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا

کب ہی فریب راحت دشمن پہ اعتماد
تلوے کھجائے کی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہے مثل روح جو آغوش پر خراش
معشوق آبلہ ہے کو ہی نوک خار کیا

سائل ہوں ایک بوسہ کا دو چار کا نہیں
ہیں طول مدعا میں کروں اختصار کیا

انجام دیکھتے نہیں آغاز کے سوا
ہے طول زلف رحمت پروردگار کیا

بیتا ہو سکے نازو ٹھائے ہیں رات بھی
تھا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہیں
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کے آنکھیں نکال لیں
دیکھیں گے شکل راحت خواب مزار کیا

مانند بوسہ چار لبوں میں نہاں ہوں نہیں
پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا

نیلی سے دیدے اک کفنی دو دو آہ کی
اے روح پوشش بدن سوگوار کیا

چکر میں ہی نصیب تو گردش میں آرزو
ہم دور آسمان ہے مرا روزگار کیا

جھگڑے میں ہوں کشاکش انفاس کی طرح
کم ہو سکے گا مشغلۂ انتشار کیا

مانند روح قید تعلق سے عار ہی
جب جسم ہی نہیں تو نشان مزار کیا

٩٠ — بدلا ہوا ہے رنگ مزاج اندلون نسیم
دیکھیں جہاں کا گلشن ناپائیدار کیا — ١٧

قالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا
اور مرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا

مجنوں کی سرگذشت نہایت ہوی پسند
اے دوست بے اثر تھا ہمارا فسانہ کیا

شب کیا ہوئی جہان میں اندھیر ہو گیا
بدلا ہی ایک رنگ میں رنگ زمانہ کیا

یاران غمگسار بہت جلد اوٹھ گئے
کیا ہو گئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا

مانع ہوی حنا سی قدم گل خرام کی
دیکھیں تو آج یار کرے گا بہانہ کیا

او وہ دن کے شور رہین تھے حسن ملیح کے
اے دوست یہ رہے گا ہمیشہ زمانہ کیا

آغاز گفتگو ہی سے ہین بدگمانیان
سمجہا سے کوہی دوست او نہین ستانہ کیا

یہ بے کسی دکھاتا ہی چالاکیون کے زور
رہوار عمر کو غلش تازیانہ کیا

ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بے ثبات
کھینچے گا پہر عدم کیطرف آب و دانہ کیا

زلفو نکی بہی ہوس ہی محبت ہی خال کے
لاوے گا اپنے دام مین ہمکو یہ دانہ کیا

منظور جبہ سائی عاشق نہین تجہے
خالی پڑا رہے گا یون ہی آستانہ کیا

مقتل مین ہی اجازت جار و بعد قتل
قاتل بگڑ پڑے گا نماز دوگانہ کیا

عاشق کا دل ندیکہ کہ جاتی رہین جو اس
نظارہ سوی سینہ صد چاک شانہ کیا

رویا یہ آسمان کہ ہی تر دامن زمین
مطرب نے میرے حال کا گایا ترانہ کیا

دیکہا او دہر کو تو نے پڑا تیر نازادہر
استاد رخ بدل کے اوڑایا نشانہ کیا

خط ناتمام سائل خصت ہی مرغ روح
قاصد سے پہلے ہوگا یہی خود روانہ کیا

١٥	کیا تاب مدعی جو زبان تک ہلا سکے لکھی نسیم نے غزل عاشقانہ کیا	٩١

او وہ نہ آئینگے احباؤ نکو سمجہائینگے کیا
پہلی ہی قسمت نے ٹہرا دی ہی ٹہر آئینگے کیا

واہ ای قسمت کہ رہی ہین دور ہی سے دیکہکر
کس لیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا

دیکہ لے تاثیر او نکی بہی فراق یار مین
نالی خود شرمندہ ہین منہ تک مرے آئینگے کیا

غیر ممکن ہی کبہی آرام سے سوئین جو لیں
ہاتہ تو کہچتا نہین ہی پانو پہیلائینگے کیا

اونکی بیرحمی سے کب ڈرتا ہون جو خنجر ہو لحاظ
منہ تو دکہلاتی نہین آنکہین وہ دکہلائینگے کیا

آپکو فرصت ملی رسوائیون سے میجال
اور میرے طرح سی عاشق نہ ہو جائینگے کیا

کب توقع ہی وہ آئین لاش عاشق دیکہنے
ہمنے مانا جان ہی کہوئی تو پہر پائینگے کیا

بعد مرنے کے رہین گے داغ سینہ جلوہ گستر
گلشن تصویر سون مین پہول مرجہائینگے کیا

سر بکف پھرتے ہین مدت سی امید مرگ مین / کھینچ کر تیغ دو دم مجکو وہ دھمکا ئینگے کیا
یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائینگے / حور و غلمان مین پری مجکو بھلا بھائینگے کیا
رہ گئی ہین لوٹ کر شانی ہین گیسو کی جو بال / اُن سے مردہ ہین یہ ویسے دوست لہرائینگے کیا
جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج / کیون بلایا ہی مرے سر کی قسم کھائینگے کیا
کسطرح بہلائینگے مجکو یقین آتا نہین / حور و غلمان بھی تمہاری شکل بنجائینگے کیا
گھورتا ہی یہ او نہین وہ میل کرتا ہی ادا / دیدہ و دل میرے مجکو باتین سنوائینگے کیا

۹۲	یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرین وہ اے نسیم عاشقون کو دیدئے بھی اپنی ترسائینگے کیا	۹

اضطراب دل مرا آخر مزا دکھلا گیا / اپنی بیتابی سے کہین حد او سے رحم آگیا
ہای قسمت منتو نسے میری راضی تہی مگر / کچھ لحاظ پاک دامانی او نہین سمجھا گیا
دیکھکر خنجر بکف مجکو امید مرگ مین / ہنسکے فرمانے لگے مرنا تجھے بھی آگیا
کیا کہون دیکھو دیکس کس نے جوش شوق مین / تیری صورت بنکی جو آیا مجھے ترسا گیا
دیکھی حکم قتل میری لاش پر رونے لگا / تجھی مروت تھا نہایت درد و الفت آگیا
کی صبا نے کوئی گستاخی مقرر زلف سے / سامنے آنکھونکے اک دود جگر سا چھا گیا
تو نے اتنا بھی نہ پوچھا کی سبب بارش ہی کیون / مدتو تھا کب ابر گریہ روز منہ برسا گیا
ایک بوسہ بھی نہین اچھی طرح لینے دیا / بولے جھنجلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا

۹۳	دیکھیے عمر دو روزہ مین ہو کیا صورت نسیم ایک ہی لقمی مین غم سارا کلیجا کھا گیا	۷

خندہ کیون لب پر ترے او محو بیداد آگیا / کیا تجھی کوئی ستم بھولا ہوا یاد آگیا
شومی تقدیر بد پر ناز کرنا چاہیے / سو ہی گل دیکھا نہ تھا ہمنے کہ صیاد آگیا
وصل کی شب تا سحر لو بہتی تبسم نی لیے / ہجر مین منہ چھپنے کو جوش فریاد آگیا

دے مبارک باد آزادی اسیرونکو اجل ۔۔۔ پانوسے زنجیر نکلے سر پہ جلاد آگیا
رک گیا ساقی کا جی رندونکے چہرے ہین اداس ۔۔۔ دیکھ تو محفل مین تیرے کون ناشاد آگیا
ہاے بہیجا ہی رقیبون کو عیادت کیلیے ۔۔۔ ہمکو تیرے رحم مین بہی لطف بیداد آگیا

۹۴ دید کے قابل ہی اوسکی نا امیدی ای تسنیم
ہاے وہ طائر جو زیر دام صیاد آگیا ۱۴

زخم بالیدہ ہوے وانعونپہ جوبن آگیا ۔۔۔ پرورش پا پا کیا جو زیر دامن آگیا
دور ہی امید آخر کہینچ لائے متصل ۔۔۔ دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا
اشک خون آلودہ سے ہی پیرہن بلبل قریب ۔۔۔ اور ہی رنگینیون پر اب تو دامن آگیا
کونسا یہ خاکسار آتا ہی دیکھو شہسوار ۔۔۔ اک بگولا سا قریب گرد توسن آگیا
دست وحشت نے مٹا دی آج دونکی خلش ۔۔۔ کچھ گریبان جہک گیا کچھ پاس دامن آگیا
شورش ہرجین محشر نے جگایا تہا مگر ۔۔۔ میری آنکہونکو لحاظ خواب مدفن آگیا
بہ گیا دل خون ہوکر رہگیا درد فراق ۔۔۔ دوست کے بدلے مرے پہلو مین دشمن آگیا
توڑکر تسبیح میل رشتۂ زنار ہے ۔۔۔ بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا
دشمنونکی پردہ پوشی کی ہوائے شوق نے ۔۔۔ گردونمین خار کے پیراہن تن آگیا
آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی ۔۔۔ مثل اخگر دل تہ دامان گلخن آگیا
باغ عالم مین بشکل بلبل تصویر ہون ۔۔۔ کچھ غرض رکہتا نہین گر سوئی گلشن آگیا
صورت سوزن بناکر بخیہ گر کے ہاتہ مین ۔۔۔ بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا
ای فلک شاید گمان خندہ اسیری ہوا ۔۔۔ جو لب زخم زیر مشق سوزن آگیا

۹۵ آج راحت پاے احسان اجل سے ای تسنیم
فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بد ظن آگیا ۱۰

کیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا ۔۔۔ اف تک نہ کرسکے کہ جگر سے گذر گیا

جوش سرشک ودیدۂ ترمین کمی کہان
دریا یہ وہ نہین کہ چڑہا اور اوتر گیا

اللہ رے سیاہی شام شب فراق
مجہسا امیدوار اجل صاف ڈر گیا

روز جزا ہی پاس رضا آ گیا مجہے
منکر ہوے وہ قتل سے مین بہی مکر گیا

چلا رہا ہون یاد دل گم شدہ مین
اے میرے لاڈلے میرے پیارے کدہر گیا

جاگو غنودگان اجل خواب تا بجا
تا جیب طول چاک قبای سحر گیا

اللہ رے کرشمۂ تیغ ادای یار
کوی ذبح ہوے طپان کوی مر گیا

اب دست احتیاج اوٹہانے سے فائدہ
برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا

تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کہو دیا
افراط نازکی سے گمان کمر گیا

96 — سمجہا مذاق شعر ہمارا وہی تسنیم
طی جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا — 15

کس منہ سے کہتے ہو کہ ترا وقت ٹل گیا
کچہ آپکا مزاج نہ تہا جو بدل گیا

خالق کو تہی پسند جو برگشتگی مری
پتلا ہزار بار بنا اور بدل گیا

اب جای خون دہان جراحت مین پیپ ہے
کیا انقلاب ہے کہ لہو تک بدل گیا

مانند طفل اشک ہون ابتر سرشت مین
پیدا ہی ہوتے آنکہ سے باہر نکل گیا

انجام عمر سے بڑہی کیا کیا خمیدگی
دن کم رہا تو سایۂ دیوار ڈہل گیا

اللہ رے بیکسی کہ یہ نوبت ہے آجکل
ارمان تک بہی دل سے ہمارے نکل گیا

پہبتی سنائی یار نے آتے ہلال عید
ملنے کو جہک کے مین جو قریب بغل گیا

ہان التفات یار سے بیمار جان بلب
اچہا تو کیا ہوا ہی مگر کچہ سنبہل گیا

بوسون سے غیر کے لب شیرین ہوئے ہین تلخ
بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا

کب بہی کی شکل نہ پیش نظر رہے
کس روز تیرے طرۂ گیسو سے بل گیا

ممکن نہین کہ راست کبہی کج مزاج ہو
اس چرخ پیر کا نہ جو اونسے بل گیا

پھر کہدیا کچہ اوس بت وعدہ خلاف نے — پھر کچہ دلون مریض محبت سنبھل گیا
تھا خوف اسقدر چمن روزگار سے — جب کوئی گل ہنسا تو مرا جی دہل گیا
صیاد ساتہ ہی چمن کائنات مین — قسمت کو کیا کرین گے اگر دل بہل گیا

۹۷	مدت کے بعد ربط سخن پھر بڑہا نسیم مضمون کی تازگی سے ذرا دل بہل گیا	۱۱

ٹھیرے او کھڑکے سانس صبح او وقت ٹل گیا — سنتے کچہ اور ہان کہ مین پھر سنبھل گیا
شانے کی رسی یہ کچی کیا مثال کی — ہم بندگی کرینگے جو زلفون سے بل گیا
دوڑو خدا کیواسطے دیکھو تو کیا ہوا — کہتا ہی کوئی ہائے کلیجا نکل گیا
کیون لائی دوست اوسکو عیادت کیواسطے — دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا
موقوف کر لگائیگا پھاہی کہان کہان — اے چارہ گر تمام کلیجا ہی پھل گیا
جھوٹے تسلیون کی توقع گذر گیئی — جلد آ ترے مریض کا منکا بھی ڈہل گیا
افسوس کر رہا ہی وہ پہچانتا نہین — اس حال پر نثار مین ایسا بدل گیا
توبہ تو ہی بلا سے جو ویسا نہین ہی دل — زاہد بشکل شیشہ ہی کیون آبل گیا
افسوس ہم جہان سے بے آرزو چلے — لو وہ بھی آکے خود کف افسوس مل گیا
دیکھا جو اوسکو آنکہ جھپکی کچہ نہ کہہ سکا — واعظ کا بھی قدم نجانا او پھسل گیا

۹۸	سامان سفر کی ساتہ ہین ہر وقت ای نسیم کیا خاک اس جہان مین مرا جی بہل گیا	۱۴

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکل گیا — تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکل گیا
تکلیف ہو نہ بات زوقاتل کو اس لیے — اک ایک استخوان مری تن سے نکل گیا
کیا تنگ گورکن دل بیتاب سے رہے — تڑپا مین جب مزار کہن سے نکل گیا
کیا کیا نہ دود آہ نے کین سر بلندیان — ایسا بڑہا کہ چرخ کہن سے نکل گیا

اللہ رے سوز رہا نہ ابھی تاب بندہی نہ تھے
شعلہ بھڑک کے تارِ رسن سے نکل گیا

بخشی ورازوستی وحشت نے مخلصی
لاشہ مرا حجاب کفن سے نکل گیا

اب جا ہی حسن سبزۂ نوخیز سے نمود
آبِ حیات چاہ ذقن سے نکل گیا

لاشہ مرا لحد سے ہوا جا کے ہمکنا
دولہا کا اشتیاق دولھن سے نکل گیا

مضمون آبدار نے جنبش لبوں کو دی
گوہر سخن کا دُرجِ دہن سے نکل گیا

تن کاہشِ فراق سے مثلِ خیال تھا
گذرا لحد سے صاف کفن سے نکل گیا

پائی نہ قدرسیری سہی قد کے روبرو
بل راستی کا سرو چمن سے نکل گیا

اصلاح کی یہ نکہت گیسوے یار نے
سوداد ماغ مشکِ ختن سے نکل گیا

رخ جلوہ گر ہوا شب زلف سیاہ سے
مدت کے بعد چاند گہن سے نکل گیا

یاران رنج دوست نے دیں وہ اذیتیں
میں منہ چھپا کے اپنے وطن سے نکل گیا

99 بالغ ہوئے نہ کچھ سپرِ آسمان نسیم
ہر تیر آہ چرخ کہن سے نکل گیا 13

جب اختیار قیس سخن سے نکل گیا
نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا

کیا رنج ترک صحبت احباب کا ہوا
دو چار کوس جب میں وطن سے نکل گیا

آئی نظر نہ تربت پروانہ جب کہیں
ہر اشکِ شمع بہ کے لگن سے نکل گیا

کیا حال دل چھپے کہ جہاں دو گواہ ہوں
رو کا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا

باقی رہے صراحیِ غنچہ نہ جام گل
سامانِ انبساط چمن سے نکل گیا

دنیا کے رابطے سے مرادِ دلی ملے
مردوں کا کام صحبت زن سے نکل گیا

زلفیں ہٹا کے بوسہ رخسار لے لیے
مطلب ہمارا سانپ کے من سے نکل گیا

اے دل ہزار حیف جو مقتل سے ہٹ گئے
وہ سور بھی نہیں ہیں جو رن سے نکل گیا

دامن تک اشک آ کے نجائیں گے آنکھ میں
پھرتا نہیں گہر جو عدن سے نکل گیا

رشک اسقدر دیا لب و دندان یار نے | گوہر عدن سے لعل یمن سے نکل گیا
رہوار عمر کی نظر آئی نہ گرد تک | توسن کمال تیز تہا سن سے نکل گیا
افسون دلفریب سے ہم آشنا نہ تہے | آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا

١٠٠ کس دہوم کی پڑھی ہے غزل آپنے نسیم
تحسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا ١١

دسے لگے آتے ہی یہ نقشا ہو گیا | کیا بتاؤن دوستو کیا ہو گیا
تمنے فرصت پائی گہر بیٹھے طبیب | مرگیا بیمار اچھا ہو گیا
کر چکا تہا کام افسون رقیب | آج ہمسے اونسے پرچا ہو گیا
اونپہ دل آیا بڑی مشکل پڑی | مدعی پہلو مین پیدا ہو گیا
ہاے بیتابی نے میری کیا کیا | حال سب اونپر ہویدا ہو گیا
ایک ظالم پر طبیعت آ گئی | پہر وہی اب حال میرا ہو گیا
شکر ہے پیدا کیا خالق نے جسم | روح کا کچھ ونکو پردا ہو گیا
کہل گئے زخمون کے منہ اچہا ہوا | درد کے بڑہنے کو رستا ہو گیا
تو ہی چل اے روح جوش شوق ہے | خط کے آنے مین تو عرصا ہو گیا
وقت بد کچھ پوچھ کر آتا نہین | ہنستے ہنستے اونسے جھگڑا ہو گیا

١٠١ حال کیون ابتر ہے اسدرجہ نسیم
سچ کہو دل کسپہ شیدا ہو گیا ١٠

مجکو سمجھاتا تہا یا تو آپ شیدا ہو گیا | مین تو دیوانہ تہا ناصح تجھے کیا ہو گیا
آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تہے | میرے لاشے پر جو وہ آئی تماشا ہو گیا
مین نہ کہتا تہا نہ دیکھو آئنہ اچھا نہین | صدقے جاؤن حال میرا سا تمہارا ہو گیا
ہتو فہ افے کا اسکے ہر طرف اک دہوم ہے | مرگیا گو مین بلا سے نام تیرا ہو گیا

شکر ہے دنیا سے اوٹھا آج سیدا آپکا
جان دنیا اس مرض اسکے کو اچھا ہوگیا

دشمنی کی مجھسے میرے ازو یادِ شوق نے
اضطراب ایسا بڑہا آخر کو پیدا ہوگیا

سو گئے اونکے فریب وعدہ سے شب کٹ گئی
ہاے اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہوگیا

کوئی ناواقف اگر کہتا تو کہتا غم نہ تھا
کیون جی تم بہی مجھکو کہتے ہو کہ سودا ہوگیا

یہ فکا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتے رہے
مجھکو حیرت ہے خدا جانے مجھے کیا ہوگیا

۱۰۲ پھر وہی دہومین پڑین وحشت کی میری اے نسیم
پھر وہی جوش گذشتہ دلمین پیدا ہوگیا ۱۲

تیرے بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہوگیا
تو نرالا کیسا ہوا عالم نرالا ہوگیا

شام مرقد چاندنی تہی تیرے رخکو دیکھنے سے
چاند پھر سامنے آیا اوجالا ہوگیا

وہ سنجی تہا بعد مردن دین ہمکو ہڈیان
گوشت باقی تہا سو مرقد کا نوالا ہوگیا

حلقۂ رخ زلف تہی تہا نور رخ کا گرد زلف
ہالۂ مہ شب سوہی مہ شب کا ہالا ہوگیا

اوس گل کو زندگی تہی زہر ہو دی کو ہوئے
سانپ لے جاتی جو شبنم منہ مین جہالا ہوگیا

ساغر امید بن جاتی ہے انسا نکی دعا
ہاتہ جب سوئے فلک لے اوٹھا پیالا ہوگیا

دل مشبک ہی تو سینہ ہر طرف سی ہے شگاف
تیرے مژگان کا تصور ہمکو بہالا ہوگیا

ابر نیسان کی پڑین بوندین جو تیرے لعل پر
موتیونکا گرون افعی مین مالا ہوگیا

مر گئے تیغ نگاہ یار سے جہگڑا مٹا
چین بر سون کا ہوا دم بہر کسالا ہوگیا

انتظار سنگدل مین سنگ سے پر آنکہ ہے
تا بدامن اشک آئی آتے ژالا ہوگیا

پہر خم شمشیر ابرو کا ہوا سودا مجہے
زخم خشکی پر نہ آیا تہا کہ آلا ہوگیا

۱۰۳ تاریخ مغفور تہا اوستاد یکتا اے نسیم
لکھنو والون مین وہ سب سے نرالا ہوگیا ۱۱

جان بلب ہون جبسے وہ بیرحم بدظن ہوگیا
حال میرا اب مبارک بادِ دشمن ہوگیا

کچھ عجب تاثیر تھی اوس بت کے نظارے میں بھی
جو مسلمان اسطرف گذرا برہمن ہو گیا

صدقے میں کتنا تر ا تیر نظر بیتاب تھا
چھد گیا پہلو کبھی سینے میں روزن ہو گیا

سب بے ہوا اوڑتا ہوں جب بیتابیان کرتا ہے دل
کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہو گیا

مین بھی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ نہو
اب یہ وہ کوچہ کہان لوگون کا مدفن ہو گیا

ہای کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہو گیا

وہ توقع تجھ سے برآئی جو مجھکو اوس سے تھی
او عدو کے دوست تو بھی ابتو دشمن ہو گیا

حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا
پاؤن میرا شانہ آغوش آہن ہو گیا

ٹہرہ کے ٹہیرا جب یہ سمجھا مین کہ وہ آتی نہین
بارہا میرا تصور مجھکو رہزن ہو گیا

سوز پنہان کی یہ کثرت تھی کہ ہر ہر استخوان
رات کو مثل جبین صبح روشن ہو گیا

۱۰۴	سر اوٹھانے کی کہان طاقت لب مردن نسیم آج تو احسان قاتل بار گردن ہو گیا	۹

لو فراغت ہو گئی کیسا سبک جان ہو گیا
چاک دامن ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا

عشق مین زلف و رخ کی بوالعجبی تمثال کی
کوئی ہندو ہو گیا کوئی مسلمان ہو گیا

گھٹتے گھٹتے ناتوانی سے وہ ہون کاہیدہ تن
ذرۂ افتادۂ ریگ بیابان ہو گیا

آنکھین دکھلاتے ہین مثل پاسبان منکر نکیر
کنج مدفن بھی مجھے قسمت سے زندان ہو گیا

کی گہر ریزی ہمارے آبلون نے ٹوٹ کر
تھا متاع عمر جو وقف بیابان ہو گیا

حسن جانان نے کیا گر ماہ کامل کو خجل
داغ میرے داغ سے مہر درخشان ہو گیا

آتش جانسوز نالہ شعلہ ہای آہ دل
ایک مشت استخوان پر سبکا احسان ہو گیا

ناتوانی نے یہانتک آج کل تاثیر کی
نالۂ زنجیر کا بھی شور پنہان ہو گیا

۱۰۵	کچھ نہین لطف چمن کی ہمکو خواہش ای نسیم شکل گل ہر زخم دل سینے مین خندان ہو گیا	۹

التماس شکر مین دل رہ گیا
سر پہ کچھ احسان قاتل رہ گیا

رحم آیا ناتوانی پر مرے
ذبح کرتے کرتے قاتل رہ گیا

تمنے اک بوسہ دیا احسان کیا
بات میری رہ گئی دل رہ گیا

صلح کی امید پھر کل پر گئی
سہل ہوکر کارِ مشکل رہ گیا

تیری جلدی سے نہ بر آئی مراد
اے اجل دیدارِ قاتل رہ گیا

کاوشِ صیاد نے فرصت نہ دی
دل مین ارمانِ عنادل رہ گیا

جلوۂ رخسار نے ساکت کیا
آئنہ ہوکر مقابل رہ گیا

غیر ممکن ہے کہ آسان ہو سکے
رہ گیا جو امرِ مشکل رہ گیا

۱۰۶	پھر طبیعت اپنے گھبرائے نسیم امتحانِ فکرِ کامل رہ گیا	۱۰

ہر رفیقِ بیکسی منزل بمنزل رہ گیا
گر پڑا آنسو کسی جا پہ کہین محمل رہ گیا

صیدِ لاغر کردیا تاثیرِ قاتل نے مجھے
ذبح کے لائق نہین مرنیکے قابل رہ گیا

اے اجل فرصت نہ دی افسوس ہے افسوس ہے
آرزو مند جفا احسان قاتل رہ گیا

وای قسمت بخل قاتل سے نہ بر آئی مراد
تشنۂ آبِ دمِ شمشیر بسمل رہ گیا

جوشِ حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کر سکو
آئنہ میں طرح اونکے مقابل رہ گیا

سخت جانی نے مزہ کیا کیا دکھائی وقتِ ذبح
کر گیا خنجر کبھی بازوی قاتل رہ گیا

زمزمہ سنجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے
آتے آتے کان تک شعرِ عنادل رہ گیا

سایہ افگن کا کل پیچان ہے روی صاف پر
ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہ گیا

دی نہ فرصت ہم ہی کی اضطرابِ روح نے
دل مین پروانے کے سوزِ شمعِ محفل رہ گیا

۱۰۷	سر جدا تن سے کیا آنکھونپہ پٹی باندھ کر اے نسیم افسوس ہے دیدارِ قاتل رہ گیا	۱۳

دونو جانب شرم مطلب شوق پنہان رہ گیا
کچھ مجھے حسرت رہی کچھ اونکو ارمان رہ گیا

ناتوانی نے جو دھڑکے ناامیدی کے دیے
سوے دامن دیکھکر چاک گریبان رہ گیا

موت سے مہلت نہ پائی شوق نے رخصت نہ دے
پانو پھیلا کر ترے کوچے مین مہمان رہ گیا

جو غضب آیا زمین پر عالم افلاک سے
میرے سر پر صورت احسان جانان رہ گیا

خاک ہو کر خاک مین عشاق کو لاشے ملے
ہاے خالی پہلوے گور غریبان رہ گیا

کیون خفا ہی باغبان مین گلشن ایجاد مین
چند لحظہ صورت صبح گلستان رہ گیا

لاکھ چاہا پر نہ نکلا صورت ارمان کبھی
آرزو بنکر مرے سینے مین پیکان رہ گیا

اسکو بھی معشوق ہونے کی سمائی آرزو
منہ چھپا کر میرے دل مین داغ پنہان رہ گیا

آئینے نے کردیا آئینہ میرے یار کو
دیکھکر وہ جلوہ اپنا آپ حیران رہ گیا

فکر کامل کو پریشانی نے جب برہم کیا
کھلتے کھلتے عقدۂ زلف پریشان رہ گیا

شعلۂ داغ تن عاشق نہ تجھ سے بجھ سکا
اے صبا اپنا چراغ زیر دامان رہ گیا

زیست بھر آیا نہ راز عشق ہرگز تا زبان
ہاے بے تعبیر یہ خواب پریشان رہ گیا

ہمکو محرومی رہی تا عمر وصل یار سے
یہ مرض وہ تھا کہ جو محتاج درمان رہ گیا

۱۰۸	بعد مردن جسم سے الفت نہین ہوتی نسیم روح چھوٹی قید سے بیکار زندان رہ گیا	۱۵

مین نگاہون مین بہار زلف جانان ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہو گیا

تھا ستم پر چاہنے والونکو ارمان ہو گیا
ظلم جانان کیطرح آخر مین احسان ہو گیا

ناز سے فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی
مین تو اپنی جیتے جی گور غریبان ہو گیا

طعنۂ کم ہمتی اوٹھے نہ میرے شان سے
گو کہ قطرہ تھا مگر شرما کے طوفان ہو گیا

تھا مین طفلی سے بغل پروردۂ بیرونقی
صبح مایوسی کبھی شام غریبان ہو گیا

رحم نے جلاد کے چھوڑا جو مجکو نیم ذبح
خط خنجر میری گردن کو گریبان ہو گیا

طول عمر درد فرقت کا نپوچھو مجھ سے حال
اسقدر رولین کہ ہا ہیرے کہ ارمان ہوگیا

جو یہان تشریف لائے پھر نہ آئی مخلصی
دل مرا ہر آرزو کے حق مین زندان ہوگیا

عشق مین رنگ دورنگی عمر بھر دیکھا کیے
ہاے ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہوگیا

شہر ویران کردیا تاثیر وحشت نے مرے
قصد سے دو چار دن پہلے بیابان ہوگیا

زیر دستو نکو زبردستو نسے کچھ چارہ نہین
درد فرقت جبر سے سینے مین مہمان ہوگیا

ایک سے دو داغ دو سے چار پھر تو سیکڑون
کھلتے کھلتے پھول سینے پر گلستان ہوگیا

اشک خونین مثل گل بہتے ہین آہین ہر گھڑی
اتنو دامن بھی مرا جیب گلستان ہوگیا

ساغر مئی بنتے ہی دو صورتین پیدا ہوئین
زاہدو نکی توبہ مین رندونکا ایمان ہوگیا

۱۰۹	خونکی دھبونسے کیا کیفیتین ہین اے تسنیم گوشۂ دامن مرا رشک گلستان ہوگیا	۱۹

پابند زیست تہا نہ اسیر مزار تہا
تہا جوش اشتیاق قدمبوس یار تہا

کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین
وہ دن کی بات ہے کہ شریک بہار تہا

کیون جانتا تہا حسن پریشانیان مری
اے روزگار مین بھی مگر زلف یار تہا

دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تہا

وہ بھی مٹا خیال سیاہی زلف سے
کچھ دم کو عکس مہ جو ردای مزار تہا

اس جسم پر ذلیل کیا تونے اے ہوس
وہ استخوان کیواسطے شوق مزار تہا

ہیبت سی بخیہ گر کے مری جان نکل گئی
ہر ہر دہان زخم دہان مزار تہا

کرتے تہے مرگ بازو قاتل پہ آفرین
جو زخم تہا بشکل شگاف مزار تہا

پاتے تہے اہل درد خبر سرگذشت کی
مین بعد مرگ خط جبین مزار تہا

اے جوش شوق تو نے کیا پھر امیدوار
ورنہ مجھے تہیہ خواب مزار تہا

کہٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہوکے آہ
مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تہا

برسون رہا زبان ضعیف و کہیر پہ
میرا فسانہ بہی ستم روزگار تہا

منت بہی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
مانند قول یار مین بے اعتبار تہا

سینے وہان آبلہ مین اوسکو لے لیا
میدان مین زبان نکالے جو خار تہا

اے روزگار مجہسے دو رنگی تہی کیا ضرور
مین حسرت خزان نہ امید بہار تہا

مثل خیال یار رہین گردشین مجہے
آیا اوسیکے دلمین جو امیدوار تہا

پوچہی نہ مجہ سے یار نے کچہہ میری سرگذشت
مین روز بازپرس بہی ننگ شمار تہا

ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین
تہے رنج چند نام فقط روزگار تہا

۱۱۰ آسئے لحد مین بالش و مسند سے ای نسیم
انجام عیش دہر یہ کنج مزار تہا ۱۵

نہین شکوہ جدا ہی گو کہ ہر پارہ مرے دل کا
کیا صانع نے دو ٹکڑے ازل سے لفظ قاتل کا

بلا کر لطف سے گردن تہ شمشیر رکہتا ہی
قریب آ بیٹہ دیکہا وقت مردن رحم قاتل کا

اجازت دی اگر شوق شہادت نے کہ منہ کہولو
کہا ہمت نے ہم احسان نہ لینگے دست قاتل کا

زبان تک شکوہ بیداد آیا تہا کہ شرم آئی
کہا دل نے یہ کیا کرتے ہو منہ دیکہا ہی قاتل کا

نہ ٹہرا پاؤن گہر مین وہ اجل کی بیقراری تہی
[illegible] ہر قاتل کا

یہ کسکے قتل سے نا [illegible]
[illegible] لوٹا ہی دورا خود بخود شمشیر قاتل کا

[illegible] مین سقدر رچپا
کہ دم رک رک گیا زخمونکے منہ مین تیغ قاتل کا

[illegible]ادت تہی ہان زخم مین میری کہ خون بنکر
ٹپکتا ہی لعاب اب تک زبان تیغ قاتل کا

اوٹہاتی ہین مگر کہتی نہین جو کچہ گذرتی ہی
دہان زخم مین بہی ضبط ہی شمشیر قاتل کا

وہ اشک گرم تہی ٹپکی جو وقت ذبح آنکہو سے
نہین جاتا ہی چہالا آجتک شمشیر قاتل کا

عجب اسکا نہین گر چشم جوہر کور ہو جائے
ٹپک کر اشک ہوگا آبلہ شمشیر قاتل کا

مجہے فریاد کرنے یا نہ کرنے دونو مشکل ہی
ندامت روح سے حاصل لحاظ آتا ہی قاتل کا

اوٹھائی اسقدر رگڑسی زبان ذبح گردن کی
که چھالا اچھل گیا سینے مین آخر تیغ قاتل کا

خوشی کرتا ہی کیسی لیکے خنجر دست نازک مین
الٰہی تو نگہبان ہو جیو بازوی قاتل کا

١١١	بدل کر قافیہ لکھو غزل ابکی تشبیہ ایسی که مضمون معانی مین اثر ہو تیغ قاتل کا	١٩

عجب عالم ہی اوس گل پیرہن کی یاد مین دل کا
که نالہ منہ سی نکلا زمزمہ بنکر عنادل کا

بنایا جوش ہمت نے ارادہ دست باذل کا
وہ دولت ہون که منہ تکتا ہی ہمین ان دنون سائل کا

نہین ملتا ہون فرصت ایکساعت بیقراری سے
بدلتا ہون نہین کروٹ دردہون پہلوی بسمل کا

تمنا تین بہت کچھ ہین گرجا پا نہین سکتی
ازلسی نیند کو حاصل ہی شکوہ چشم بسمل کا

تردد ہی مری آنسو کو دامن تک پہونچنی مین
مسافر کو لگا رہتا ہی کھٹکا ایک منزل کا

فراق جسم سی ای روح تکلیفین گذرتی ہین
بہت یاد آئیگا لیلی تجھے آرام محمل کا

مناسب ہے بشر کو فکر آخر روز اول سے
پھر آسانی کہان ممکن جب آیا وقت مشکل کا

شادی آپکو بنا اگر منظور خاطر ہی
ہوئی شکل ہر رہی ہی سر ہوا جب لفظ مشکل کا

وہ رہجاتا ہی اونکی پاس جی ہر دم پلٹتا ہی
زیادہ شوق ہی ہی اب تو گھبرانا مری دل کا

ہجوم شوق مجنون اسقدر تھا ساتہ لیلی کے
که ناقہ سی نہ اوٹھا اک قدم بھی بوجہ محمل کا

دم تکلیف ہرگز پاس الفت رہ نہین سکتا
نہین منظور قالب کو ٹھہرنا روح بسمل کا

ٹہرا دی ہکبیی بسی بحال ناتوانی نے
که نالہ بھی نہین تھمتہ جو منے آتا عنادل کا

تمنای عدو آخر وبال زیست ہوتی ہی
بس مردن نہ آت آشنا ہی قہر قاتل کا

بشکل جام خالی ہر نفس بھر رہی ہی مقصد سے
مجھے میرے مقدر نے بنایا ہاتہ سائل کا

ہوس کرے آدمی کی آدمی پر پیش دستی ہے
که بڑھتا ہی زیادہ تر قدم سی ہاتہ سائل کا

بشر ہو صاحب ہمت تو ہر تکلیف آسان ہے
که گھٹتا ہی آخر چلتے چلتے طول منزل کا

رہا یہ پاس یکتائی که توڑا اوسنے آئینہ
نہ دیکھا منہ کبھی تا دیکھی نہ منہ عکس مقابل کا

جگر مین ڈوب کر دل سے گذر کر تم تک آیا ہی
مزا تیر نظر سے پوچھ لو تکلیف بسمل کا

١١٢ عنان توسن خاطر نسیم اب اور جانب ہو
کرو لمین جو حوصلہ ہے بندش مضمون مشکل کا ١٠

مژدۂ صحت سنا دل دکھ گیا آزار کا
آگیا کھٹنے پر اب بڑھنا شب بیمار کا

ایدل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی
لیگیا ساغر مزا منہ چوم کر دلدار کا

جھانکتے ہین آرزوئین میری تجکو بار بار
کیا شگاف سینہ روزن ہی تری دیوار کا

دنمین سو سو بار گھبراتے ہین جذب شوق سے
ابتو میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا

بارش گریہ سے میری ابتو یہ نوبت ہو
تھم نہین سکتا ہی آنسو روزن دیوار کا

تجکو اے واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور
مین نہین گنتا ہون سو واجبہ و دستار کا

اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو اوسکی لعف پہ
بہتے بہتے ہو گیا چھالا زبان مار کا

ابتو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے
بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا

پار ہاے قلب سوزان آکے کھاتی تو سہی
دیکھ لینگے حوصلہ ہم مرغ آتشخوار کا

ایک عالم ہے ول دیوانہ کا ابتک نسیم
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

١١٣ ردیف بای موحدہ ١٢

بلبل سے کرتی کب ہے عروس چمن حجاب
ہمسے ہر کس لیے تجھے ای گلبدن حجاب

افسون شرم باعث تسخیر ہو چکا
کبتک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب

حسن برہنگی کے اوٹھاتے بڑے مزے
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب

ہر بزم مین نثار ہے پروانہ شمع پر
عاشق کیواسطے نہین کچھ انجمن حجاب

کجبازیون کے لطف جوانی مین سب این
پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب

دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول
اس شرم سے ہی لاش بشر پر کفن حجاب

نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہوا وہ پری	رکھتا ہی تیری زلف سی مشک ختن حجاب
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو	ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
برسون ہوے کہ عاشق بعد مت گزار ہون	مجھسے بجا ہے تجھے اے سیم تن حجاب
دیکہ آنکہ اوٹہاکے یار کہ عالم شکار ہو	کسکا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب
آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین	کرنے لگے خزان سے بہار چمن حجاب

۱۱۴	اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی نسیم رکھتا نہین کسی سے ہمارا سخن حجاب	۱۱

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان پیکر شراب	جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب
دور کہ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو	فرقت دلدار ہی ساقی پیین کیونکر شراب
ابر ہی امنڈا ہوا گل دی رہی ہین نکہتین	آج کی شب ہو جدا منہ سے نہ اے دلبر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی	یہ تمنا ہے پیین قاتل تہ خنجر شراب
لے خدا حافظ چلے سرور ہو کر اپنے گھر	پی چکے محفل مین تیری اور پی پیکر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا	غیر ممکن ہی رہی بے شیشہ و ساغر شراب
پھر سنا ہی مژدۂ آمد کسے مینوش کا	ڈھونڈتا ہی آج پھر میرا دل مضطر شراب
وعدۂ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے	آج دے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب
اسطرف بھی آج ہو بذل مہربانی چاہیے	ساتہ غیرون کے تو ایجان پی چکے اکثر شراب
بہہ گیا ہر لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب	گرمیان کرتی ہی ہمسے صورت دلبر شراب

۱۱۵	ہم بھی بیشک ہین غلامان علی ہین اے نسیم ساقی کوثر سے لینگے چلکے اک ساغر شراب	۸

کیا دیکھتا ہی طایر بسمل کا اضطراب	بڑھ کر ہے اس سے عاشق بیدل کا اضطراب
امیدوار مرگ سی کیون منہ چھپا لیا	اب کون لے گیا ہے قاتل کا اضطراب

تھی کس سے آرزو کہ شب ہجر تا سحر
دیکھا کیے ہیں صاحب محفل کا اضطراب

حسرت سی آرزو ہی کوئی لحظہ بیٹھ کر
تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دل کا اضطراب

ممکن نہیں کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو
لیکن نہان ہی صاحب محمل کا اضطراب

اوسکو قرار ہی اسے پرواز دمبدم
سیماب سی فزون ہی مرے دل کا اضطراب

قاتل یہ کوئی دم کا تماشا ہے دیکھ پھر
لیجائیگی اجل ترے بسمل کا اضطراب

١١٦	تدبیر کچھ ضرور ہے بیٹھے ہو کیا نسیم جاتا نہیں ہے آج مرے دل کا اضطراب	٨

گر ابرو کشیدہ ہین شمشیر کا جواب
مژگان تیز ہین ہی ترے تیر کا جواب

فریاد بیکسی پہ کسیکو نظر کہان
دیتا ہی کون عاشق دلگیر کا جواب

اچھا ہوا کہ آینے کا منہ ہوا سیاہ
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب

آمادہ ہی مژہ بھی خدنگ نظر کے بعد
آتا ہی اور تیر غضب تیر کا جواب

ہی انتظار یار تو نہین آنکھ وا رہے
دیتا ہی مجھکو دیدۂ زنجیر کا جواب

کیا دخل بیش و کم کو ہماری خیال مین
لکھنا محال ہی خط تقدیر کا جواب

لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر نے
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

١١٧	اچھی زمین سمجھ کے کہے شعر کچھ نسیم لکھا نہین ہی آتش دلگیر کا جواب	١٠

جتنے قصے ہین مرے شکوۂ بیداد ہین سب
ذکر کا ہی کو ہین افسانۂ فریاد ہین سب

شکر الحمد کہ ہین رنج فراموش نہین
جو ستم تمنے کیے ہین وہ مجھے یاد ہین سب

جسطرف دیکھیے دو تین تڑپتی ہین اسیر
کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب

خواستگاران قضا ہین تہ خنجر بیتاب
شائق حسن اجازت تری جلاد ہین سب

انکو تکلیف رسائی کی عبث ہی تعلیم
نالہ و آہ و فغان تیری ستم زاد ہین سب

پھوٹ جاتی جو یہ پھولا تو روان ہون آنسو
اشک ایجان جہان آبلہ بنیاد ہین سب

طوق و زنجیر کے خواہان ہین تجھ سی دیوانی
روز و شب منتظر خانۂ حداد ہین سب

کفر و اسلام برابر ہین زمان رحمت
حسن حق بینی ہین زبانی ہین خداداد ہین سب

تا کجا کاوش صیاد اجل ہی نزدیک
ایکدن اس قفس جسم سی آزاد ہین سب

اب یہ حالت ہی کہ دشمن بھی دعا دیتی ہین
دست بردا شتہ میری لیے جلاد ہین سب

ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان ہے
ضعف سے موی بدن خنجر فولاد ہین سب

سخت جان ہون مری تسکین کو بتا دی قاتل
کسقدر رگ مین تن ہی خنجر فولاد ہین سب

مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا
دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب

عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا کہکے
جسطرح چاہی بلا تیری ہی ارشاد ہین سب

آمد آمد ہی مگر میری سہی قامت کی
باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب

ایک سی ایک نرالا ہی زمانی مین حسین
جلوۂ نور الہی یہ پریزاد ہین سب

تیری آنکھونکی جو مضمون لکھی ہین مینے
حرف جتنی نظر آتی ہین مجھی صاد ہین سب

دور تک تیری گذرگاہ جفا ہی او ترک
ہفت افلاک مری شکن فریاد ہین سب

اپنے اشعار کا آتش نے دیا آپ جواب
معترض ہو جیی تو قابل ایراد ہین سب

۱۱۸	رات کہتا ہون یہ مین ناسخ و سودا و نسیم اپنے انداز مین بیمثل ہین استاد ہین سب	۹

طرۂ مشکبار ہی جلوۂ آبدار شب
نسبت زلف یار ہی باعث افتخار شب

شفق من خطا معاف جھوٹ ہی آپکا گذاف
چشم غنودہ مین ہی صاف حسرت انتظار شب

آنکھین جلیں بی وفا دل نہین ہاتھ تما مرا
چہرۂ روز پر جھکا گیسوی تابدار شب

حال نپوچھ ہمنشین ہجر مین دلبر حسین
شعلۂ آہ آتشین ہوتا ہی ہمکنار شب

وعدہ ہی وصل یار کا واہ ری بخت نارسا
اول شام سی ہوا پہلی ہی اختصار شب

پہر کوی آسمان جناب جسنے کیا یہ انتخاب
حافظ روز آفتاب ماہ ہی پاسدار شب

نالۂ آتشین سے ڈر آب کہین نہ ہو جگر
ہوتی ہے شام صبر کر اے دل خواستگار شب

سہتے کبھی نہ ایکدم فرقت یار کے ستم
صبح نہونے دیتے ہم ہوتا گر اختیار شب

دیکھتے ہین نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ یہ ستم
ہجر مین طول روز غم وصل مین اختصار شب

۱۱۹ — ۱۵

پہنچے ہین تمہارے دل دوستان قریب
آتے ہین اے فلک بہت آہ و فغان قریب

کنج لحد کا حال کہین ہم کسی سے کیا
ہمدرد پاس ہے نہ کوی مہربان قریب

لب وا ہین اشتیاق مین آنکھین ہین منتظر
پہنچا ہے بخت عمل کا مرے کاروان قریب

ہر روز بعد چرخ مین تھکتے ہین بال و پر
اے مرغ روح ڈھونڈ کوی آشیان قریب

اے عندلیب جان قفس جسم سے نکل
جلدی پہنچ بہشت کا ہے بوستان قریب

فریاد جانگزا سے زمانہ تنگ ہے
بدلینگے کوی اور لباس فغان قریب

اے آہ ہی محل اور یا بس ٹھہر یہین
اب آچکا ہے مسکن کروبیان قریب

اے مرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے
آیا ہے وقت وصل بت دلستان قریب

کتنا تک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہے
رخصت طلب ہے یار ترا میہمان قریب

شاید یہان سے کوچۂ جانان ہے متصل
آتا چلا ہے دغدغۂ پاسبان قریب

اے دل بتا بتا کہ سکونت وہین کرین
ہے ہر میفروش کی جس جا دکان قریب

اے عندلیب رنگ چمن بے ثبات ہے
آخر ہوی بہار اب آئی خزان قریب

جینا ہجوم آہ شرربار سے محال
تن پھونک دینگے شعلۂ سوز نہان قریب

اے دل سنبھل کہ دام مصیبت ہے سامنے
دیکھ آچکا ہے کوچۂ زلف بتان قریب

کسطرح دود آہ سے جیتا ہے تو نسیم
رکتا ہی دم وہان کہ جہان ہو دہوان قریب

۱۲۰ ردیف یای ہندی ۱۹

تیوری چڑھی ہوی ہی کشیدہ نظر ہین آپ
کچہ اور حوصلہ ہی جو آتے ادہر ہین آپ

صیاد رنج فکر اسیرے ہے کس لیے
سوز نفس سے خاک مرے بال و پر ہین آپ

ناحق اوٹھاتین منت فصاد ہم نفس
مو جسم ناتوان پہ یہان نیشتر ہین آپ

ہی آمد آمد نفس واپسین حضور
پہنچا یہان یہ حال مگر بیخبر ہین آپ

آگاہ سے ضرور نہین عرض مدعا
کیا کہیے خوب واقف درد جگر ہین آپ

ہر روز شان حسن نئی ہے جمال مین
خورشید ہین کبہی کبہی رشک قمر ہین آپ

حسرت فزا ہین جذب محبت کے حوصلے
یہان اپنے نالہ ہای سحر بے اثر ہین آپ

ای آہ و نالہ بعد فنا بہی نہ کم ہو جوش
اتنا رہے خیال شریک سفر ہین آپ

کوسون ضیای حسن نے بخشنے ہے روشنی
کہلتا یہی ہے نور کے شاید بشر ہین آپ

ہی انتہای شوق سے پرواز مرغ روح
قاصد ہم اپنے حال کی خود نامہ بر ہین آپ

بگڑے ہین اشک مخمصہ آہ کیا سنون
ہنگامہ آفرین مرے نور نظر ہین آپ

آنکہون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچہ راہ پر ہین آپ

فریاد ای جرس شب وصلت مین کس لیے
ہم دلفگار نالۂ مرغ سحر ہین آپ

جلاد روزگار رلا ہے کسے خطاب
اب شکر کیجیے کہ بڑے نامور ہین آپ

قربان جان و دل سے نہ کسطرح مین ہون
رونق فزای شعلۂ داغ جگر ہین آپ

باتون مین ہی فریب تو افسون نگاہ مین
ہر ہر طرح سے ہوش ربای بشر ہین آپ

پروانے سے حجاب نہین کچہ بہی شمع کو
عاشق سے کیون گریز ہی معشوق گر ہین آپ

وا کیجیے نہ عقدۂ زلف دراز کو
اتنا رہے خیال کہ نازک کمر ہین آپ

۱۲۱ بابا غزل نے طول نہین کم ابہی امنگ
کچہ خیر ہے نسیم کہان ہین کدہر ہین آپ ۷

پھر خفا رہنے لگے عاشق ناچار سے آپ
پھر چھپانے لگے منہ طالب دیدار سے آپ

کیا گرفتار محبت کی یہی ہے تعذیر
بات بھی کرتے نہین اپنی گنہگار سے آپ

اب تو وہ بھی نہین مدت سے میسر ہمکو
جھانکتے تھے جو کبھی روزن دیوار سے آپ

وہ بھی کیا دن تھے جو گاتی تھی غزل کو پہرون
لطف اوٹھاتی تھی مری بندش اشعار سے آپ

نزع کے وقت بھی آتی نہین دم بھر کیلئے
ایسے آزردہ ہوئے اپنے دل افگار سے آپ

گو غرض کوئی نہین ہے مگر اے جان جہان
متہم ہوجیے گا صحبت اغیار سے آپ

۱۲۲ | پھر پھنسے دام محبت مین مبارک ہو نسیم
آشنا پھر ہوئی اک کافر عیار سے آپ | ۱۱

جانتے ہین ہمسے شرمائینگے آپ
عمر بھر اے جان ترسائینگے آپ

کب بھلا ہمکو یقین آتا ہے یہ
مہربانی آج فرمائینگے آپ

کوئی دم تسکین دل ہو جائیگی
میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ

جانتا ہون بندہ پرور عادتین
کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ

یہ نصیحت حضرت ناصح معاف
رند ہون کیا مجکو سمجھائینگے آپ

دیکھیے مین بھی کہونگا کچھ ضرور
پھر بشکل زلف بل کھائینگے آپ

کیا ارادہ ہے ذرا ہم بھی سنین
بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ

بے سبب آرایش گیسو نہین
سمجھے ہم کوئی بلا لائینگے آپ

آئیے اب جلد مین مہمان ہون
پھر بھلا مجکو کہان پائینگے آپ

کل کے سب اقرار پورے ہو گئے
آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ

۱۲۳ | خیر ہے بستر اوٹھایا کیون نسیم
اب یہان سے کسطرف جائینگے آپ | ۴۰

بیٹھے رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دو چپ
نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دو چپ

تنگ آتے ہین بہت خاطر برہم سے ہم ۔ ساقیا دے کوئی پیمانہ صہبا دلچسپ
بڑہ گئی آہ و فغان اور وہانسے آگے ۔ نظر آیا نہ مگر عرش معلا دلچسپ
جا ہے آرام زمین کو تو نپایا افسوس ۔ ہان مگر سنتے ہین ہی عالم بالا دلچسپ
کچہ تسلی نہوئی گلشن ایجاد سے آہ ۔ ڈہونڈہتے ہے اور ہی مسکن کوئی جہا دلچسپ
ہین تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا دون ۔ آنکہ رکہتی نہین کچہ نرگس شہلا دلچسپ
دام گیسو سے تمناسے رہائی ہی خطا ۔ ہی دل آویز بلا وہ مجہے سودا دلچسپ
سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلۂ نور ۔ کیا بنائے ہین خدا نے تری اعضا دلچسپ
جا بجا مسکن یاران فنا دوست ملا ۔ نظر آتا ہی عدم کا مجہے رستا دلچسپ
کر دیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج ۔ ساقیا اوٹھ کہ ہی دور مئی مینا دلچسپ
لطف بوندونمین پسینے کی جو ہی عارض پر ۔ اسطرح سی ہی کہان عقد ثریا دلچسپ
اوس جفا کی بہی تصدق کہ تسلی بخشے ۔ ظلم بہی ہو تو کوئی ای ستم آرا دلچسپ
کم پریشانی خاطر نہ ہوئی صد افسوس ۔ نہ اوٹہا داغ دروں کوئی شعلا دلچسپ
ہوس سیر چمن کا ہی یہان کسکو دماغ ۔ کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ
جان ہی جاتی ہی ہر عاشق شیدائی کی ۔ کسقدر ہی تری زنجیر مطلا دلچسپ
جا ہی دل سینی مین آئینی نے رکہا اوسکو ۔ بسکہ تہا یار کا عکس رخ زیبا دلچسپ
جا بجا ہین مئی گلرنگ کے چہینٹین زاہد ۔ خوب ہی آج تو ہی رنگ مصلا دلچسپ
نقش دل مانی و بہزاد نے اوسکو سمجہا ۔ کسقدر تہا تری تصویر کا نقشا دلچسپ
جز تری نقشۂ تصویر ہزارون دیکہی ۔ ڈالتی آنکہ نپایا کوئے اتنا دلچسپ

۱۲۴	سرگذشت اپنی سنا روز اسیطرح شمیم کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ	۱۹

لہرا رہی ہین طرۂ زلف دوتا کی سانپ ۔ بل کہا رہے ہین پیش نظر کس بلا کے سانپ

اوٹھنے لگے ہین سینۂ سوزان سے پھر دہوئین — اوڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کی سانپ

لائی صبا ہی زلف مسلسل کی نکہتین — اوترے ہین آسمان سے زمین پہ ہوا کی سانپ

اچھا نہین ہے طول بلا و ستم شعار — پاؤن تک آ پہونچی تری زلف دوتا کی سانپ

دہوکا ہی حسن گیسوی پیچان یار مین — ایدل بنے ہوے ہین فریب و دغا کی سانپ

دشوار کیون نہو تری زلفون سے جان بری — زورون پہ چڑہ گئی ہین یہ قہر خدا کی سانپ

کافر کھلے گا حال جب اسلام و کفر کا — ہنگام مرگ آ کی ڈسینگے قضا کی سانپ

تریاق کیا کرے کہ یہان زہر چڑہ چکا — کام اپنا کر چکے تری زلف دوتا کی سانپ

زلفونکو کھول بیخبر آگاہ ہو رہین — سوتے ہوؤنکو یار دکہا دی جگا کی سانپ

جنبش ہے بات بات مین انکی زلف کو — لائی کہان سے آپ یہ نٹر ہڑپا کی سانپ

دلسے خیال زلف کسیوقت کم نہین — نکلے نہین ابہی مرے ماتم سرا کی سانپ

انکی مری سنکے خبر اوڑ گیا رقیب — بہاگا کمال خوف سے کیا دم دبا کی سانپ

شانے لیے ہین یار کی زلف سیاہ مین — پالے ہین ہمنے ہاتہ پر اپنے کہلا کی سانپ

کیا کیا نہونگے منکر عقبے کو حسرتین — دکہلا ہی جائینگے جو عذاب خدا کی سانپ

خوگر ہوے جو الفت زلف سیاہ کے — کیا کیا بلائین ہمنے اوٹہائین بلا کی سانپ

دیوانہ تیرے طرۂ گیسو نے کر دیا — کیسا الگ ہوا ہے رستا بتا کی سانپ

بیوجہ کب ہین رخ پہ تری حلقہ ہائی زلف — محفوظ گنج حسن کیا ہی بٹہا کی سانپ

زلفین چہوی گا یار کی منہ تو دیکھیے — پھر بیچ دو کی کھیل رہی ہین قضا کی سانپ

انصاف ہی تو جلوۂ حسن سیاہ دیکہ — پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کی سانپ

ردیف تای فوقانی

چشم فلک سے بہی نہان ہین تو ہر رات — گویا مری عریان بدنی کی ہتی قبارات

رہ دونکو بیان مدفن اعدا پہ جو تہا رات
زندونکے مدارات ہو مردونکی زیارات

خنجر کی زبان زخم کے لب آبلونکے منہ
کس کس مین ہین مری بی سخنی کے ہین اشارات

گردش نے تھکایا ہی تو اب ہل نہین سکتے
شاید کہ مری طرح ہوے آبلہ پا رات

اے ہجر بلا لے شب گیسو کی سیاہی
ہو جاے دوتا تا صفت زلف دوتا رات

کانونمین چلی آتی ہین فرقت کی صدائین
جھنکار سے نالونکی ہوے زنگلہ پا رات

زنجیر سے جکڑا اوسے ہاتھونکی خطوط نے
باندہا گیا ای جان ترا دزد حنا رات

۱۲۶	وله	۷

افزائش نبہ تہا قلق دل تمام رات
کاٹی ہے ہمنے یار بمشکل تمام رات

ہر لحظہ دلمین شوق شہادت کے جوش تہے
ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات

محظوظ تہا وہ دیکہ کے اپنا فروغ حسن
آئینہ ماہ کا تہا مقابل تمام رات

فرصت نپائی ریزش گریہ سے ایکدم
جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت
بتیا بیان تہین صورت بسمل تمام رات

فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم
رہتا ہے سامنے مہ کامل تمام رات

۱۲۷	دامن مین آ کی اٹک ٹپکتی ہین ای نسیم	لٹتی ہی خوشبوے وصلت حاصل تمام رات	۱۷

تہا وصلت جنونکا جو سامان تمام رات
لپٹے رہے ہین دست و گریبان تمام رات

پہاہے جو داغہای فروزان سے ہٹ گئے
شعلے تہے جلوہ گر تہ دامان تمام رات

گہیرے رہے ہین دلکو خیالات حسن یار
پریان رہی ہین گرد سلیمان تمام رات

جہپکی نہین ہی آنکہ اسیران عشق کی
شاہد رہے ہین روزن زندان تمام رات

پیش نظر تہے عارض گلرنگ کی بہار
دیکہا کیے ہین لطف گلستان تمام رات

آئینہ جمال مین وہ تہین صفائیان
تکتے رہے ہین دیدہ حیران تمام رات

اللہ رے شوق دید رخ یار ہم رہے
مصروف منت سگ دربان تمام رات

کس کس طرح سے دل تہ و بالا ہوا کیا | برہم رہی جو زلف پریشان تمام رات
پڑھتا رہا میں مصحف عارض کی آیتیں | پیش نظر رہا مری قرآن تمام رات
ہاتھوں سے اپنے دل بیتاب کو لیے | پھرتا تھا گرد کوچۂ جانان تمام رات
بس ہو چکی بس اب سر انصاف آئیے | انکار پھر رہیگا مری جان تمام رات
گھر میں بلا کے رنج دیے آپ نے ہمیں | کیا خوب کی ہی خدمت مہمان تمام رات
فرصت جنوں نے ایک گھڑی بھی نہیں ملے | زیر قدم رہا ہی بیابان تمام رات
کشتوں کے زخم ہنستے تھے کنج مزار میں | روتی تھی شمع گور غریبان تمام رات
تھا قید پیرہن میں مرا جسم ناتوان | طوق گلو رہا ہی گریبان تمام رات
گھیری رہی ہی روح زمین پشت آسمان | تاریکی مزار غریبان تمام رات

۱۲۸ | آسان نہیں ہی دشت نوردی کچھ اے نسیم | ۱۶
دن بھر رہی دھوپ خار مغیلان تمام رات

غنچے نے تاج گل سے کیا پیرہن درست | شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست
پیغام رستخیز ہی آمد بہار کے | مرکر ہوئی ہی نرگس بیمار تندرست
رکھا وہاں تنگ نے مطلب کو ناتمام | نکلا تمہاری منہ سے نکوئی سخن درست
گل جلوہ گر ہیں آمد فصل بہار ہے | کر باغبان نشیب و فراز چمن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب | کرتا ہی چرخ پیر ردائی کہن درست
دست جنوں نے قید تعلق سے دی نجات | پہنچا نہ ایک تار بہ گلو پیرہن درست
کرتی ہی جمع باد صبا خاک منتشر | ہوتا ہی پھر نشان مزار کہن درست
ہوتی ہیں جوش عشق میں جمع جو فلکتین | کھلتا ہی ناز سے وہ بت سیم تن درست
فرہاد نے فریب محبت میں جان دی | سمجھا کہ ہے معاملۂ پیرزن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کو بھی جام دے | رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست

ناحق خراش زخم کی دیتا ہے رنگتین
کرتا ہی شانہ زلف بت سیم تن درست

کس شاخ گل کی شہرت نظارگی ہے آج
کرتے ہین غنچہ ہای چمن پیرہن درست

رنگ دوئی سے آئینۂ دل ہی پاک و صاف
رہتا ہی اپنا گوشۂ بیت الحزن درست

بیفائدہ ہین چارہ گرون کی مشقتین
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست

جاتا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ
زخمون کے بد تو نہین ہوے ہین دہن درست

١٢٩ — بدلو ردیف اور رکھی بحر گیا نسیم
ہو اور طرح زلف عروس سخن درست — ١٣٠

کعبہ نہین ہی زاہد غافل نشان دوست
دل ڈھونڈھ عاشقونکا یہی ہی مکان دوست

افسانہ ہی دوست ہین کہتے ہین بات دن
رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست

گر خاک بھی ہوا تو ہوا کوسے یار کی
بعد فنا بھی چھٹ نسکا آستان دوست

جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا مہمان دوست

نکلے نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے
لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست

بینا ہی تو تو دیدۂ بینا سے دیکھ لے
پیدا ہی ہر خفی و جلی مین نشان دوست

کیا تاب مدعی جو لگاتے نظر ادھر
رہتے ہین آہ و نالہ مری پاسبان دوست

جان لیکے بھی خوشی نہوئی میرے یار کی
راضی نہوسکا دل نامہربان دوست

ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیونکی ساتھ
رکھتی ہے اور طرح کا جسکا زبان دوست

ہی سرفروشیو نپہ بہا سے جمال یار
ارزان ہی آجکل تو متاع دکان دوست

ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے
ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست

مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین
ہی اور رنگ پر چمن بے خزان دوست

دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام
دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست

دیکھے جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان
غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست

۲۱	دہوکے پیوے نزاکت جانان نے ای نسیم پایا عدم مین بہی نہ نشان میان دوست	۱۳۷

آئنہ بنکر رہون ہر وقت پیش روی دوست
وہ مجہے دیکہا کرے دیکہا کرون مین موی دوست

جنبش خوب جب خوان مجہے دکہلا چکا
بے تامل منہ سے نکلا ہای لطف گوی دوست

بدر کو دیکہا تو سمجہا عارض تابان یار
جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروی دوست

آہ دل سے کہینچتا ہون دیکہکر سرو کو
کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوی دوست

دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
نور تن کیا یہ نگین ہے قابل بازوی دوست

ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال
چاند کوئی ہو مگر مین دیکہتا ہون روی دوست

عشق وہ شی ہے کہ پتہر مین بہی کرتا ہی اثر
جاے دل سینے مین ہی در نجف کے موی دوست

کچہ نہ کچہ ہر شخص کو اوس سے تعلق ہے ضرور
کوہی محو روی جانان کوی محو خوی دوست

حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
تا قفس لائی صبا جسدم چمن سے بوی دوست

ہی ترا معشوق بہی عاشق کہین اے عندلیب
سونگہ لے پہر دامن گل مین رہا ہی بوی دوست

قسمت اپنی اپنی ہیمن کیا کسی کا اختیار
ہم ہین ہمپہلوی ہجران دل ہی ہمپہلوی دوست

دلفریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے
ہی زمین تکیہ بجای تکیۂ پہلوی دوست

ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتے ہین شکار
صید کیا صیاد افگن ہوگئے آہوی دوست

کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
ہی بعید از شرط الفت بخشش بازوی دوست

خاکسارونکو نشیب آرزو درکار ہے
عرش سے بہتر سمجہتا ہون مین کوی دوست

چاہیے تا حل زبان چاک تن اتنا لحاظ
یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تہا ہمپہلوی دوست

سچ تو یہ ہی مرگ عاشق سے کہ تصدق جائیے
چشم مصروف نظارہ سر تہ زانوی دوست

فتنہ ہای چشم سحر آلود کی ہین شہر مین
کسطرف کس جا نہین افسانۂ جادوی دوست

[illegible]
حلقہ حلقہ [illegible] دوست

زینت جاوید رکھتا ہے لباس دوستی
پیرہن ہے خاکساروں کا غبار کوی دوست

١٣١	سخت جانی کا برا ہو دل ہے شرمندہ نسیم پھر گیا خنجر کا منہ شل ہوگئی بازوی دوست	٩٠

ناصحا لی راہ اپنی جاتے ہین اب سوی دوست
ہم تو بے قابو ہوے دل پر ہوا قابوی دوست

بے تکلف افعی سرزن کا ہوتا ہی یقین
جب نظر پڑتی ہی میری جانب گیسوی دوست

سر چڑھ کر بھی نچھوڑین عاجزی کی عادتین
چومتے ہین پانون آ کر بارہا گیسوی دوست

جان نثاری کی مزے عاشق سے پوچھا چاہیے
اے خوشا وہ سینہ جو آئے تہ زانوی دوست

عاشقونکی آرزو بعد فنا بھی ہے یہی
بدلے جنت کے ملے دو گز زمین کوی دوست

آتی ہی آواز عاشق کے کنار قبر سے
آج خالی دوست کے پہلو سے ہی پہلوی دوست

مجکو سمجھاتا ہی کیا پھر تجکو سمجھانا پڑے
تو بھی دیوانہ ہو جو صبح دیکھ لے گردی دوست

دل تڑپتا ہی طبیعت مین ہی کیا کیا کچھ خیال
دیکھیے کسدن میسر ہو ہمین پہلوی دوست

ٹکٹکی ہے دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم
دیکھتے ہین رات دن آئینہ زانوی دوست

١٣٢	ردیف تای ہندی	٢١

مین یون ہوا عقوبت قاتل سے دل اوچاٹ
ہو جسطرح کوی کسی مشکل سے دل اوچاٹ

دی سخت جانیون نے اجازت نہ ذبح کی
قاتل ہوا تہیۂ باطل سے دل اوچاٹ

فرقت مین مجکو آتش بے دود ہی چمن
ہوتا ہی نغمہ ہای عنادل سے دل اوچاٹ

کیونکر کٹین گے بعد عدم کی مشقتین
ہونے لگا مسافت منزل سے دل اوچاٹ

جب سامنے ہو آئینہ حسن اوپر سے
کیونکر ہو کوی تیرے مقابل سے دل اوچاٹ

باہم ہوی قصور نگاہونکے لطف مین
افسردہ ہین مزاج ہو دل سے دل اوچاٹ

حسرت مری گلوی بریدہ کی کم نہین
قاتل ذرا نہوا بھی بسمل سے دل اوچاٹ

تسبیح پارہ پارے جگ جاسے نہین
عاشق نہ کیون ہو دور انا ہا سے دل اوچاٹ

اسباب شہ آئینہ کے کبھی مثل شرار شمع
جاتے ہین ہو فا تری محفل سے دل اوچاٹ

مسکن کیا نگاہ نے رخسار صاف پہ
کیونکر ہو تجھسے حور شمائل سے دل اوچاٹ

کیا واں نہ ہاے اشک سے جو تخم بے فائدہ
ہو کیون نہ ایسے کشت کے حاصل سے دل اوچاٹ

جاؤن کہان کہ ضعف سے اٹھنا محال ہے
راہی ہو جیسے بعد منازل سے دل اوچاٹ

نفرت ہے اسقدر مجھی گھر کے نشان سے
ہوتا ہے خانہ ہاے سلاسل سے دل اوچاٹ

کیا تیری رہی صاف ہے نسبت اوسکے مین ہو
ہے داغ سینہ مہ کامل سے دل اوچاٹ

نازک دماغ ہون نہ کہہ مجھسے چھیڑ یا گل
ہونے لگا ہجوم عنادل سے دل اوچاٹ

اسکو دماغ آگے جو سنے شکوہ ہاے گل
کیونکر نہو حدیث عنادل سے دل اوچاٹ

ہر بات مین ہین بی ادبی کے ہزار ڈھنگ
ہو کسطرح نہ صحبت جاہل سے دل اوچاٹ

مشتاق مرگ ہون مجھی سر ہے وبال دوش
پھرتا ہو نہین تغافل قاتل سے دل اوچاٹ

پروانہ وار اور کہین جو دل جلائیے جگے
او شمع رو ہوا تری محفل سے دل اوچاٹ

خدمت گذار نہین ہی کونسی ہوی
کسواسطے ہو عاشق بیدل سے دل اوچاٹ

ہے حسب حال مصرع اشرف نسیم کے
او شمع رو ہوا تری محفل سے دل اوچاٹ

۱۳۳	ردیف ثای مثلثہ	۱۳

گلرخوں کی ہے ہوس اے دل ناشاد عبث
ہے ہوا می چمن عالم ایجاد عبث

سنگ دل موم نہونگے یہ ہوس بیجا ہے
نالہ بیفائدہ ہے شورش فریاد عبث

ناتوان وہ ہون تصور گرانی ہے مجھے
سجدہ ایجاد ستم اے ستم ایجاد عبث

سخت جانی نہین بچنے کی کبھی فرصت کے
سر کو رکھتے ہین تہ خنجر بیداد عبث

زور بازو ہی نے چہ لینے مرے بچنا مشکل
فکر مین طوق و سلاسل کے ہین جلاد عبث

دوستی کرتے ہین اوس سے جو محبت کے
اوس ستم پیشہ کی ایذا ہی ہے یاد عبث

کیا ہوا امید وفا ایسے ستمگر سے بھلا
حال سنکر مرا کہتا ہے وہ جلاد عبث

رحم آیا نہ کبھی عاشق شیدا پہ تجھے	خدمتیں کھین تری ہمنے ستم ایجاد عبث
کیا غرض ہی اوسے دیوانہ سے بیٹے تیرے	دیکھ ایدل ہوس یار پری زاد عبث
تو بتا چشم فلک کا نہین جو ہونگا عزیز	ای صبا خاک مری کرتی ہی برباد عبث
قسمت بد سے میسر نہوا وصل حبیب	تھی سپے کوہ کنی محنت فرہاد عبث
تا گلو تیغ نہ آئیگی کہ مرجاؤن گا	زور بازو مجھے دکھلاتا ہی جلاد عبث

۱۳۴	خوبرویون سے تمنای وفا حیف نسیم دل لگایا ہی تو اب شکوۂ بیداد عبث	۷

مہربانی ہی دم مرگ یہ ای یار عبث	دیکھنے آی ہو تم صورت بیمار عبث
کم نتھے داغ جگر سیر کو افسوس کہ ہم	دیکھنے آی ہین کیفیت گلزار عبث
آپکی بخل طبیعت سے اب امید نہین	لوٹنے آی ہین ہم دولت دیدار عبث
کونسی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا	ہمسے بل کہانے لگے گیسوی خمدار عبث
غیر ممکن ہی کہ مسک سی میسر ہو فیض	دہن زخم نے چوسے لب سوفار عبث
مین ہون افسردہ ہنسی آی کی کیونکر لب	گدگداتی ہین کف پا کو سر خار عبث

۱۳۵	مان لو تمسے جو کہتا ہے وہ عیار نسیم ہو نہ آزردہ کہین کرتے ہو تکرار عبث	۸

بال آئینہ مین آیا خودنمائی ہی عبث	خط ہوا وجہ کدورت اب صفائی ہی عبث
یہ تصور وہ نہین تمکو چہوتا چھوڑدے	بندہ پرور اجتناب پارسائی ہی عبث
عاشق جانباز سی کیا بانکپن کی گفتگو	رست بازون سے مری جان کج ادائی ہی عبث
فصل گل مین کردیا بی بال و پر صیاد نے	ایدل مایوس اب شوق رہائی ہی عبث
کاٹ کر پہلے سے سر رکھدیگا قاتل ہاتھ پر	ایدل شوریدہ شوق جبہ سائی ہی عبث
کام کیا نکلیگا ایدل آہ بی تاثیر سے	یہ قدر اندازی تیر ہوائی ہی عبث

نکہت زلف معنبر سے معطر ہے دماغ — ای صبا تو بوی گل پھر پاس لائی ہی عبث
خاکساروں کے لیے ہی خاک سے زینت نسیم — آسمان پر ان غباروں کی چڑھائی ہی عبث

۸	ردیف جیم عربی	۱۳۶

کہو تو کیا ای چارہ گر تجکو ہوا منظور آج — گھورتا ہے بیطرح کچہ دیدۂ ناسور آج
دور سے آتی تہے شہرہ سنکے یہ امیدوار — بات ہی تو نے نپوچھی او بت مغرور آج
کچہ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے — زخم کے منہ سے ٹپکتی ہی مے انگور آج
ای خوشا قسمت کہ ہی پہلو مین وہ رشک قمر — جلوہ گر ہے بعد مدت خانۂ بے نور آج
حشر کے سامانسے کم سامان فرقت بہی نہین — آ رہی ہی میرے نالونسے صدائے صور آج
ہٹ پر آئی ہین اگر وہ آئین تو کچہ غم نہا — ہم بہی ای دل کب کمی کرتے ہین تا مقدور آج
پوچھتے کیا ہو تپ فرقت کی ہیجان گریبان — ہاتہ بہی رکھنے نہین دیتا تن محرور آج

۱۳	برپہیان کہائین نظر کی اسقدر پہیم نسیم دل ہمارا ہوگیا ہے خانۂ زنبور آج	۱۳۷

پیا جام مے چشم بتان آج — ہوئے پیرانہ سالی مین جوان آج
گریبان سایۂ دامن کریگا — کہ ہے مشق جنون کا امتحان آج
تصور بہی نہین جاتا وہانتک — محل ہے خوف چشم پاسبان آج
اشارون نے خبر دی مدعا کی — ہوئے باہم کلام بے زبان آج
اوڑے اوراق گل باد خزانسے — ہوئے برہم کتاب بوستان آج
عدم ہے میرا لاشہ کاہشونسے — کہین ڈہونڈو مزار بی نشان آج
نہین حال کمر ہین اول آخر — کہونگا درمیان کی داستان آج
اثر لینے لگا بوسے دعا کے — کہ تہا مطلوب ایک غنچہ دہان آج
صبا سے ہین سبک باریکی دعوے — بڑے بل بے ہے تیرا ناتوان آج

چمن ویران ہوا مرجھا چلے پھول — چلو پوچھین مزاج باغبان آج
کھنچے شمشیر ہان خالی نجاوے — یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج
نگاہون سے جہان ہوتا ہے زخمی — لگاتے ہین وہ تیر بے کمان آج

۱۲۸ — نسیم اپنے کلام پاک سے ہے — بہار گلشن ہندوستان آج — ۱۵

حکم تہا روز گذشتہ ہین کہ ہم آتے ہین آج — جو کہا تہا کل وہی پہر آپ فرماتے ہین آج
حال دل کیونکر کہین ہٹ پراو نہین پاتے ہین آج — میرے بوسونکی لب نازک قسم کہاتے ہین آج
رنگ عارض غیر کی بوسونے پہیکا کر دیا — دیدۂ بیدار اونکی ہمسے شرماتے ہین آج
مژدہ ای دل ہاتہ سوی دامن قاتل بڑہا — پاؤن آغوش اجل مین چلکے پہیلاتے ہین آج
اب تو یہ نوبت ہوی تم بہی قدم رنجہ کرو — جا چکے عیسی حیا دیکہنے آتے ہین آج
منزل مقصود تک جانے کی طاقت جو نہین — جا بجا آنسو مرے تہک تہک کے رہ جاتے ہین آج
دم نہین لیتی جو منہ کہولین امان کے واسطے — متصل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتے ہین آج
آرزومند تعلق ہے مرے دیوانگی — دیکہنے کو دیدۂ زنجیر ترساتے ہین آج
غفلت قاتل سے حاصل ہی ہمین پژمردگی — زخم تن اپنے ہرے ہو ہو کے مرجہاتے ہین آج
دیکہتے ہین ابر رحمت سی ترہی کیا کیا ملے — ای فلک ہم دامن فریاد پہیلاتے ہین آج
کی ہی تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے — اسلیے منہ کہولتے ہین زخم شرماتے ہین آج
خندۂ دندان دیدہ ہی ہر ہر دہان زخم مین — شادی اندوہ سے دل اپنا بہلاتی ہین آج
شام فرقت نی سکہائی ہین مجہے کیا کیا خیال — ای فلک ہشیار ہو نالے مرے آتی ہین آج
آؤ قبل از حشر مل کر فیصلہ کر لین ہم — زندہ کر لینا ہمین تو تم پہ مر جاتی ہین آج

۱۲۹ — ہین خیالی نامہ و پیغام اوسنے ای نسیم — متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہین آج — ۲۰

بیخبر ہی انجمن بیہوش ہی جانانہ آج
خوب چکر دی رہی ہی گردش پیمانہ آج

حسرتین عاشق کی اپنی دیکہ لے ہنگام نزع
ایکدم تو اور رہی پہلو سے ظالم جا نہ آج

صحبت اک حور بہشتی سی جو حاصل ہی مجہے
رشک فردوس معلا ہی مرا کاشانہ آج

تیز ہی ناخن سے دامان جراحت چاک ہی
امتحان عشق کرتا ہی ترا دیوانہ آج

جان جان ثابت ہو شب صرف بیداری ہوے
محو خواب شرم ہی کیون نرگس مستانہ آج

فیصلہ ہو جای باہم اب ادہر ہون یا ادہر
گفتگو کرتے ہین خود قاتل سے بیباکانہ آج

بنگیا اشک ندامت دیدۂ زنجیر مین
شرم سے پانی ہوا ایسا ترا دیوانہ آج

صورت بسمل طپان تہا مین فراق یار مین
کیا کہون کیا کیا رہا ہی حال جتیا نہ آج

خیر ہی کسواسطے گہبرا رہی ہو اسطرح
کسطرف جاتے ہو کیون ہی حال بیتا نہ آج

پہر بہار آئی بڑہی جوش جنون کی ولولی
لیچلا پہر سوی صحرا شوق بیتابانہ آج

جام کیسا خم کی خم خالی نکر دین تو سہی
دیکہ لی ساقی بحال ہمت مستانہ آج

کیا ادب ہی محفل رندان ساغر نوش کا
کرتی ہی موج حیا بہی لغزش مستانہ آج

ہی ہجوم کیف مستی لڑکہڑاتی ہین قدم
لیچلے دیکہین کدہر کو لغزش مستانہ آج

چشم ساغر دل ہی مینا شوق می کیفی ہی سرخ
آمد انفاس مین ہی لغزش مستانہ آج

ہاتہ مین ساغر بغل مین شیشہ سر پر ہو سبو
کیجیے پیر مغان کی خدمتین مستانہ آج

دیکہتا ہی سوی ساغر کیون نگاہ تیز سے
دیکہیے لاتا ہی آفت کیا دل مستانہ آج

رشک سے کیونکر نہ چاٹی ہونٹہ اپنی بادہ خوار
لذت می لی رہا ہی ہر لب پیمانہ آج

کسکو گلگشت چمن مین عزم می نوشی ہوا
دست شاخ گل پہ ہی گل صورت پیمانہ آج

ہجر جانان مین نہ دی ساقی مجہی تکلیف جام
ہی بہرا اشکون سے آنکہون کا مری پیمانہ آج

۱۴۰	جوش مستی پانون کیسکے نہ ڈالے گا نسیم گرد شین کیا کیا نہ دیگی گردش پیمانہ آج	۲۱

جسم مین موجود ہی کیفیت میخانہ آج — روح مثل بادہ تن ہی صورت پیمانہ آج

دید کے قابل نہین ہی محفل رندانہ آج — دختر رز کو لیے ہر گو دمین پیمانہ آج

بیخودی آغوش ہی مین کر رہی ہی مستیان — می خیال یار ہی دل ہی مرا پیمانہ آج

بنگئی پہلی ہی کیفی ہم نگاہ مست کے — لبتک آئی بہی نہین پایا لب پیمانہ آج

بک نہ زاہد اسقدر چل سوی میخانہ چلین — دیکھ لے تو بہی بہار صحبت رندانہ آج

دل منور رہی خیال عارض پر نور سے — مطلع خورشید تابان ہی مرا کاشانہ آج

خون ہو کر می ٹپکتا ہی دہان زخم سے — بن گیا ہون مین شگاف پہلو پیمانہ آج

چھٹ نہین سکتا وہ کی ہی بخیہ وزری شوق نے — ہی دہن گویا کہ پیوند لب پیمانہ آج

محتسب نے آکے محفل کو نمازے کر دیا — جھک گئی خم گر پڑا سجدہ مین ہر پیمانہ آج

روح اپنا گھر سمجھتی ہی تو عشق اپنا مقام — دو مکین ہین ایک قصر جسم مین ہمخانہ آج

زلف مین ہنگام آرایش نہان ہو جائیگا — جسم مو پیدا کریگا استخوان شانہ آج

التیام زخم کر دے گی یہ آرایش تری — چاک گیسوی صنم بہر دیگا چاک شانہ آج

چھپ گئی پردہ مین خم آتی ہی مجہ بیہوش کے — چین گیسو ہو کے سمٹا دامن میخانہ آج

جل رہا ہون وصل مین بہی شعلہ رخسار سے — بن گئی تقدیر میری قسمت پروانہ آج

ناز کرتا ہی تصور رہی جمال یار کا — دل کو حاصل ہی مری تکلیف معشوقانہ آج

چرخ پیر روحین زمانہ مین بشر مشتاق ہین — ناز جانان ہو گیا شاید مرا افسانہ آج

شمع بالین کی تمنا ہی نہ پروای چراغ — بیکسی دکہلا رہی ہی ہمت مردانہ آج

بعد مدت آمد آمد ہی عروس مرگ کی — جلوۂ مدفن جو کہتا ہی مرا کاشانہ آج

ہمت جلادیگی قید جسمی سے نجات — مژدہ باد ای روح تجکو فرقت کاشانہ آج

جل گیا پروانہ دیکھو ایک ہی انداز مین — یار نے کی شمع کو تعلیم معشوقانہ آج

یہ غزل فرمایش احباب سی لکھی نسیم — ورنہ یہ سودای بجا اپنی سر مین تہا نہ آج

۱۴۱ — ردیف جیم فارسی — ۵

نہین دیکھی یہ تصور کے بہی زنجیر کے پیچ
کس بلا کے ہین تیری زلف گرہ گیر کے پیچ

لاکہ انسان ہو ہشیار مگر اے دل زار
فہم مین آتے ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ

خط مین اوصاف لکھی کاکل پرخم کے جو آج
ہم سمجھتے ہین ستمگر تری تحریر کے پیچ

ایک دو ہون تو گلہ اونکا زبان پر لائے
روز پڑتے ہین نئے اوس بت بے پیر کے پیچ

سرگذشت اپنی سنائین تجھے کیا خاک نسیم
سہے جاتی ہی نہین اس فلک پیر کے پیچ

۱۴۲ — ردیف حای حطی — ۵

بھائی ہے جبسے دلبر عیار کیطرح
بیہوش ہون مین مردم بیمار کیطرح

کہتے ہین مجکو دیکھ کی خاموش خیر ہے
کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کیطرح

ای روزن دریچۂ جانان قصور کیا
کیون گھورتا ہی چشم ستمگار کیطرح

اللہ رے درازی گیسوے دلربا
گھٹتے نہین کبھی شب بیمار کیطرح

۱۴۳ — ۵

کچہ حال اپنا کہہ تو ہوا کیا تجھے نسیم
کرتا ہے آہین کس لیے بیمار کیطرح

رکھتی ہے کب اعتبار ایجان روح
جسم مین ہے چار دن مہمان روح

فکر دنیا خواہش عیش لبتا
کیا نہین رکھتے بھلا ارمان روح

سیکڑون آتے ہین خاطر مین خیال
روز کرتے ہے نئے سامان روح

جسم کیا شی ہے کہ تا ہنگام مرگ
دوست رکھتی ہے اسے ہر آن روح

۱۴۴ — ۱۵

غور سے دیکھا جو ہمنے ای نسیم
تن مین رکھتی ہے نہایت شان روح

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار مین روح
چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار مین روح

بدل رہا ہی جنازے پہ کروٹین لاشہ
بسی ہے تیری یاد جسم زار مین روح

ملال تمکو ہے تم ہو دل مکدر مین / غبار روح مین ہی یا کہ ہی غبار مین روح

کہین اجازت رفتار دے نزاکت یا / کہ راہ تکتی ہے آغوش انتظار مین روح

فنا ہی عشق مین کیا برگزیدگی ہے ہین / کہ اپنا جسم ہوا ہے تن مزار مین روح

نہ زندگی سے خوشی ہون نہ موت سے راضی / نہ اختیار مین دل ہے نہ اختیار مین روح

دکھا دے جلوۂ آخر کہ وقت ہی آخر / ہی بیمان نفس چند جسم زار مین روح

نہین ہین کم تری ستونکی مستیان لبس پک / بہک رہی ہی ابہی تک اوسی خمار مین روح

پیا ہے بادۂ الفت کا ساغر لبریز / اوسی سرور مین دل ہی اوسی خمار مین روح

عجب نہین جو پکارے تجھے مری آغوش / ترا خیال ہوا ہی مرے کنار مین روح

خیال گل کبہی خاطر سے کم نہو بلبل / بہار یہ ہے کہ نکلے اسی بہار مین روح

بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر / تمام عمر رہے سیر لالہ زار مین روح

خیال کاکل برہم سے حال ہے برہم / پہنسی ہوے ہی عجب دام انتشار مین روح

عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے / کنار قبر مین ہے رحمت فشار مین روح

۱۴۵ خوش آئی عادت طفلی پس فنا بہی نسیم
کہ لوٹتے ہی مرے دامن مزار مین روح ۱۵

تن ضعیف سے کہان کہ جو ہوئی بدن مین روح / لپٹی ہوئی ہے جسم سمجہ کر کفن مین روح

ہے آپ اپنے دید مین معشوق باطنی / محو برہنگی ہے لباس بدن مین روح

قائل ضرور چاہیے تکلیف مخلصے / کب سے اسیر دام ہے رکہا ہی تن مین روح

ہر سو لئے ہین نظارۂ باہم کے مشغلے / یان روح تن کی دید مین ہی دید تن مین روح

سینہ ہجوم داغ سے گویا ہے لالہ زار / رہتی ہے یاد دلبر گل پیرہن مین روح

ہر سو ہی مثل نکہت گل جوشش انتشار / ہی جستجو سے دلبر غنچہ دہن مین روح

دیتا ہی زخم مین اثر جان لعاب تیغ / رکہتا ہے ہر شگاف جراحت دہن مین روح

ایسے ہین حلقہ ہای رگ جسم استوا
گویا پڑی ہی بندش تار رسن مین روح

ممکن نہین کہ جای مصیبت فراق کی
نکلی کی ایکدن ہی رنج و محن مین روح

اے عشق کچہ غبار بدن چہوڑ دیجیو
احباب سی لپٹ نسکی گی کفن مین روح

غافل طلسم دہر مقام فریب ہے
اٹکا نہ تو محبت ہر مرد و زن مین روح

کیسا لعاب افعی گیسو مین زہر تہا
پانی ہوی جو دیکہتی ہی میری تنہین روح

اے شمع رو بصورت پروانہ رات دن
رہتی ہی محو دید ترے انجمن مین روح

عصمت شعار پاک ہین لوث نگاہ سے
پردہ کیے رہی گے حجاب بدن مین روح

ہر وقت ہو اذیت بیحد ہمین نسیم
بیچین ہو خیال بت سیم تن مین روح

۱۴۶	ردیف خاے معجمہ	۱۵

نہین جلاد کی کچہ آستین سرخ
شہیدون کے لہو سے ہی زمین سرخ

دکہایا اشک خونین نے نیا رنگ
سر دامن سے ہی تا آستین سرخ

یہ رنگ پیرہن تہمت فزا ہے
کہ ہے قاتل ابہی تک آستین سرخ

غضب لائیگی یہ آتش مزاجی
کہ ہے غصہ سے روی مہ جبین سرخ

شگون قتل ایذا دوستان ہے
جو ہے بر مین لباس نازنین سرخ

ہمارا لخت دل ہو زیب خاتم
کہ اب بہتر نہین اس سے نگین سرخ

خبر کیا میرے دل کی پوچہتے ہو
سنان تیر کیا دیکہے نہین سرخ

نشان خون بسمل کم نہوگا
رہیگا مدتون روے زمین سرخ

مین شیدا تہا لب رنگین کا تیرے
کفن دینا مجہے ای نازنین سرخ

ترا بسمل جو بیتابی پہ آئے
تو ہو پشت فلک روی زمین سرخ

زبان تیغ سے ہے جسم رنگین
دہان زخم ہین ای ہمنشین سرخ

لباس سرخ پہنا سیم تن نے
نظر آتا ہے رنگ یاسمین سرخ

جما رنگ شہادت میرا ایسا	کہ اونکی اونگلیان ہین برسون مین سرخ
نکالا ہے بغل سے دل ہمین نے	برائے نذر لایا ہون نگین سرخ
نسیم ایسے لکھے ہین شعر رنگین	برنگ گل غزل کی ہے زمین سرخ

۱۴۷	ردیف دال مہملہ	۱۳

نجائیگی تری وحشی کی رائیگان فریاد	یقین ہے کہ ہو زنجیر آسمان فریاد
فلک تو کیا ہے لب عرش تک نہ جائیگی	مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑے لطف سے گذرتی ہے	نہین نا رفغان دوست مہربان فریاد
بہت دنون مین ہمین آج نیند آئی ہے	نکر مزار پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد
یہ ضعف ہے کہ ہم اک آہ کو ترستے ہین	اسیر سینہ ہے کیا آئے تا دہان فریاد
کمال قاعدہ دان ستم ہے برسون سے	اوٹھا چکی ہے بہت صحبت بتان فریاد
اثر بھرا ہے وہ درد فراق کا مجھ مین	کرینگے بعد فنا میرے استخوان فریاد
بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکھی ہین	ابھی نہین ہے تمھارے مزاجدان فریاد
نہ تحت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا	نجائیگی ابھی میری کہان کہان فریاد
کبھی تو جذب محبت اثر دکھائے گا	کبھی تو لائیگی اونکو کشان کشان فریاد
خیال کاکل شبرنگ سے یہ حال ہوا	مرے دہن سے نکل کر ہوے دہوان فریاد
یہی ہے امی فلک پر بصورت الفاظ	سُنین وہ نغمۂ مطرب کرون مین ہاین فریاد

۱۴۸	نسیم چرخ وزمین پر نہین ہے کچھ موقوف کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد	۹

سُناسی کیا تمھین بیمار ناتوان فریاد	کہ دل سے آ نہین سکتی ہے تا زبان فریاد
شب فراق مین تا صبح میرے ساتھ رہی	بہت دنو نہین ہوئے مجھ سے مہربان فریاد
فراز چرخ سے تا عرش کونسا ہے سفر	ابھی نجائیگی دیکھو کہان کہان فریاد

صدا نکلتی ہی ہر استخوان سے وقت شکست
مین گر کے خاک پہ کرتا ہون بے دہان فریاد

فلک کے ظلم سے ہر وقت لب پر آہین ہین
جفاے پیر سے کرتے ہین نوجوان فریاد

وہ لطف کرتے ہین دل دیکھنا جو ہی منظور
مجھے ہی ڈر ہے نہ رکے وقت امتحان فریاد

ہزار طور سے ڈھونڈھا تیا نہین ملتا
نکل کے منہ سے ہوی بے نشان کہان فریاد

بلندیان جو سماتین مزاج عاشق ہین
بہت دلونسے ہی سیاح آسمان فریاد

١٤٩ یقین ہے کہ دکھاے تسنیم کچھ تاثیر
نجاے گی کبھی عاشق کے رائگان فریاد ١٦

اپنی ہستی پر نکیون ہو منفعل ہر بار درد
جانتا ہے دشمن اپنا صاحب آزار درد

وہ بہی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کیواسطے
باعث راحت مجھے ہی کہوا ای غمخوار درد

ایک جانب چارہ گر ہین ایکجانب غیر و دوست
ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
کسقدر رکھتا ہے دلمین عاشق بیمار درد

صورت حرف غلط بیمار ہجران کا ترے
مٹ گیا ای جان زیر سایۂ دیوار درد

ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
دلمین ہے میرے بشکل لذت بیکار درد

صورت معشوق ہی اسکی جدائی ناگوار
دوست رکھتا ہے نہایت زخم جسم زار درد

بے مصیبت دوستی لطف سخن ہوتا نہین
دلمین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد

زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار
کیا کہے رکھتا ہے کیا کیا عاشق ناچار درد

عاشقونکی حال کے معشوق کو پروا نہین
تجکو کیا معلوم ہے رکھتی ہین کیا ای یار درد

نظم ہے کیفیت حال مصیبت خیز عشق
کیا عجب پیدا کرین دلمین مرے اشعار درد

ہمنفس کیا پوچھتا ہی نالے ہین کرتا ہون کیون
آج کی شب ہے مرے پہلو مین بی دلدار درد

کثرت تکلیف سی آتے ہین نالے تا زبان
غیر ممکن ہے کہ ہووے کاوش آزار درد

[illegible]
[illegible] درد

کم نہین ہے زخم سے ایذا کلام تلخ کے
کرتی ہے پیدا جگر مین بات کی تلوار درد

١٥٠	بات منھ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہے آج رکھتا ہے نسیم اپنا دل افگار درد	١٣

نقاب منہ سے اوٹھا دے اگر ہمارا چاند
کنار چرخ سے کرنے لگے کنارا چاند

فروغ رخ کے مضامین کنار فکر مین ہین
ذرا چرخ سے آغوش مین اوتارا چاند

دو نیم ہو ترے تیغ نگاہ سے کٹ کر
جو دیکھ پائے ذرا آنکھ کا اشارا چاند

نہ دیکھے سوے قمر پھر کبھی نظر بھر کر
دکھائی دے جو تجھے ایفلک ہمارا چاند

فروغ حسن نے ایسی تجلیان بخشین
زمین پہ ہو تری پاپوش کا ستارا چاند

یہ نور عکس رخ یار سے ہوا حاصل
کہ اپنے سینے مین آئینے نے اوتارا چاند

اوٹھا نقاب کہ دل دیر سے تڑپتا ہے
دکھا دے حسن جہانتاب کا خدارا چاند

جو دیکھ لے کف پا یار کے قدم چومے
کرے فراق کنار فلک گوارا چاند

پہاڑ نور قدم سے ترے منور ہون
عجب نہین جو بنے روی سنگ خارا چاند

ہلال بنکے فلک پر جو بدر ہوتا ہے
سمجھ گیا تری ابرو کا کچھ اشارا چاند

تمہارے حسن نے ہر دانو مین اوسے جیتا
ہزار طرح سے گھٹ بڑھ کے بازی ہارا چاند

چمک کے تیغ تبسم نے روشنی یہ دی
ہوا ہی سینے مین دکھا ہر ایک پارا چاند

١٥١	نسیم ایسی غزل یہ بلند روشن ہے سنے جو یار کہے چرخ سے اوتارا چاند	١٢

کسقدر خاطر غمدیدہ ہی دشوار پسند
جز اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند

سر و تن دیدہ و دل جان و جگر حاضر ہین
آج محروم نہ رکھ کچھ تو کرا ہی یار پسند

دیکھ لیتے ہین تمہین جب ادھر آجاتے ہو
کسطرح ہون نہ ہمین غرفۂ دیوار پسند

رحم کے عرصہ ہے جب سے کہ خفا سے آتے ہو
یہ خوشی ہے جو کہین دلبر آزار پسند

جی کو بھایا ہے کچھ ایسا کہ نہیں کچھ بھاتا — مبتلی صحرا ہے نہ ہے جلوۂ گلزار پسند
کام غلمان سے ہے اوسکو نہ غرض حوروں سے — کچھ نہیں کرتا ترا طالب دیدار پسند
خار سے آبلۂ پا کو ہے رغبت ایسے — جسطرح حضرت منصور کو تھی دار پسند
خانۂ قید سمجھ کر نہ بسر کے ہمین — اس لیے روح کو آیا نہ تن زار پسند
تم ہٹیں لاکھ کرو دل نہیں ہٹنے کا مرا — جی میں جو آئے کہو ہے مجھے تکرار پسند
کس لیے چین بہ جبین ہو کہو کیسا ہی مزاج — کونسی فکر میں ہے خاطر اغیار پسند
دام الفت سے بجز مرگ رہائی مشکل — کیا کرے غیر قضا تیر اگنہگار پسند
کیا مزے ہم نفس سرد میں پاتے ہیں نسیم — اس لیے عشق کی ہے گرمی بازار پسند

١٥٢	ردیف ذال معجمہ	١١

ہوش باقی نہیں جسدم سے کہ دیکھا تعویذ — تھرلایا ہے مرے دل پہ تمہارا تعویذ
دل تو کیا جانکے پڑ جائینگے لالے اسکو — آفتیں لائیگا ایجان نہ کیسا کیا تعویذ
جو کہوں وہ نکریں عذر و تامل اوس میں — دوستو لائیو میرے لیے ایسا تعویذ
تھا نہ افسون نہ یہ جادو نہ جگا یا منتر — کچھ تو سوچے کہ جو بون آپنے پہنیکا تعویذ
جو ارادے ہیں طبیعت کے وہ سب ہیں معلوم — کہتے ہیں ہنس کے نہ باندھیں گے تیرا تعویذ
چین کیسا کہ نہیں ہوش کسی میں ایجان — مل گیا ہے کسی استاد سے اچھا تعویذ
پھر کوئی صورت دلخواہ نظر میں آئے — آج تو نام خدا آپنے باندھا تعویذ
یہ تو اک پارۂ دل ہے جو مرے ہاتھ میں ہے — بدگمانی سے اسے آپنے سمجھا تعویذ
گر مری زیست ہی منظور تو جلد ملے مجھکو — دفن کر آتے ورنہ اوسکے کسی جا تعویذ
مہر و مہ گرد ہیں کیا حسن ہے اللہ اللہ — کچھ دکھاتا ہے نئے طرح کا جلوا تعویذ

١٥٣	دیکھی باندھی جو ذرا داغ چھپانی کو نسیم میرے بازو پہ مرے یار نے سمجھا تعویذ	٩

ڈورا ہی چاہیے ایسا جو ہو ایسا تعویذ　　باندھنا رشتۂ جان سے مرے اپنا تعویذ
چاہیے سب سے حسینون کا ہو اچھا تعویذ　　تیرے بازو پہ بندھے شمس و قمر کا تعویذ
اثر گرمی الفت نے کیا سوز رسوا　　جل گیا بعد فنا میری لحد کا تعویذ
عوض ظلم کوی رحم بہی کرا ای گلچین　　قبر بلبل پہ ہو برگ گل تر کا تعویذ
رات دن بازو شر کا نپہ بندھا رہتا ہی　　ہی مرا اشک مرے دیدۂ تر کا تعویذ
پہر وہی حالت دل ہی کہ نہین دم بہر چین　　دوستو لاو کہین سے تو خدا را تعویذ
کچہ ابہی سے خفقان کو مری افزائش ہے　　کیا غضب لائیگا دیکہین یہ تمہارا تعویذ
کہینچ لائی اثر جذب محبت سے بچے　　اوپری ہمنے کیا اسکے وہ پیدا تعویذ
خود بخود وہ لب ہٹ ادہر آئی ہین تسنیم　　کام آیا مری الفت کا لکہا تعویذ

۱۵۴	ردیف رای مہملہ	۲۰

صدقے تیرے جاؤن مرے پیارے مرے دلبر　　تو کیون ہے مکدر
حاضر ہون ترے در پہ جہکائے ہوی مین سر　　لے ہاتہ مین خنجر
جبتک کہ ہون چپ جان غنیمت اسی دلبر　　ہٹ کر نہ ستمگر
کہلوا نہ مرا منہ کہ نہایت ہون مکدر　　کہل جائین گے دفتر
پہیدہ ہب نظر آتے ہین جو دلبر ترے تیور　　ہر وقت ہون مضطر
ہون زیست کے سامان میسر مجہے کیونکر　　جب تو ہو مکدر
کیا پوچہتے ہو ہنسکے کہ تو کیون ہے مکدر　　کیون رہتا ہی مضطر
ہر پارۂ دل آتش فرقت سے دہک کر　　ہی سینے مین اخگر
یہ حسن خداداد کہان او یمین ہی ایجان　　تو کیون ہی پریشان
کیا بات ہی یوسف مین مری آفت دوران　　ہو تجہسے جو بہتر

کیا منہ سے کہون اسکے سوا شکر خدا ہے — جو کچھ ہے بجا ہے
سب جانتے ہین حال مرا مجکو ملا ہے — معشوق ستمگر
کٹتی ہے بڑی کشمکش رنج مین اوقات — آفت ہی ہر اک رات
سنتا نہین وہ ظالم بیدرد مری بات — ای وای مقدر
ہوتا ہی نہین شور کسیوقت ذرا کم — آشفتہ ہے عالم
رہتا ہی بپا کوچہ سفاک مین ہر دم — ہنگامۂ محشر
دربان ہی تو ہی ستم و جور مین کامل — بد کہنے سے حاصل
کیون ہمکو کھڑکتا ہی کہ قابو مین نہین دل — ہین عاشق مضطر
اک طرفہ تماشا یہ نمایان ہے مری جان — روتا ہون جو ہر آن
جو بوند گراتی ہی مری چشم درافشان — بنجاتا ہے گوہر
اب چارہ گردون کا بھی ہوتا ہے اشارا — ہمکو نہین یارا
جز وصل نہین عاشق بیتاب کا چارا — کیونکر نہو مضطر
ساجد ہین ترے در پہ مسلمان و برہمن — رکھے ہوی گردن
پھر عارض تابان کا دکھا جلوۂ روشن — او آفت محشر
پھر خوبی تقدیر سے آئے وہی شکل — ہو جائینگے بسمل
پھر آج ہین اوس قاتل خونخوار کے ایدل — بدلے ہوے تیور
کیونکر نہو ہر عاشق بیتاب کو ارمان — قربان دل و جان
دو عارض تابندہ ترے ای مہ تابان — ہین صبح مکرر
جب سے کہ ہوا ہین غم فرقت مین گرفتار — مانند گنہگار
وارستے ہین ایجان مرے دیدۂ بیدار — ہر دم صفت در
ہان قسمت اغیار پہ شک آتی ہین ہر دم — کیا اور کہین ہم

سو رہ مرے پہلو مین بھی اے فتنۂ عالم — شب بھر نہین دم بھر

اے دل ہوس عشق نہ کرنا کبھی زنہار — ہشیار خبردار

کب پوچھتے ہین بات حسینان جفاکار — بے سلسلۂ زر

رنج سخن تلخ کے شہرے ہوے ہر سو — نادم نہین کچھ تو

شمشیر زبان کی تری اے دلبر بدخو — کھلنے لگے جوہر

تدبیر ہے بیفائدہ اچھا نہین انجام — ہون عاشق ناکام

آئیگا شب ہجر مین کیونکر مجھے آرام — بے پہلوے دلبر

۱۵۵ دل حاجت دنیا سے پریشان ہے کیسا — کوڑی ہے نہ پیسا

افلاس نے گھیرا ہے نسیم آپکو ایسا — اے واے مقدر ۱۴

جسنے دیکھی ہو تری رخسار روشن کی بہار — کب خوش آتی ہے اسے اے دوست گلشن کی بہار

اسقدر نازان نہو یہ رنگ گل ہے بے ثبات — چار دن کے واسطے بلبل ہے گلشن کی بہار

فرقت جانان ہجوم رنج بیتاب بیکسے جوش — دل ٹھکانے ہو تو دیکھین چل کے گلشن کی بہار

کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی — عارض گل کیطرح مہمان ہے گلشن کی بہار

جلوۂ رخسار تابانکا جو ہر جانب ہے عکس — برق تابان کی چمک ہے ہے دامن کی بہار

کیون خفا ہوتا ہے چھینٹو نسے لہو کے بار بار — اور بڑھ جائیگی ظالم تیری دامن کی بہار

سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہے عیان — دیکھ آکر اے ستمگر میرے مدفن کی بہار

گر نہین کوئی نہو باقی ہے کسکو احتیاج — دیکھتی ہے بیکسی اب میرے مدفن کی بہار

کیون نہ صدقے جائیے اے دل ہجوم داغ کی — کم نہین ہے جلوۂ گلزار سے تن کی بہار

ہان اوٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری — دیکھنے آتی ہین ہم بھی تیری جوبن کی بہار

کہتے ہو تم بھی پہن جیسا کہ دیکھا تھا انہین — تمکو خوش آئی مگر پوشاک دشمن کی بہار

مثل پیراہن ہے زیور وحشت کی قدر — کم گریبان سے نہین ہے طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سے بھڑک اوٹھتی ہے جب سینے میں آگ
گرد ہو جاتی ہے اکثر شمع روشن کی بہار

۱۵۶ داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہے نسیم
دیکھتے ہیں ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار ۱۷

پھر شجر سرسبز ہیں کہتے ہیں آتی ہے بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار

مدتوں سے منتظر بیٹھے ہیں مشتاق جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار

دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہے
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہے بہار

رہتے ہیں فصل خزان کی مدتوں تنگ گرمیان
چار دن کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہار

سبز کر دیتی ہے پی سرخ کر دیتی ہے پھول
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہے بہار

کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
دیکھیے جس رنگ میں کچھ رنگ لاتی ہے بہار

جلوہ گلشن دکھا کر بخشتے ہیں راحتیں
کلفت رنج خزان دل سے مٹاتی ہے بہار

چھپ کے خود پردے میں کر دیتی ہے ظاہر صورتیں
آپ پنہان ہے مگر جلوے دکھاتی ہے بہار

حال ہو جاتا ہے ابتر رنگ عاشق کی طرح
سنتے ہی نام خزان کچھ سہم جاتی ہے بہار

غیر ممکن ہے کہ چھوڑے ہی ہنسائی صبح کو
رات بھر غنچوں کو کیا کیا گدگداتی ہے بہار

خندۂ گل کی صدائیں ہی سب آتے نہیں
جوش وحشت کے ہیں مژدے سناتی ہے بہار

اپنے استقبال کو دل سے نکیونکر خوش رہے
پہلے سب کے باغ میں بلبل کو پاتی ہے بہار

بلبلیں ہوتے ہیں خوش رنگینی گل دیکھ کر
اپنے احسان چار دن سب پر جتاتی ہے بہار

بے ثباتی کا جو اپنے دھیان آتا ہے اوسے
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھیں چراتی ہے بہار

غالباً معشوق ہے یہ بھی کسی کے ورنہ کیون
آپکو ہر چشم بینا سے چھپاتی ہے بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہے چشم غور سے
کب بھلا سنتے ہیں غنچے مسکراتی ہے بہار

۱۵۷ آمد فصل خزان ہے لطف رخصت ہے نسیم
چلیے اب سوئے چمن سنتے ہیں جاتی ہے بہار ۱۸

آنسو نہین ہین یہ مژۂ اشکبار پر — گویا نمود آبلہ ہے نوک خار پر

ناصح نکر یہ سرزنشین بس معاف کر — کب اختیار ہے دل بے اختیار پر

افعی کا شک ہوا کبھی زنجیر ناز کا — کیا کیا گمان نہین ہین گیسوی یار پر

تائب ہون مدتو نسے سمجھنا نہ اور کچھ — تم سو رہو بس آج مرے اعتبار پر

جلوے سے دکھا رہا ہی عجب رنگ سوسنی — نام خدا لبون کی مسی ہے بہار پر

کسطرح آئی چین سبھے ہجر یار مین — بجلی گر رہی ہے غم کی دل بیقرار پر

گلچین ہے باغ مین نہ فغان عندلیب — دہوکے خزانکے ہوگئی ہین فصل بہار پر

کیسے یہ یاد گل سے تھے کہ خاموش کردیا — نالے بہی آسکے نہ زبان ہزار پر

رہنے دے کوئی یار مین جز و ضعیف ہون — احسان کر اے صبا مری مشت غبار پر

کر امتحان حق وفا عاشقون کا کچھ — صیاد عندلیب کے کہول اکبار پر

امیدوار جوش جنون چند روز سے — بیٹھے ہوسے ہین آمد فصل بہار پر

جلوے دکھا رہے ہین جگر مین جو داغ — جوبن ہے آج کل تو مرے لالہ زار پر

ثابت نہین یہ کسکی پر ارمانکی خاک ہے — اک بیکسی برستی ہے شمع مزار پر

رہتی ہے اشکبار جو شب بہر وہ میری طرح — ہنستی ہے صبح گریۂ شمع مزار پر

جو آسمین روشنی ہے وہ او سمین چمک کہان — چشمک ہے اشک کی گہر آبدار پر

تارے بہرے ہین دامن شب نے یہ گمان — افشان چمک رہی ہے جو گیسوی یار پر

مدت کے بعد چند نفس چین آگیا — رکھا ہے کسنے پاؤن ہمارے مزار پر

١٨٨	کہاتے ہین داغ ہمنے یہا فتاب کہ ای شبنم دہوکا ہے گلستان کا دل داغدار پر	٩

ہو نمین عاشق جان جاتی ہے مری او سن لغر پر — وہ جو آیا تہا نظر موسی کو جلوہ طور پر

بسکہ لازم ہے حضوری عاشقونکی واسطے — دیکہ میرے دلمین دیکہا تہا جو موسی طور پر

لطف دید بی تکلف ہین ہر عاشق کے لیے
آنکہ بہی جہپکی تو کیا موسی نے دیکہا طور پہ

ہر تعلق سے بری رہتا ہون مین مثل ملک
پہر طبیعت آگئی ہے ایک رشک حور پہ

یہ نزاکت یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان
تجکو دیکہا ہر پڑے گی آنکہ کیونکر حور پہ

ایک ہی گو نام مین لیکن جدا خصلت ہین یے
آنکہ رندون کی پڑے کیا زخم کے انگور پہ

وقت بیہوشی جو لب پر نام انگور آگیا
ہاتہ ڈالا مینے اپنے زخم کے انگور پہ

وہ حرارت ہی کہ جو بہتا ہی آنسو آنکہ سے
آتے آتے سوکہ جاتا ہے تن محرور پہ

وہ نہین آگاہ رسم دوستی سے جان جان
رحم کرنا چاہیے کچہ عاشق مجبور پہ

۱۵۹ ولہ ۱۷

غل اگر آہین کرین گے خاک پر
جائین گے نالے مرے افلاک پر

ہاتہ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
یہ ارادے ایک مشت خاک پر

روح عاشق یا حجاب آرزو
ہین گمان کیا کیا تری پوشاک پر

چپ سکے گا تمسے کیا میرا مزار
حسرتین لوٹا کرین گے خاک پر

تیغ غم کس کس طرح روز فراق
ناز کرتے ہے دل صد چاک پر

داغ دل بیکار جانے کا نہین
پہول لالے کا اوگے گا خاک پر

صید جو دو چار ہین لٹکے ہوے
آج عالم ہے ترے فتراک پر

بوسہ لبہاے گلگون جو لیے
رنگ ہی ہر ریشۂ مسواک پر

کیا عجب مجہ رند کا آنسو رہے
دانۂ انگور بنکر تاک پر

حسرت افزا ہے مرے طبع روان
رشک ہی اس توسن چالاک پر

کچہ تو فرما خطا کیا ہوگئے
قہر کیون ہے عاشق غمناک پر

ابر کو دریا کو وقت امتحان
رشک آیا دیدۂ نمناک پر

نعمتین مالو اگر ہے آرزو
آکے تم میرے مزار پاک پر

خال اک دانہ ہے کیونکر رہ سکے
آپ کے رخسار آتشناک پر

یاد دندان پر سے رو آ گئے
برق چمکی خاطرِ غمناک پر

کسطرف جاتا ہے وہ عیار آج
بیٹھیے اب چلنے اوسکے تاک پر

۱۶۰
جان و دل محوِ محبت ہین نسیم
مین فدا ہون صاحبِ لولاک پر
۱۳

جما ہی قطرۂ خونِ جگر شمشیرِ دشمن پر
تماشا ہی یہ گل بھولا نیا دیوارِ آہن پر

اذیت دی مری سوزِ نہان نے جلنے دو انکو
زبان مین پڑ گئی چھالی قدم رکھا جو مدفن پر

اثر ہی غفلتِ عشقِ صنم کا خاک مین اب تک
قدم رکھی سے نیند آتی ہی میری سنگِ مدفن پر

وہ پیہ ارمان اٹھا مین اس جہانسے بعدِ مردن بھی
ہزارون آرزوئین لوٹتی ہین خاکِ مدفن پر

شگافِ پیرہن سے کثرتِ شادی ہویدا ہے
گمان ہوتا ہی سینے کا ہمارے چاکِ دامن پر

رگِ گردن نہ کیونکر صورتِ زنار ہو جاے
طبیعت آگئی ہی اپنی اک طفلِ برہمن پر

کبھی خنجر کبھی شمشیر وہ رکھتی ہین پاس اپنے
نہ کیونکر رشک پیدا ہو ہمین تقدیرِ آہن پر

دکھاتی ہی قیامت جلوہ دیوانگی چلنے مین
یقین ہی صور کا ہر نالۂ زنجیرِ آہن پر

بنایا باغ کو بھی دشت آخر بختِ بلبل نے
نظر آتی ہین کانٹے ہر طرف دیوارِ گلشن پر

سیاہی بی سبب ہی نہین خالِ مہ ہو کے سے
گمان ہی بختِ عاشق کا ہمین گلہائے سوسن پر

خوشا قسمت کہ ہم آغوش ہردم جسکے رہتا ہی
بجا ہی رشک گر آوے مجھے تقدیرِ دشمن پر

پسندِ چشمِ سوزن ہون اگر مین کیا عجب اسکا
نقاہت سی گمان ہی رشتۂ باریک کا تن پر

گلو سے کردیا آزاد اوسکو سر سے ہاتھون نے
جنون جہان ہوا تیرا نہایت طوقِ گردن پر

۱۶۱
ولہ
۱۵

رحم آجاتا ہی دشمن کی پریشانے پر
زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر

کیون رکھا کاتبِ قدرت نے فلک پر خورشید
[illegible]

صاف رکھ قاتل عالم شکن ابرو کو — مورچہ جم نہ سکے تیغ خراسانی پر
آمد فصل بہاری سے پئے استقبال — کھولے ہین شوق مین مرغان گلستانی پر
نالہ زنجیر سے چپ چھپ کے نکل جاتا ہے — پاسبان پاتے ہین الزام نگہبانی پر
ہو گئی بے سخنی قفل دہن غنچون کو — تہا شگاف بر ادبی خندۂ پنہانی پر
برہمی کرتی ہے مجموعۂ خاطر برہم — صبر کھو دیتے ہین زلفونکی پریشانی پر
نقطۂ حسن ہے تل مصحف رخ پر تیرے — کفر ہے صورت شک آیۂ قرآنی پر
تیرے آگے تو فروغ رخ روشن معلوم — دیجیے نقطۂ شک یوسف کنعانی پر
آسمان صحبت احباب سے کب خالی ہے — نالے رہتے ہین ہمارے فلک ثانی پر
ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل — زخم کھاتے ہین امید نمک افشانی پر
مر گئے ایک ہی جلوے مین پری رو کر — پانون رکھا بھی تھا تخت سلیمانی پر
راہ برگشتہ نصیبی نظر آئے کیا کیا — خضر کا شک ہے مجھے غول بیابانی پر
مر گئے کہتے ہی کہتے ترے گیسو کا حال — مختصر جھگڑے ہوے قصۂ طولانی پر

۱۶۲	قبر مین جوشش گریہ نے ابھارا ہے نسیم ہم تہِ خاک بھی رہتے ہین سدا پانی پر	۱۳

غیر ممکن ہے کہ ہو ہجر مین اے یار سحر — دیکھیے کرتا ہے کیونکر ترا بیمار سحر
ناخن فکر سے بھی کھل نہین سکتی ہرگز — ہو گئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر
نظر آتی نہین کسوقت سے ہم دیکھتے ہین — ہو گئی ابتو بشکل کمر یار سحر
پوچھتا کیا ہے گذرتی ہے شب غم کیونکر — رو کے کرتے ہین ترے عاشق بیمار سحر
کیا کہون ہوتی ہے کچھ اور ہی دنکی صورت — دیکھتے ہین جو ترے طالب دیدار سحر
آنکھین عدہ فراموش کہ عالم ہے تنگ — اب نہ دیکھین گے ترے تازہ گرفتار سحر
مین تو ہون نزع مین انکو ہے اذیت ہر دم — کسطرح کرتے ہین دیکھون مرے غمخوار سحر

منہ دکھاتی نہین افسوس شب فرقت مین
رکھتی ہی عاشق جانباز سے کیا عار سحر

کچھ حیات نفس چند ہی باقی اے دل
ہم پڑین ہونگے کسی کی پس دیوار سحر

رات اور دن کی نمود ہین مری جان ہمین
زلف ہی شام اگر ہین ترے رخسار سحر

ہر نفس ہین دم آخر کے مزے آتے ہین
یہ یقین کب ہی کہ دیکھین ترے بیمار سحر

وہ تو پہلو مین نہین درد کی شدت دیکھین
آج کسطور سے ہو اے دل بیمار سحر

۱۶۳	روز دو چار نئے گل نظر آتے ہین نسیم جاتے ہین ہم جو کبھی جانب گلزار سحر	۱۳

زخم تیغ یار نے بخشا دہان بالای سر
شکر کو کیونکر نہو ہر مو زبان بالای سر

نوک نیزہ سر پہ ہی گردن پہ ہی پیکان تیر
اک زبان زیب گلو ہی اک زبان بالای سر

زندگی کرتے جو بحث حرمت بادہ حرام
کھینچکر رکھدیتے واعظ کی زبان بالای سر

خوب دیکھی اس خراب آباد کی پست و بلند
خاک زیر پا ہی و و آسمان بالای سر

عاشق اوسکا ہون کہ ہنگام فراق جسم و جان
لیگی لاشے کو مرے حور جنان بالای سر

راحت آغوش کف پا کی حنا حاصل کرے
بل کرے کیونکر نہ زلف ایجا جان بالای سر

پیچ و خم پھر افعی گیسو کے دکھلانے لگا
پھر بلا لایا دل نامہربان بالای سر

اے فلک تیرے ستم کو کیا سمجھتے ہین بھلا
لیتے ہین ہر روز ہم جور بتان بالای سر

کسکی پابوسی کے خاطر یہ بلندی ہی تجھے
اے فلک ہی کونسا عرش آشیان بالای سر

شاہد سودای عشق یار ہین مجکو عزیز
سنگ طفلانگی مین کھتا ہون نشان بالای سر

صحبت یکدم سے بلبل کو نہ گلچین منع کر
لے نہ جائیگی اوٹھاکر بوستان بالای سر

سایہ پہ ورد تمنا ہے دل ناداں مرا
لائیو آفت نہ کوئی آسمان بالای سر

۱۶۴	قید ظالم سے ہو حاصل مخلصی کسدن نسیم دیکھیے کبتک رہے یہ آسمان بالای سر	۱۱

ہی بلند ہین ہی پستی کا نشان بالای سر
آسمان رکھتا ہی اور اک آسمان بالای سر

صحبت اعلی سے ادنی کو بہی عزت ہی حصول
طرۂ دستار نے پایا مکان بالای سر

کب بہلا فرصت ملی تعلیم گردش سے ہمین
روز چکر کر رہا ہے آسمان بالای سر

خواب تنہائی میسر ہے کہان اس ہجر مین
جل رہی ہین آسمانکی بجلیان بالای سر

دیدۂ پیہم سے بہرے ہین جو ملین کیا کیا حو صلے
خوش نہین آتا حجاب آسمان بالای سر

دیکہہ ہی رفعت کا باعث اتحاد خاک و باد
جاتی ہی اوڑ اوڑکے گرد کاروان بالای سر

نذر لیلی کے لیے کس شوق سے اک مشت خاک
دشت سے لایا ہی قیس ناتوان بالای سر

کس ادب سے پیش آتی ہے پس مردن صبا
رکہتی ہی مشت غبار بیکسان بالای سر

ابر مین اٹہکیلیان غنچو نسے کرتی ہی صبا
شوخیان کہلاتی ہی برق طپان بالای سر

نالۂ جانسوز بہی افسوس کر سکتے نہین
پہر بلا لاتے نہ کوئے ہمزبان بالای سر

۱۶۵	تنگ ہین ہم اس دل نالان سے کیسی ای نسیم روز ہی ہنگامۂ شور و فغان بالای سر	۹

مرگئی افسوس ای بلبل نہ کیون سر توڑکر
کردیا قید قفس صیاد نے پر توڑکر

کیون مکدر ہو کہو کیا شئی تمہین ملتی نہین
حکم ہوا دون فلک سے یار اختر توڑکر

خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تہا ایسا بدن
منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑکر

بعد مردن چاہیے صیاد کچہ الطاف ہے
قبر پر بلبل کے رکہدینا گل تر توڑکر

خستہ جانو پر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
رنج بلبل کو نہ دی گلچین گل تر توڑکر

دیکہتا وہی صفا کی جو تیرے روشنی
پہینک دیتا یار آئینہ سکندر توڑکر

سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمی دیے
باندہ کر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑکر

ایک قطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے
حیرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑکر

۱۶۶	اوسکی کوچی تک رسائی کسطرح ہووی نسیم	کوئی بڑہ سکتا نہین جب مقدر توڑکر	۱۸

جسطرح آہو نہ آئی وحشت ایجان چھوڑکر
جا نہیں سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑکر

غیر ممکن ہے کہ مجسے ترک عشق زلف ہو
جا نہیں سکتا پریشان کو پریشان چھوڑکر

تنگ خاطر رحم کے قابل ہے چندے پاسبان
مین ابھی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑکر

صاحب اسلام ہین ای عشق ہمسے ہی محال
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑکر

رہتے رہتے بیکسی کو بھی محبت ہوگئی
کسطرح جای مرا حال پریشان چھوڑکر

مرتبہ بہتر ہے کچہ آغاز سے انجام کا
ہاتہ دامن کیطرف دوڑا گریبان چھوڑکر

طعنے اب سہتے ہین عریانی کی ای دست جنون
کیون نہ راست تونی لی تار گریبان چھوڑکر

دیکھنی کو کچہ نشان رہنے دے ای جوش جنون
چاک کرسب پیرہن لیکن گریبان چھوڑکر

کچہ دنون مین خاک ہوکر خاک مین ملجاؤنگا
کست بیلا جاتا ہون اب مین کوی جانان چھوڑکر

اتحاد تا قیامت ہی فراق ہمکو محال
جائیگی حسرت کہان گور غریبان چھوڑکر

داغ تن کی لطف یاد آئینگی ایجان حیف ہے
کیسی بلبل تہی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑکر

نام بہی لیتا نہیں کوئی کسی کا بعد مرگ
منفعل کیسی ہوے ہی جسم کو جان چھوڑکر

ربط باہم مثل روح وتن ہی کیونکر جا سکے
صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑکر

میہمان ہین کچہ تو خاطر کر کہ تیرے واسطے
ای لحد ہم آئی ہین دنیا کا سامان چھوڑکر

وصل کامل کی جدائی فکر ناخن سے محال
بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑکر

دونون تیری جستجو مین پھرتے ہین دربدر تباہ
دیر ہندو چھوڑکر کعبہ مسلمان چھوڑکر

بعد مردن بھی وہی عہد وفا کا پاس ہے
بیکسی جاتی نہیں گور غریبان چھوڑکر

۱۶۷
بیرخ اوس سیر کس لیے رہتے ہو عاشق ہی نسیم
وہ کہان جائیگا تمسا ماہ کنعان چھوڑکر
۱۵

مخلصی پائی بلا سے دل مضطر کیونکر
توڑ لیے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر

آنکہ جھپکی گی نہ مشتاق قضا کی ظالم
دیکہ کرتے ہین نظارے تہِ خنجر کیونکر

اٹھکے اوٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل
گھورتا ہی مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر

کھینچ شمشیر اگر دل مین ارادہ کچھ ہے
دیکھ مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر

گر یہی ضعف رہا فرصت برخیز کی بعد
ناتوان جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر

سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے
منہ دکھائیگا تجھے خسرِو خاور کیونکر

جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنے کا نہین
مختصر کیجیے طومارِ مقدر کیونکر

کیا وفادار جفا پیشہ ہے دیکھ او ظالم
دوستی کرتا ہے دم سے دمِ خنجر کیونکر

دھوم آئینۂ رخسار کی سنکر تیری
چین پائیگا تہِ خاک سکندر کیونکر

ہر رگِ تن مین ہی میرے اثرِ مقناطیس
مخلصی پائیگا فصاد کا نشتر کیونکر

دیکھ ہر ہر سرِ مژگان کا تماشا ظالم
ڈوب جاتا ہی رگِ جان مین نشتر کیونکر

ساتھ مدت سے ہین سرمایۂ سودا میرے
پھیکدون دامن لبریز سے پتھر کیونکر

سنگدل کو مرے نالون پہ نہ رحم آئیگا
موم ہوجائیگا فریاد سے پتھر کیونکر

آتشِ گرمی مضمون سے ہوا جاتا ہی
نامہ لیجائے گا تا یار کبوتر کیونکر

۱۲۸

صدقے اس قوت بازو کے دل و جان نسیم
دیکھ او کھاڑا ہے علی نے درِ خیبر کیونکر

۲۳

عضو تن میرے دہکتے رہے انگر ہوکر
پرورشِ روح نے پائی ہے سمندر ہوکر

آتے بدخواہ بھی پیش آتے ہین کبوتر ہوکر
تیغ ملتی ہے گلے سے مرے خنجر ہوکر

مختصر ہوکے دکھا لطف درازی اے زلف
میرے آغوش مین آجا شبِ محشر ہوکر

کیسا پایا قفسِ تنگ الٰہی توبہ
طائرِ روح رہا جسم مین بے پر ہوکر

ہاتھ بڑھ بڑھ کے پڑے بھی پہ نہ بڑھنے قاتل
رہ گئی زخمِ جگر جا مقدر ہوکر

روح بھی کوئی دولھن تھی کہ بہیر قالب سے
منہ چھپاتی ہوئے نکلے تہِ خنجر ہوکر

یہ تمنا ہی کہ وہ بھی مری آغوش مین ہون
چھین ہر خلق کو لون دامنِ محشر ہوکر

غیرت آتی ہے شب ہجر مین جینے سے مجھے
رنج دیتی ہے اجل طعنۂ دلبر ہو کر

پڑ گئی چھینٹ تو اتنا نہ خفا ہو واعظ
مے رہے گی تری آغوش مین دختر ہو کر

خواہش وصل سے خط پڑھنے کے قابل نہ رہا
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر

موت شرمائیگی کیونکر مجھے بد عہد لیے
صاف پھر جاؤنگا مین وعدۂ دلبر ہو کر

آب شمشیر سے محروم نہ رکھ اے قاتل
سوکھے جاتے ہین لب زخم مرے تر ہو کر

نیتین کرتی ہین آتے نہین اللہ اللہ
نیند بھی یار رہی آنکھ سے باہر ہو کر

کسقدر حسرت پرواز بھری ہے دل مین
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر

دود پیچیدہ جو اوٹھے تھے مری آہونکے
مدتون چرخ سے لپٹے رہے اژدر ہو کر

کسقدر راحت آغوش نے بالیدہ کیا
اشک ٹپکا مرے دامن سے سمندر ہو کر

کیا اثر ہے لب شیرین جو تری چوسے تھے
زہر گھلتا ہے دہن مین مری شکر ہو کر

مرکے ہٹ کرتے ہین دیکھو تو عدم کے بھی سفر
حشر تک قبر سے اوٹھتا نہین بستر ہو کر

مضطرب تھا دم تجویز مقرر صانع
رہ گیا مصرع ابرو جو مکرر ہو کر

ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو
گھور لیے رو ہی قضا دیدۂ جوہر ہو کر

بوسے گر ہمنے لیے ہین تو دیے بھی تمکو
چھٹ گئے آپکے احسان سے برابر ہو کر

سر کٹا کر تجھے دکھلائینگے جلوہ ہی قاتل
شمع بن جائینگے ہم قامت بے سر ہو کر

۱۶۹

کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہے تسنیم
شکل خم مثل سبو صورت ساغر ہو کر

۱۸

کبھی ہوتا ہون ظاہر جلوۂ حسن نکو ہو کر
کبھی خاطر مین چھپ جاتا ہون تیری آرزو ہو کر

کبھی کم ہو کے شرماتا ہون مثل قطرہ ساغر
کبھی کثرت سے رک جاتا ہون شیشی کا گلو ہو کر

اٹھا لیتا ہون اکثر ربط یار پاک دامن سے
لپٹ جاتا ہون دست پاسی مین آب وضو ہو کر

سکونت سے بہت بڑھ کی ہے میری خانہ بردوشی
رہا کرتا ہون ہر خاطر مین تیری جستجو ہو کر

نہین ہی احتیاج غیر وقت جوش بیتابی
چہلک جاتا ہون لیے تکلیف ساقی مین سبو ہوکر

سکہاتی ہی نہی تدبیر مجکو میری خاطر نے
پسند آتا ہون دشمن کو بہی تیری گفتگو ہوکر

نہین چلتی کوی تدبیر کیا کیا فکر کرتے ہین
مین کردیتا ہون قائل سبکو تیری گفتگو ہوکر

تقاضای تمنا سے اک جادو گہری بیٹہے
پہرا یا عمر بہر عالم مین تیری جستجو ہوکر

نہ کیونکر شور ہو عالم مین میری فکر خاطر کا
دلونکو کہینچ لیتا ہون تمہارا رنگ و بو ہوکر

نہین ممکن کبہی تر دامنی مین فرق کچہ آئے
بہا کرتی ہین اشک چشم میرے آبجو ہوکر

نشان کیا پوچہتے ہو بی نشانونکی ٹہکانونکا
دماغو مین ہا کرتا ہون مین گیسوکی بو ہوکر

کبہی ملک حلب مین ہون کبہی شہر ختن مین ہون
نہین رہتا ہی شہرت کے صورت آہو ہوکر

خراش زخم سینہ مدتونکا دور کرتا ہون
لپٹ جاتا ہون جب شانی سی زلف مشکبو ہوکر

کمی ہین ہی مری ہستی کی ہستی اور پیدا ہے
کبہی لب جو بہی بن جاتا ہون قصر آبجو ہوکر

اوٹہا لیتا ہون جو آئے مصیبت اپنے سر مین
سہا کرتا ہون ظلم دلربا عاشق کی خو ہوکر

بہلے کو بہی سمجہتا ہون تمہی ہی دوست دشمن کے
نہین قابو مین مین رہتا مزاج جنگجو ہوکر

مری سوز درونی سو طرح کی لطف حاصل ہین
جلاتا ہون دلونکو یاد یار شمع رو ہوکر

۱۷	لہو سے پیرہن تر دیکہکر یارون نے فرمایا نسیم آیا ہے کوی یار سے کیا سرخرو ہوکر	۱۷۰

مین جو بیخود ہون کسیکا روی زیبا دیکہکر
کہتے ہین احباب میری مجکو کیا کیا دیکہکر

سب یہی کہتے تہے وہ بیرحم ہی بیدرد ہی
دل دیا اوس بیمروت کو بہلا کیا دیکہکر

ای اجل قربان تیری مجپہ کیا احسان کیا
خوش ہوا وہ میرے مرنیکا تماشا دیکہکر

دوست روتی ہین عزیز و اقربا بیہوش ہین
تمکو رحم آتا نہین کچہ حال میرا دیکہکر

کیا کہون کیسی بلا آئی ہی میری جان پہ
اوبت کافر تری زلف چلیپا دیکہکر

تیری انکہونکی ہین وہ مستیان یاد آگئین
وقت بیہوشی صنم تاثیر صہبا دیکہکر

لو مین پھر بیمار ہوتا ہون کہین اضی ہو | مین نے سمجھا تم خفا ہو مجکو اچھا دیکھکر
ساتھ تھا اک قافلہ طفلان ایذا دوست کا | وہ بھی کچھ گھبرا ای میرا جوش سودا دیکھکر
ضبط خواہش گر نکرتا یون نہ رہتی پارسا | کیا کہون کیا دلمین آیا تمکو تنہا دیکھکر
مین نے اک دریا بہایا آنکھ سے جی تیرے نکل | اور لہر آئی مجھے بھی موج دریا دیکھکر
ایک کا ہی ایک شیدائی ایک سے آزردہ ایک | حال اپنا ہی دگرگون حال دنیا دیکھکر
وہ ابھی آتے نہین دم سے لے خدا کیونکر سمٹے | ای اجل گھبرا گیا تیرا تقاضا دیکھکر
غیر ممکن ہی کہ خوش آئین ہمین حور جنان | آنکھ اب کس پر پڑے گی حسن تیرا دیکھکر
کیسے یہ بیدرد ہین یا رب کہ بدلے رحم کے | لوگ ہنستے ہین کسی کا مجکو شیدا دیکھکر
دوست دشمن وہ خفا آزردہ مرگ آسمان | رحم آتا ہے ہمین اب حال اپنا دیکھکر
شب جو تھی ہم وہ بہم جوش حسد سے یہ فلک | تھرا لایا عاشق و معشوق یکجا دیکھکر

١٧١

دوستون نے رو دیا جب شکل دیکھی ای نسیم
کیا کہون کیا حال تھا وہ حال تیرا دیکھکر

١٧

مین مرگیا ہون تیرے خریدار دیکھکر | ٹھنڈا ہوا ہون گرمی بازار دیکھکر
افتادگان خاک کو پابوس کا ہی شوق | رکھنا قدم زمین پہ ذرا یار دیکھکر
آئین جو یاد وقت گذشتہ کی صحبتین | رونے لگا مین جانب گلزار دیکھکر
اب دیکھین ہمکو خوبی تقدیر کیا دکھائے | پھر دل دیا ہی یار طرحدار دیکھکر
رنگا ہو گیا ہی جو ہر شخص کو یقین | روتے ہین وہ بھی صورت بیمار دیکھکر
آئینے نے سکھائین انہین کج مزاجیان | ٹیڑھے ہوے وہ ابرو خمدار دیکھکر
برہم ہوا ہی ایک جہان جسطرح کہ مین | محشر بپا ہے جلوہ رخسار دیکھکر
پردہ کیا او نہون نے طلبگار جانکر | چھپتے ہین اب وہ خواہش دیدار دیکھکر
ثابت نہین کہ آج ہوی کونسی خطا | کیون گھورتے ہین مجکو وہ ہر بار دیکھکر

مجکو تو ہے خیال جو تمکو نہین خیال
جلتا ہون مین یہ صحبت اغیار دیکھکر

تیغ نگاہ یار کے دلپر جو زخم ہین
مین کانپتا ہون ابرو خمدار دیکھکر

جھکتی ہے خود بخود مری گردن اوسی طرف
اے یار تیرے ہاتھ مین تلوار دیکھکر

آخر کو رنج عشق سے حالت یہ ہو گئی
روتے ہین مجکو اب مرے غمخوار دیکھکر

درد جگر فراق کی تب شوق کی غشی
حیران ہے چارہ گر مرے آزار دیکھکر

برسے جو آگ صحن زمین پر تمام رات
گھبرا گئی وہ آہ شرربار دیکھکر

ایسا ہجوم شوق نے بیخود بنا دیا
دیوار ہون مین یار کی دیوار دیکھکر

١٧٢ مژگان کے وصف مین نہ لکھی شعر اے نسیم
رکھا قدم نہ منزل پر خار دیکھکر ١٢

اشک امڈے تو دامن سے ٹپک کر باہر
قعر دریا سے نکل آئے شناور باہر

اسقدر جوش محبت سے گلو نے کھینچا
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر

چشم و ز دیدہ بھی وا ہے مرے نظارے کو
سینۂ تیغ سے ہے دیدۂ جوہر باہر

خلعت مرگ مین بھی تنگ دلی اے قاتل
پانو ڈہانکے بھی کفن نے تو رہا سر باہر

جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
او نکل آیا ہے کمر سے ترے خنجر باہر

منہ فقط اتنے لیے وہ نہین کھلاتے ہین
رہے آغوش تصور سے بھی باہر باہر

خاک ہو ندلی کے لیے لائی ہے صبا
کارسازی کے سب اسباب ہین باہر باہر

کاٹتا ہے مرے اس خوف سے بازو صیاد
کہ نہو جائے قفس سے بھی کوئی پر باہر

سلا حضرت دل کا تو بتا وقت شگاف
نکل آئے مرے پہلو سے کچھ اخگر باہر

گر نہین ضبط کا یارا ہے تو ہان بسم اللہ
چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر

کم نہین ایک گھڑی مشغلۂ بیتابی
وحشت دل سے ہے ابر ہی مین گھر باہر

١٧٣ خوف آوارہ مزاجی ہے اتنا ہی نسیم
طفل اشک آنکھ سے رہنے لگے اکثر باہر ١٧

قربان ہو رہی ہے مری جان ادہر ادہر
وان رخنہ ہی جو زلف پریشان ادہر ادہر

جاتے ہین جب وہ سوی چمن سیر کے لیے
ہوتے ہین ساتہ عاشق نالان ادہر ادہر

ہین لخت دل کہین تو کہین پارۂ جگر
رہتے ہین پیش چشم گلستان ادہر ادہر

ہنگامۂ جنون سے جو دونو ہوی ہین چاک
دامن ادہر ادہر ہی گریبان ادہر ادہر

زلفین چہٹی ہوی ہین جو چہرے سے دو طرف
لہرا رہے ہین افعی پیچان ادہر ادہر

دیکہا اونہون نے مردہ مجہے جیتے اشکبار
آئے نظر ہین خواب پریشان ادہر ادہر

یا دشمنون سے قطع ہو یا مجہسے ترک ربط
کیون وہ لگو کر رہی ہو میری جان ادہر ادہر

مطرب وہان ہین جمع تو اساز اسطرف
ہوتے ہین کل سی عیش کے سامان ادہر ادہر

کیونکر کرون مین بات چپ و راست یار کے
رہتے ہین ساتہ ساتہ نگہبان ادہر ادہر

وہ اپنی ہٹ پہ ہین مجہے اپنی کہے کی ضد
سمجہا رہے ہین وہ انکو انسان ادہر ادہر

آنکہون پہ سایبان ہین مژے دید کہون کیا
پہیلے ہوی ہین دامن مژگان ادہر ادہر

وہ بت ہی ہین ہون صاحب دین بہر فیصلہ
ہوتے ہین جمع گبر و مسلمان ادہر ادہر

وہ چاہتے ہین آئین مین کہتا ہون آپ جاوین
کس لطف پر ہی رغبت احسان ادہر ادہر

نالان وہ اقربا سی ہین ہون مجہ سی تنگ
کس کسطرح کی دلمین ہین ارمان ادہر ادہر

ہر جائی انکو کہتے ہین بی شرم مجکو لوگ
اوٹہتے ہین آتے دن ہی طوفان ادہر ادہر

منظور ہی جو رنجش سابق کا فیصلہ
ہر روز جمع ہوتی ہین مہمان ادہر ادہر

ہین پہلوؤن مین داغ جو دونو طرف نسیم
جلوہ دکہا رہی ہین گلستان ادہر ادہر

۱۶۴	ردیف زای معجمہ	۱۲

کیونکر اوٹہای طرۂ زلف دوتا کے ناز
کافر سے نباہینگے ہمسے بلا کے ناز

برسون کے بعد میری بر آئی ہین جتن
کیا کیا نہ آرزو پہ ہوے ہین دعا کے ناز

کس کس مصیبتو نسے ہوئی ہی نصیب مرگ
کیا کیا اوٹہای ہین شب غم مین قضا کی ناز

کھلتے ہین عقد غنچہ کس آہستگی کے ساتھ
ہوتے ہین کیا عروس چمن سے صبا کے ناز

عشاق جانفروش کے کچھ اور رنگ ہین
گستاخ ہو گئے ہین تمہارے اوٹھا کے ناز

اے دل ستمگرونکی جفا سے نہ پھیر منہ
سہنے نہین کشاکش روز جزا کے ناز

گنجایش عذاب دل زار مین نہین
کبتک اوٹھائین ظالم ناآشنا کے ناز

کیا کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سے
لائین ہین آفتین تری شرم وحیا کے ناز

بیہودگی ہے نالہ و فریاد بیکسے
جز مرگ کون اوٹھای مری مدعا کے ناز

نوبت کرے تا بہ قدم یار آ چلی
طولانیون پہ ہین تری زلف دوتا کے ناز

دیکھو ضرور یار نزاکت سے ہو گا رنگ
الجھان نہ اوٹھہ سکین گے قدم سے حنا کے ناز

١٧٥	تن شعلہ ہای غم سے ہوا خاک ای نسیم دیکھین گے استخوان ہمارے ہما سے کے ناز	١۴

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز
ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز

منظور دل ہے عزت بے بردگی ہمین
کرتے ہین چاک کنج لحد مین کفن ہنوز

ابتک وہی ہین ہم سے تری کج ادائیان
اے چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز

ہوتے نہین ہی کام سے ویرانہ دوستی
جاتا نہین ہی سر سے خیال وطن ہنوز

قاتل دم تیغ کرنہ لعاب زبان تیغ
کھولے ہوئے ہین زخم ہمارے دہن ہنوز

تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوے
مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز

ہم سرد مہی ہوی نفس سرد کھینچکر
گرمی و کہار ہی ہی تری انجمن ہنوز

ہر غنچہ منعقد ہی ترے شوق دید مین
پابند آرزو ہی بہار چمن ہنوز

جلوے دکھا رہے ہین مرا داغ سینے دل
ای رشک گل وہی ہی ہوا ای چمن ہنوز

پہلے ہی سے سوال کی ہین بدگمانیان
نکلا نہین ہی منہ سے ہمارے سخن ہنوز

ایسی اسے خوشی آئی ہی قالب کی تنگی
سہنے ہوی ہی روح وہی پیرہن ہنوز

اے جان اضطراب نکرات ہے ابھی
باقی ہے دیکھ صحبت شمع دلگن ہنوز

اوٹھین گے کیا سوال نکیرین کے لیے
باقی ہے قبر مین بھی وہی ضعف تن ہنوز

ہر سخت دل مین ریزۂ الماس ہے تسلیم
بھولا نہین ہے یار کا وہ لوزتن ہنوز

١٤٦	ردیف سین مہملہ	٢٠

کل چھٹ سے پا ئینگے جتنے ہین اسیران قفس
دنکو مہمان قضا رات کو مہمان قفس

دے کہین رخصت فریاد انہین اے صیاد
تنگ آئے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس

مژدہ اے قسمت بد دام بلا مین آکر
میہمان چمنستان ہوئے مہمان قفس

پنبہ در گوش نہ ہو بہر خدا اے صیاد
سن ذرا از سر نو نالۂ مرغان قفس

لوریان گود مین لیکر جو قضا نے دی ہین
پانو پھیلائے ہوئے سوتے ہین مرغان قفس

مژدہ چاک قفس کیا ہو اسیرونکے لیے
آنکھ کھولے ہوئے بیٹھے ہین نگہبان قفس

برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد
جی کو بہلائین تو یہین کاش اسیران قفس

خوابگاہ ستم افزا ہے گرفتارون کی
یارب آباد رہے گوشۂ دامان قفس

فصل گل آئی ہے مرغان چمن ہین دلشاد
کہدو صیاد سے طیار ہو سامان قفس

مخلصی بخیۂ الفت سے بہت مشکل ہے
چھوڑ نیکے نہین ناخن مرے دامان قفس

مخلصی نے ہمین پھر شوق اسیری بخشا
یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس

نیند آجائے اجل سے مرے افسانے سے
تا قیامت نہ کھلی چشم نگہبان قفس

چھوڑ دے توڑ کے بازو کہین باہر صیاد
تنگ آتا ہے اوٹھانا نہین احسان قفس

مخلصی پاکے فراموش کیا مجھکو آہ
یاد آیا نہ احبا کو مین مہمان قفس

چھٹکے ہم مسکن ایذا سے بھی رنجیدہ رہے
مدتون دل مین رہی حسرت ہجران قفس

نہ پڑی آنکھ تری اور طرف اے صیاد
کیا نہ بلبل کے سوا تھا کوئی شایان قفس

اشک خونین کے ہین قطرے مری ہمصورت گل
دیکھ صیاد ذرا لطف گلستان قفس

ہوگئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش
کیا غضب ہے نہ بر آیا کوئی ارمان قفس

ہیبت نالۂ پر غم سے زمین کانپ اٹھی
چرخ چکر مین ہو دیکھی جو مری شان قفس

رنج عشرت سے نہین کم جو ہون احباب نسیم
مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

۱۷۷ ردیف شین معجمہ ۱۹

صاف طینت کو کدورت ہے بدنکی خواہش
روح مین وہ ہون نہین ہے جسے تن کی خواہش

جو کہ معدوم ہین اونکی ہے طلب لاحاصل
نہ کمر کی ہے تمنا نہ دہن کی خواہش

نو مصیبت ہون تمہی الفت دیرینہ سے روز
تازگی پر ہے مرے داغ کہن کی خواہش

پڑ گئی دید گلستان کے ابھی سے لالے
رنگ کہلانے لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوستی غربت مین
کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزوی سخن چند ہے تجھ سے قاتل
اسلیے ہے مری زخمون کو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہمارے آنسو
ایدل زار نکر گوہر عدن کی خواہش

داغ ہین وہ لمین نہین سیر گلستان کی ہوس
باغبان تجکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج
نہ ہے آنیکی ہوس ہے نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون مثل کمر یار پنہان
میری وحشت کو نہین طوق رسن کی خواہش

سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہے اپنا
تو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش

بیخبر ہین ہوس وہ بد مین تیرے ہر دم
روح سے کام نرکھتی ہین بدنکی خواہش

پاک ہین قاقم و سنجاب سے خاکسترپوش
خاکساروںکو نہین زیب بدنکی خواہش

خوب لپٹا ہے لحد سے پس مردن لاشہ
جسطرح ہوتی ہے دولہا کو دولہن کی خواہش

دار فانی سے ہے افسردہ مزاجی حاصل
سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آتے ہین کچھ چاہیے ہے قوت روح
کیون نہ ایجان ہو مجھے سیب ذقن کی خواہش

ہوچکے دشت کے چکر مجھے گھر یاد آیا
شام غربت کو ہوی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی مجھے ایذا طلبی سے رحمت
پھر طبیعت کو ہوی رنج ومحن کی خواہش

فائدہ کیا ہی بہت ہرزہ کلامی سے نسیم
سیکھیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

١٧٨	ردیف صاد مہملہ	١٧

آ دیکھ لے بیتابی بسمل کا ذرا رقص
کرتے ہین پس ذبح بھی مشتاق قضا رقص

رہتا ہی ترے افعی گیسو کا تصور
کرتی ہی مری پیش نظر روز بلا رقص

ہی خواہش تعلیم جو او تری ہر کر سے
سیکھے گی قدم سے ترے کیا زلف دوتا رقص

یاد آتی ہین جب لطف طواف در ایجاب
کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص

وہ ناز اوٹھاتی ہین دم مرگ تمہارے
تورش سر مقتول پہ کرتی ہے جفا رقص

پردہ نہ رہا کچھ ترے بے پردگیون سے
کرنے لگی بیباختہ پابند حیا رقص

ٹھوکر نے سکھایا ترے انداز غضب خیز
زیبا ہی جو چھپ چھپکے کرے دزد حنا رقص

خود رفتگی کیف محبت سے خبر کیا
نزدور کے نزدیک ہی حال فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہین عیش سے مطلب
کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص

ہی منزل بیتابی دل ضبط سے خالی
بسمل ترے کرتے ہین دم ذبح نیا رقص

جانباز وفا بعد فنا ہوتے ہین زندہ
ہی اس لیے بالای مزار شہدا رقص

آنکھونکی اشارے کشش و تلو غضب ہین
ہر ہر ترے انداز سے ہوتا ہی نیا رقص

شب چادر مہتاب بچھاتی ہی سحر تک
کرتی ہی یہان پیش لحد آکے صبا رقص

افسانہ شب سنکے نکل آیا ہے خورشید
کس دھوم سے محفل مین ترے ہی ارے ہوا رقص

نالونکی مری دھوم زمین پر رہی شب بھر
ایوان فلک پر بھی ہی آہونکا رہا رقص

لے لیتے ہو جان عاشق جانباز کی کیونکر
دکھلاؤ ہمین جان جہان پھر ذرا رقص

سوچو تو نسیم آنکی کس لطف سی گذرے
برسون ہی سر شام سے تا صبح رہا رقص

١٧٩	ردیف ضاد معجمہ	٢٤

ایدل سمجھ نہ پاس عزیز و یگانہ فرض — عاشق کیواسطے نہیں رسم زمانہ فرض

تدبیر بھی ضرور ہی ہر قصد کے لیے — کرتو ابھی سے قتل عدو کا زمانہ فرض

ناصح کی پند طعنۂ احباب سن چکے — کرتے نہین کسیکو ہم اپنا یگانہ فرض

کرنی پڑے گی خدمت صیاد عندلیب — دو دن کیواسطے نہ سمجھ آشیانہ فرض

رک جاؤ گفتگو مین نہ ہنگام باز پرس — عاشق کے قتل کا کوئی کرلو بہانہ فرض

زینت سے کیا غرض ہی بس مرگ ہم نفس — چادر کی ہی ضرور نہ ہی شامیانہ فرض

کمل بہت ہی خلعت زر تار گر نہین — محتاج ہر نہین ہی لباس شہانہ فرض

کرتے ہین ہم وہی کہ جو آتا ہی فہم مین — کب جانتے ہین طاعت رسم زمانہ فرض

مفلس ہون اسقدر کہ میسر جو کچھ نہین — کرتا ہون اپنے سایے کو دیوار خانہ فرض

خدمت کا پاس سج تا ہی ظالم کو بھی ضرور — صیاد جانتا ہے مرا آب و دانہ فرض

ایجان جابجا نہ نگہ ہین ہم سمکے نہ ہو — کرلو ہمارے دلکو بھی کوئی نشانہ فرض

اظہار مدعا سے بگڑنا ضرور کیا — ایجان کیجیے سخن دوستانہ فرض

مشاطگی سے حسن خداداد پاک ہے — زلفون کیواسطے نہین تنہ تین شانہ فرض

بگڑا ہوا ہی عمر کا رہوار اس لیے — کرتا ہے ہر کشید نفس تازیانہ فرض

صدمے اوٹھا رہا ہون وہ نازک دماغ ہون — کرتا ہون موج نکہت گل تازیانہ فرض

کیونکر نہ تیرے در پہ رہین جبہ سائیان — عشاق کو ہوا ادب آستانہ فرض

چھوڑینگی خاک ہو کے بھی تیرا نہ آستان — ایجان کرو فا مین ہمین تو یگانہ فرض

آتا ہی تا بہ چشم تمنا سے رزق مین — دامن ہر ایک اشک کو کرتا ہی دانہ فرض

عالی دماغیان نہ گئین بعد مرگ ہے — کرتے ہین ہم ردا ہی فلک شامیانہ فرض

یادش قتل سے مرے ڈرتے ہو کس لیے — لاکھون فریب ہین کوئی کرلو بہانہ فرض

مضمون کے بھی شعر اگر ہون تو خوب ہین — کچھ ہو نہین گئی غزل عاشقانہ فرض

ہر دم جلا رہے ہین دم گرم ہڈیان ۔ کرتے ہین سوز دلکو ہم اپنے زبانہ فرض
جو قابل شنید نہو داستان غم ۔ کہتے ہین کیجیے اوسے تیر افسانہ فرض
دیڈالو تم بہی خمس سخن جلد ای نسیم ۔ ہر مالدار پہ ہے زکوٰۃ خزانہ فرض

۱۸۰	ردیف طای مہملہ	۲۱

قاصد جو پڑہ چکین وہ مرا ماجرای خط ۔ کہنا کہ اور آتا ہے اک خط قفای خط
گم گشتگی کا حال جو لکہا تہا یار کو ۔ وہ پڑہتے پڑہتے بہول گیا ماجرای خط
افسانہای ہجر کی طولانیان یہ تہین ۔ برسون پڑہا کیے نہ ہوئی انتہای خط
فرصت کہان ہے ضعف سے کچہ حال لکہ سکین ۔ قاصد ہمارا شوق ہے بس ہے بجای خط
خط نامہ بر کو پہیر دیا اور یہ کہا ۔ کہنا کہ ہمنے جان لیا مدعای خط
نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہو ۔ جلدی نہ کیجیو مرے قاصد برای خط
گر خط نہ پڑہ سکین تو زبانی ہے نامہ بر ۔ کہدینا مدعای مصیبت فزای خط
کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہے یان ۔ اب اور ہی ہوا ہی نہین ہے ہوای خط
غفلت یہ تہی تصور رخسار یار سے ۔ لکہا ہزار بار وہی مدعای خط
تہا دہیان نامہ بر ہین لگا وقت واپسین ۔ نکلا ہزار بار یہی منہ سے ہای خط
سمجہین نہ کر صاف کہین حال واقعی ۔ کیونکر لکہون کہ وہ ہین مری آشنای خط
آجای نامہ بر جو پس مرگ ہم نشین ۔ دینا مرے مزار پہ لا کر ہوای خط
آجای نامہ بر نہ کسیکے فریب مین ۔ ڈر ہی نہ مدعی پہ کہلے مدعای خط
قاصد جواب نامہ لکہا یار نے مجہے ۔ تعریف مدعا مین کرون یا ثنای خط
مضمون خون دل کو بہی شنجرف سے لکہا ۔ کس رنگ پر ہی شوخی رنگ حنای خط
پڑہ کر وہ خط شوق مرا اوٹہ کہڑے ہوے ۔ تعظیم خواستگار ہوا ماجرای خط
پرہیزگار شوق وہ ہمکو ہین جانتے ۔ مضمون پاک ڈہونڈہ رہای ہین ابہی خط

برسون گذر چکے ہوس انتظار مین	معلوم کچہ نہین سبب التوای خط
رخسار مدعا کے نظارونکا شوق ہے	قاصد دکھادی ناصیۂ خوشنمای خط
قاصد زیادہ اس سے ہوس کیا ضرور ہے	دیتا ہون نقد جان مین تجہی ونمای خط
آخر نسیم نامہ وپیغام تا بکی	بہتر یہ ہے کہ آپ چلو تم بجای خط

۱۸۱	ردیف ظای معجمہ	۵

پاک ہے لذت عشرت سی زبان واعظ	جو بلا آ ہی الٰہی سو بجان واعظ
ہم نفس باغ جنان گھر ہے گنہگارونکا	ڈہونڈہو دوزخ مین کہین جا کی مکان واعظ
خدمت رند قدح نوش مین بے ادبی	جیبین ہے کاٹیے دانتونسے زبان واعظ
خود فراموش ہے کیا اور کو سمجھائیگا	رہت بازونسے کبھی پہ ہے گمان واعظ
کیون نہو تیر اشارات سی عالم مجروح	قد خم گشتہ ہے گویا کہ کمان واعظ

۱۸۲	ردیف عین مہملہ	۱۳

ہجر مین میری سیہ خانیکی رکہ پروانہ شمع	ہای دیکھون آج کی شب ایک جا پروانہ شمع
جب پڑی زنجیر گریہ پہر کہان آزادگی	دام مین لائیگا تجکو اشک کا ہر دانہ شمع
دیکھکر محفل مین دشمن جلتے جلتے بجہ گئی	کہہ گئی پوشیدہ میری حال کا افسانہ شمع
بات کچہ ہو یا نہو آنسو بہا دینا اسے	رکھتی ہے پیری مین جسن گریۂ طفلانہ شمع
روسیاہی قسمت گلگیر مین لکھی گئی	بیگناہی کے لیے پیدا ہوی پروانہ شمع
زندگی تک آتش الفت کی تہین بے گرمیان	جان پروانیکی نکلی ہو گئی بیگانہ شمع
وای قسمت نخل گریہ ایک ہی اوگتا نہین	بوتی ہے ناحق لگن مین اشک کا ہر دانہ شمع
دلکو پنہان رکھو فانوس کی رخ پر نقاب	کسقدر رکھتی ہے پاس فرقت پروانہ شمع
دامن گریہ چہپا دیتا ہے عریانی کا عیب	تن پہ رکھتی ہے ردای اشک بیتابانہ شمع
کیا غضب ہے ہوگئی گل معشوق بلبل سنگئی	کچہ نہ آیا تجکو پاس الفت پروانہ شمع

صاحب زینت نہین محتاج زینت غیر سے
حاجت مشاطہ رکہتی ہی نہ فکر شانہ شمع

قیدی زنجیر گریہ کیون ہی دیوانونکی شکل
مانگ لی پرواز کرنیکو پر پروانہ شمع

بعد مردن عاشقونکی پاسبان معشوق ہین
رات بہر کرتے ہی حفظ لاشۂ پروانہ شمع

۱۸۳ — ولہ — ۱۴

حسن معشوقی مین بہی رکہتی ہی ناسور شمع
سوز باطن تو نہ کم ہوتا جو ہوتے حور شمع

کیا فروغ مرگ ہی ای حور عاشق کا ترے
گل چڑہاتی ہی لحد پر بنکے نخل نور شمع

اشک غلطان لاتی ہی او دست تیری نذر کو
جانتی ہی آنسوون کو دانہ انگور شمع

اشک کے دامن مین کہلی اپنی پروانیکی لاش
مفلسی سے کچہ نہین رکہتی اگر مقدور شمع

گر میان و کہلا رہی ہی اپنی جسم سرد کی
صرف سوزش کر رہی ہی روغن کافور شمع

سر کٹاتے گر فروغ زندگی منظور ہے
دیکہ وقت روشنی رکہتی ہی کیا دستور شمع

دغدغہ ہی اتحاد یار اید ا دوست سی
جانتی ہی ہر لب گلگیر کو ساطور شمع

حسن تابندہ ہی شعلہ رشتۂ پیچیدہ زلف
سامنے پروانیکے آتی ہی بنکر حور شمع

بیحجابی کے مزی اوٹھے نہ پردہ اتنے سما
جل رہی ہی پردۂ فانوس مین مجبور شمع

رکہتی ہی سینہ مشبک کثرت ناسور سے
سر سے پا تک ہی بشکل خانۂ زنبور شمع

خودنمائی ہی حسینون کے لیے بی پردگی
عیب عریانی سے ہی اسواسطے معذور شمع

یہ نجاتی گر سرِ رخسار آتشناک سے
بزم جانانمین تہ فانوس رکہدو دور شمع

چند دم کی روشنی پہر آنسوونکا ڈہیر ہی
ہی بہلا کس حسن بے اثبات پہ مغرور شمع

۱۸۴ — ۲۶

زیر مدفن روشنی اعمال کی ہی اے نسیم
آرزو خورشید کی ہمکو نہ ہی منظور شمع

سر محفل کبہی رکہتی ہی جو یہ دستور شمع
ایک ہی پاسی گہڑی ہتی ہی شب بہر دور شمع

دیر سے تکتی ہی تیرا عارض پر نور شمع
دیکہ تو کیا دیکہتی ہی او بت مغرور شمع

پارسائی کے ہین عومی کیون نہو مغرور شمع
پردۂ فانوس مین ہے شاہد مستور شمع

اتحاد تیرہ باطن سے نہین مسرور شمع
دود شعلہ سر سے رکہتی ہے نہایت دور شمع

جلوۂ عارض سے تیری کیون نہ بہاگے دور شمع
سامنے خورشید کے رکہتی نہین ہے نور شمع

آبلے اشکو نکے رخ سے کر رہی ہے دور شمع
پالگن مین بہر رہی ہے دانۂ انگور شمع

کونسے وقت اوسکو یاد سوز پروانہ نہین
کب بہلا رکہتی ہے ٹہنڈا سینۂ محرور شمع

شعلہ کاہے کو ہی سر پر ہے یہ چوٹی نور کی
جب جلوہی ہون نمایان کیون نہو مغرور شمع

خود بہا دیتی ہے جب ناسور کو بہر دیجیے
جانتی ہے نمک اپنی زخم پر انگور شمع

عکس سے تیرے عارض شفاف کا جو پڑ گیا
کسقدر چمکی ہے گویا ہوگئے بلور شمع

جسم گیا ہے جابجا دود جگر پروانے کا
سر نگین کہتی ہے ہر ہر دیدۂ ناسور شمع

کسقدر انداز کے تیر نظر کا خوف تہا
کیون ہوی تہے پردۂ فانوس مین مستور شمع

آنکہ بہی پائی ہے قسمت سے تو وہ ناسور کی
کسکو دکہلائی یہ اپنا دیدۂ بی نور شمع

شاہدان شعلہ رو کو چہ گردی عیب ہے
دو سر پا سے ہوی ہے اس لیے معذور شمع

لن ترانی کر رہا ہے تاج شعلہ فرق پہ
آج تو دکہلا رہی ہے کچہ فروغ طور شمع

ہٹ گیا منہ سے دوپٹا روشنی عارض کی
آفتاب حسن چمکا ہوگئے بے نور شمع

قصد میرا دیکہ کر کہتے ہین ہو سوز سے
کچہ حیا کر دیکہ تو وہ دیکہتے ہی دور شمع

صدقے مین اوس تیرگی کے جسمین تم نہو جا
جلد اٹہو گل کرو ایجان نہین منظور شمع

دیکہ سوز ہجر سے میرا فروغ استخوان
کیون منگاتا ہے عبث اے یار بالشک حور شمع

یاد آتی ہے جو اوسکو صحبت پروانہ ہائے
رو رہی ہے ہمکو تمکو دیکہکر مسرور شمع

منہ سی اتنا بہی نہ نکلا کیون جلاتے ہو مجہے
ہوگئی ایسی تمہاری سامنی مجبور شمع

سر پہ بار شعلہ دامن مین کچہ اشکونکا ہجوم
آگے محفل مین تمہاری بن گئی مزدور شمع

سوز میرا سا تمہاری حسن کی سی روشنی
دونون باتین کی ہین پیدا کیون نہو مغرور شمع

یہ بھی سیکھی ناز معشوقی تمہاری شرم سے
پردۂ فانوس مین رہنے لگی مستور شمع

زخم ملتا ہی حسینونکو بھی جو رچرخ سے
رکھتی ہے سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع

١٨٥ | اس زمین مین اک غزل لکھو مضامین نسیم
جلوۂ افکار سے ہی خاطر مسرور شمع | ٣١

اس فروغ چند ساعت پر نہو مغرور شمع
صبحکو ہو جائیگی رزق دہان مور شمع

آپ بھر لیتی ہے اپنے اشک سے ناسور شمع
رکھتی ہے کب احتیاج مرہم کافور شمع

آجکی شب دیکھتی ہے یہ نیا دستور شمع
مجھسے تم کچھ دور رہو اور تمسے ہی کچھ دور شمع

شعلہ رویونکے محبت نے اثر اتنا کیا
بعد مردن بھی ہی اپنی پاسبان گور شمع

بے نیازی ہی بشکل دیدۂ اعمی مجھے
کچھ غرض رکھتا نہین گو پاس ہو یا دور شمع

عکس افگن ہین جو عارض قاتل سفاک کے
سینۂ ساطور مین ہی جوہر ساطور شمع

واہ ری قسمت حصول دید غیرونکی لیے
آنکہ تو رکھتی نہین کیا دیکھی اپنا نور شمع

تیرگی ہی باعث آرام موذی کے لیے
ہوتی ہے ایدل وبال خانۂ زنبور شمع

اسکو شب بھر سوز حال اوسمین شعلی رات دن
کب بھلا رکھتی ہی میرا سا تن محرور شمع

آپ دہو لیتی ہی چہرہ اپنے آب اشک سے
احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع

صورت موسی غشی ہے صاحبان بزم کو
مانگ لائی ہی کہانسے جلوہ ہای طور شمع

وای قسمت بی بضاعت سے خذر کرتی ہین سب
بھاگتی ہے خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع

پاکبازان محبت ہر تعلق سے ہین پاک
بعد مردن بے کفن پروانہ ہی بی گور شمع

جو کہ مہمان خدا ہین اونکو پہر کیا احتیاج
اہل جنت کی لیے ہوگا جمال حور شمع

ہان اسی معشوق عاشق حال کہنا چاہیے
رکھتی ہے سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع

ناز معشوقی نہ انداز حیا زاوسمین ہے
مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع

جسم مجنون زردی چہرہ لیلی کسل ہے
بی سبب کب ہی یہ صورت کچھ تو ہی رنجور شمع

یہہ بہی عاشق ہی کسیکی جو ہوا میرا سا حال
جلوہ گر ہی صورت داغ تن محرور شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچہی تمنی بات
آپکی محفل سے دلمین لیچلی ناسور شمع

سمجہہ وہ روتی ہی مین روتا ہون تیری خوبی
اسطرف مجبور مین ہون اوسطرف مجبور شمع

ہمین سوز عشق تیرا وسمین سوز ظاہری
لائیگی ایسا کہان سے سینۂ محرور شمع

کہتے ہین او ٹہ آکی صدقے ہو کہلی بند نقاب
ایک ہی جلوہ مین اپنی ہو گئی بی نور شمع

بسکہ آنکہونمین تصور آپ کی عارض کا ہے
آج محفل مین نظر آتی ہے مجکو حور شمع

بدگمان جسطرح تم ناشاد جیسی میرا دل
دو بلائین ساتہ ہین ہجوسطرح مسرور شمع

یہہ بہی کیا مین ہون کہ جو ہرگز نہیں شایان رحم
صبح ہی رخصت کر اسکو ہو چکی بی نور شمع

وای غفلت قرب رخصت پر جو ہی اسکو نظر
دیکہو ہم تم عنقریب ہی ہین جو رہی ہی دور شمع

بی زبانی سی ہی چپ سر کاٹکر بجہاؤ گے
بدگمان ہوتے ہو کیون ایجان نہین مغرور شمع

آپکی رخسار روشن نے مٹائی اسکی قدر
اب نظر آنی لگی مثل چراغ دور شمع

التماس آرزو کر کے تمہارے سامنی
ہان مگر ہی خلقت خاموش سی مجبور شمع

ہٹ گیا منہ سی تمہارہی گرد وپٹا ای صنم
پہلے نور صبح سے ہو جائیگی کافور شمع

کب ہین محتاج ضیای غیر عاشق ای نسیم
داغ تن تابندہ ہین دکھلائیگی کیا نور شمع

١٨٦	ردیف غین معجمہ	١٧

دلمین رہتا ہی ضیاہی داغ سے روشن چراغ
گہر عاشق کا یہان جلتا ہی بی روغن چراغ

کب یقین ہی قبر پر اپنی رہی روشن چراغ
تم جلانی بہی نہ آؤ گی پس مردن چراغ

شعلے دیتی ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان
جلوہ گر رہتی ہین میرے زیر پیراہن چراغ

بعد مدت گرم صحبت ہی جو وہ آتش مزاج
شعلۂ افسوس سی ہی سینۂ دشمن چراغ

مخلصی مطلب کے طالب سے ہو ممکن نہین
قید رکہتا ہی کنار شوق مین روغن چراغ

ایک بہی حسرت نہ بر آئی وہ خوش قسمت ہون
مدعی میرے لیے کرتے رہے روشن چراغ

اک تماشا ہی فروغِ کرمکِ شب تاب سے
باغ مین ہر پھول رکھتا ہی تہِ دامن چراغ

روشنی دیتی ہین داغِ دل شگافِ قبر سی
جانتے ہین لوگ جلتے ہین تہِ مدفن چراغ

جسقدر بے مایگی ہو باعثِ آرام ہے
بجھ کی سو رہتا ہی جب تا ہی بی روغن چراغ

یہ جلاتا ہی اونہین آتی ہین پروانے جو پاس
واہی قسمت دوستونکا اپنی ہو دشمن چراغ

شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد
تیرگی بالا ہی مدفن ہی تہِ مدفن چراغ

یونہین مرجاؤنگا مین بہی سوزِ غم سی ای صنم
جلکے بجھ جاتا ہی شب کو جیسی بے روغن چراغ

عکسِ عارض سی تمہاری بڑہگئی دونی چمک
چشمِ بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ

امتحان کیواسطے اکثر بجھاتا ہون جو مین
تابشِ رخسار سی تم کرتے ہو روشن چراغ

انتقالِ روحِ عاشق کا زمانہ ہی قریب
لو مبارک ہو تمہین روشن کرے دشمن چراغ

بجھ سو نکو بہی تمہاری حسن سے ملتا ہی فیض
رات بہر رہتا ہی ہر دیوار مین روزن چراغ

١٨٧ اے نسیم اب تم بدل کر قافیہ لکھو غزل
جوشِ مضمون کہہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ ٩

باعثِ بی رونقی ہی جا ای ویران مین چراغ
اس لیے روشن نہین کرتے بیابان مین چراغ

تیرہ بختو لنے فروغِ ظاہری رہتا ہی دور
کسنے دیکھا دامنِ شامِ غریبان مین چراغ

اوٹھ گیا عاشق کا لاشہ آج جگہ امٹ گیا
پاسبان روشن کری اب کوی جانا مین چراغ

کچھ ہمین مطلب نہین گر پاسبان بیرحم ہے
آہ کی شعلو نسے جلجاینگے زندان مین چراغ

نور کی ہی روشنی سوتی ہین وہ آغوش مین
یا الفلک رکھتا ہون مین بھی آج امان مین چراغ

ہر شگافِ مو سی ضو دیتا ہی حسنِ روی پاک
جلوہ گر ہی کوچۂ گیسوی جانان مین چراغ

سوچتا ہی چپکی چپکی کچھ ہوا کا ہے جو خوف
رات بہر رہتا ہی اپنی فکرِ درمان مین چراغ

نور کی آنسو ٹپکتی ہین خیالِ یار مین
کیا تماشا ہی کہ ہین آغوشِ امان مین چراغ

١٨٨ اے نسیم ابکی خلاف بحرِ سابق لکھ غزل
صبح ہو جائی یہانتک ہو وی لو اے حسن انجم ١٠

ہان کیون نہ پیش بزم رہی بی سخن چراغ
رکھتا نہین نشان زبان و دہن چراغ

محتاج روشنی نہین عشاق آپکے
جلوونسے داغ لگے ہین تہ پیرہن چراغ

مرنے کے بعد بہی وہی شعلے ہین مشتعل
جلتے ہین یہ اندن مرے زیر کفن چراغ

نیندونکے لطف خلق کو بیداریان او سے
ہی پاسبان خانۂ ہر مرد و زن چراغ

در پیش ہونگے عذر گذشتہ اوسی طرح
روشن کرو نہ آجکی شب جان من چراغ

عاشق سے کاوشون یہ ہمیشہ ہے روزگار
جلتا نہین سر لحد کوہکن چراغ

جلتے ہو سیر کو تو رہی روشنی بہی ساتہ
دکھلائیگا نشیب و فراز چمن چراغ

بےرونقی دلیل مصیبت ہے ای صنم
رکھتا نہین مزار غریب الوطن چراغ

مفلس کا لاشہ رات کو اوٹھے تو قہر ہی
خیاط کو بھی چاہیے بہر کفن چراغ

مضمون نور زا جو ہوے ضبط ای نسیم
ہے بزم سامعین مین ہمارا سخن چراغ

١٨٩	ردیف فا	١٢

لائے نصیب کھینچ کے بیداد کیطرف
دن بھر پھرا پھر آیا تو صیاد کیطرف

پاس وفا سے منہ نہ پھرا وقت نزع بھی
دی جان دیکہ دیکہ کے صیاد کیطرف

کیا اضطراب ہی کہ برابر ہین گردشین
سوی چمن کبھی کبھی صیاد کیطرف

ہین اجنبی قفس سے مجھے اجنبی
وہ مجھکو دیکھتا ہی مین صیاد کیطرف

ای دم روزگار نہین بخت عندلیب
کیون کھینچتا ہی تو مجھے صیاد کیطرف

کہتا ہے دل کچھ اور ہے یہ طرفہ لطف ہے
میری طرف نہ اوس ستم ایجاد کیطرف

دیکھی جو مینے روز جزا اوسکی بیکسی
شرما کے ہو گیا اوسے جلاد کیطرف

رو کو خدا کیواسطے یارو کہ جوش شوق
پھر مجکو لے چلا اوسے جلاد کیطرف

ہی مجکو جوش شوق شہادت حیا کے ساتہ
گردن جھکائی جاتا ہون جلاد کیطرف

شوق نیاز ہون کبھی قہر نگاہ ہون
اپنی طرف ہون مین کبھی جلاد کیطرف

ایسے مسافران عدم تنگ دل گئے | منہ بہی کیا نہ عالم ایجاد کیطرف
عاشق کا دل ہی ہین خوشی کا گذر کہان | آتا ہی کون خانۂ برباد کیطرف
مژدہ کسی طرح کا سناتا ہی گر کوئی | مین دیکہتا ہون خاطر ناشاد کیطرف
اونکو شگون آمد فصل بہار ہے | تکتے ہین باغبان مری فریاد کیطرف
مشتاق خیال یار ہے یون دلکو جسطرح | رغبت ہو طفل کو سبق یاد کیطرف

١٩٠ | غنچے کہلے ہوے ہین چلو سیر کو نسیم | ١٠
جاتے ہین دام بلبل ناشاد کیطرف

بہلا وہ کیا ہو میرے حال زار سے واقف | نہین ہے جو ستم روزگار سے واقف
وہ عندلیب ہون جسکے کہلی قفس مین آنکہ | نہین ہین لطف خزان و بہار سے واقف
نہین اوٹہائی ہے جسنے تپش جدائی کی | وہ کیا ہو میرے دل داغدار سے واقف
فروغ حسن و شب زلف انکی دیکہی ہے | یہ دل ہی گردش لیل و نہار سے واقف
خیال گریۂ پس مرگ اوسکو کیا ہوگا | جو آج تک نہین میرے مزار سے واقف
نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہونگے | نہین تہی ہم ستم انتظار سے واقف
ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان ہین مجہے | وہ آنکہ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف
خلش اوٹہائی نہ نوک مژہ کی شگون نے | یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف
ڈرو خدا سے گہمنڈ اسقدر نہین اچہا | نہین ہو جذب دل بیقرار سے واقف

١٩١ | مین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اس چمن مین نسیم | ١٣
کہ جو نہین کبہی لطف بہار سے واقف

مین دیکہہ کر ترے طول نہ کیون کہون قد بلائی زلف | جز ابتدا نظر مین نہین انتہائی زلف
حسرت ہی رہ گئی دل عاشق مین ہائے | شانے نے کچہ بیان نہ کیا ماجرای زلف
یارب دراز ہو شب ہجر اسنے بہی زیادہ | رہتی ہی یہ دعا مرے لب پر برائی زلف

عاشق کے دلکو فکر دوئی سے نہیں فراغ — شانہ بھی سر لگا ہی ہوئے ہے قفای زلف
عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہے پیچ و تاب — ثابت نہیں کسیکو ہے کیا مدعای زلف
بخشا جو بیقراری خاطر نے انتشار — ہم کہتے کہتے بھول گئی ماجرای زلف
میری بھی داستان کو اسیطرح طول ہے — جسطرح ہے دراز ترا ماجرای زلف
دیتا ہون اپنی جان اگر کیجیے قبول — رکھتا ہون اور کیا جو تمہین دون بہای زلف
پائی تمہاری سر پہ جگہ واہ ری نصیب — کیا اندنون ہے اوج پہ بخت رسای زلف
اللہ ری ضبط عاشق بیچارہ مر گیا — اتنا بھی اوسکے منہ سے نہ نکلا کہ ہای زلف
صدقے کیواسطے ہے تمہین فکر کیا ضرور — عاشق کی جان جائیگی لیکر بلای زلف
قربان اس نصیب کے کیونکر نہ جائیے — قسمت یہ ہے کہ سر پہ تمہاری ہے جای زلف
سچ ہے ہجوم شوق بھی ہے قہر ای نسیم — کیا کیا بلائین سہتی ہین ہر شب برای زلف

۱۹۲	ردیف قاف	۱۵

ردیف قاف

ہم غریبونکو بھی ملجاتی ہین پیمانہ عشق — یارب آباد رہے صحبت میخانہ عشق
یاد کیا آیا ہے مژدہ کہ جو رونا بھولا — قہقہے کرتا ہے کچھ آج تو دیوانہ عشق
رات کم آتی ہے آرام سے پہر سو رہنا — سن لو کچھ عاشق بیتاب کا افسانہ عشق
آہ ہی رہتا ہے یہان کوئی نہ کوئی مشتاق — کب بھلا رہتا ہے خالی کبھی کاشانہ عشق
اور خاک ایسی نہین جیسی بشر کی ہے خاک — یہی کرتے ہی سدا پرورش ویرانہ عشق
نہ درخت اسکا ہے کوئی نہ کہین پہل اسکا — ظاہرا نخل و ثمر سے ہے بری دانہ عشق
روح پر وار ہوئی کام نہ آئی زنجیر — نہ رکا قید بھی ہو کر ترا دیوانہ عشق
حال کہتی نہیں مر جاتے ہین عاشق خاموش — دیکھو وہ شمع کی جلجاتی ہین پروانہ عشق
سجدے ہوتی ہین ہزارون کے دم مستی شوق — ابتو کعبے سے نہیں کم در میخانہ عشق
بند ہو جائیگا واعظ در توبہ لیکن — وا رہیگا یونہین ہر دم در میخانہ عشق

بیخودی عین خودی ہے جو سمجھ رکھتا ہو / جو کہ بیہوش جہان ہے وہ ہے فرزانۂ عشق
جب نظر آئی تو کھل جائی کہ کیا عالم ہی / صورتین اور ہی رکھتا ہی پری خانۂ عشق
کب تصور ہی سے خالی دل خستہ ایدوست / ہر دم آباد رہا کرتا ہے ویرانۂ عشق
کسکو تھی اسکی سوا منزل ویران مرغوب / سینۂ عاشق افسردہ ہوا خانۂ عشق
ای نسیم اب نہ محبت کی تمنا کرنا / ورنہ پھر لوگ کہین گے تمھین دیوانۂ عشق

ردیف کاف

۱۹۳ ۱۸

پہنچی جو دم شوق نظر یار کی سر تک / اللہ ری نزاکت کہ لچک آئی کمر تک
ای روح نہ اتنا قفس جسم سے ہو تنگ / آ لو پہنچی ہین تیر نظر یار جگر تک
مر جائینگے پہلے دم رخصت طلبی سے / ہم خود سفری ہونگے تمہی وقت سفر تک
کچھ دور نہین تیری نزاکت سی جو بل کھای / مو زلف کی آ جائینگے اگر موی کمر تک
پابوسی کا کل کو ہی آسیب نہ پہنچای / شانہ بھی نہ آ جائے کہین موی کمر تک
گو تجھکو خبر ہو کہ ہو مین نہین غافل / آہین مری ہو آتی ہین ہر شب ترے گھر تک
کیا دخل جو کم ہو مرے گلگونۂ دامن / وا رہتی ہین در زخم کے سینے سے جگر تک
گر بندہ نوازی کا ارادہ ہے تو جلد آ / ہون آج کی شب اور ہی مہمان سحر تک
کیا کیا نہ ارادی تھے مری جوش جنون کے / پہنچا نہ مگر ہاتھ گریبان سحر تک
ای ولولۂ شوق شب وصل صنم ہے / رہ جای کوئی حوصلہ باقی نہ سحر تک
وہ ضعف ہے اک لفظ زبان پر نہین آتا / جا سکتی نہین میری دعا باب اثر تک
جسکے لیے مین بیخبر ہر دو جہان ہون / افسوس کہ اوسکو نہوئی میری خبر تک
اک طرفہ تماشا ہے ذرا دیکھ لو تم بھی / لے آئینگے اونکو بھی کہتی ہوئی گھر تک
ہر چند ہون دیوانہ مگر ہے ادب اتنا / آتی ہے قدم لینے کو وحشت مری گھر تک
تنہا تری کوچے سے کبھی مین نہین پھرتا / محرومی قسمت مری ساتھ آتی ہی گھر تک

وہ حسن کی گرمی ہی جب آتا ہون تمہی پاس
شعلہ سا لپٹتا ہی مری پانوونسے سر تک

ای ضعف اجازت دی کہ ہین برہنہ آنسو
آتا نہین دامن بہی کبہی دیدۂ تر تک

١٩٤ | وہ حال نسیم اب ہی کہ دشمن بہی ہی محجوب
منہ اپنا چہپاتا ہے مرا زخم جگر تک | ١٤

خدارا لیجلو یارو مجہے اوس شوخ بدظن تک
یہ حالت اب تو پہنچی ہی کہ رو دیتی ہین دشمن تک

وہ مطلب ہین کہ جسکو تم زبان پر لا نہین سکتے
وہ خواہش ہین کہ پوشیدہ پہنچ جاتا ہون دشمن تک

خم پیری کی احسانسے جہکی ہے اسقدر گردن
کہ آجاتا ہی اب میرا گریبان میری دامن تک

وہ ہون دیوانہ مفلس سلاسل جیسی ٹوٹی ہی
میسر مجکو ہو سکتا نہین پیوند آہن تک

پہر آئی میری نالی بددماغی دیکہ گلچین کی
کہا غیرت نے مرکر بہی نہین جا بنگی گلشن تک

میری آنسو بہی لطف نے نیاز یسی نہین خالی
وہ گوہر زیب دامن ہین نہین کہتی جو روزن تک

نہین ہی یاد کچہ طول گرفتاریسی سب بہولا
ہزارون بار پہر آتا ہون جا کر مین نشیمن تک

بنا ہون بادہ ہر ساعت مجہی آغوش حاصل ہی
کبہی ساغر کی قالب مین کبہی شیشے کی گردن تک

دو کی آئی نہین تہی مری تاثیر تنہائی
بگولی خاک ہو جاتے ہین آتی آتی مدفن تک

بشکل ابر مسکن مجکو بخل آب ریزی ہی
بہری ہین آنکہ مین آنسو نہین آتی مین دامن تک

نہ آئی گی میسر صحبت دشمن بہی قسمت سے
گل پژمردہ ہون کیا جاؤنگا گلچین کے دامن تک

ندامت کیا ہوی ایسی کہ خصمت سبکو کرتی ہی
ڈہلا آتا ہی مثل اشک رخسارونسے جوبن تک

درختونکو کیا ہی برگ سے رنج مرگ بلبل نے
گلستان مین لباس ماتمی پہنے ہی سوسن تک

١٩٥ | نسیم اک اور بہی لکہو غزل جولان طبیعت ہی
بڑہا آتا ہی جوش نور مضمون فکر روشن تک | ٢٦

حجاب بی بر مانع ہی گذر کیونکر ہو گلشن تک
وہ شبنم ہون پہنچ سکتا نہین پہولونکی دامن تک

بہاتا سیل گریہ کیا کر جاتے یار بدظن تک
گلا گہونٹا گریبان نے جو اشک آئی بہی دامن تک

کمال ضعف سے گھبرا کے آنسو میرے کہتے ہیں
مدد اے اضطراب شوق لے چل ہم کو دامن تک

وہ کہتے ہیں یہ ہے کس کے دل بیتاب کا شعلہ
کہ بھر جاتی ہے اک بجلی سی آ کر میرے دامن تک

ہجوم جوش وحشت سے ہوئے ہیں بے ادب ایسے
گریبان سے الجھ کر ہاتھ آجاتے ہیں دامن تک

ہوا اے بوسہ میں بہ خاک ہو کر بھی پشیمان ہوں
ہوا آنے نہیں دیتی کسی کی مجھکو دامن تک

قدم چھونے نہیں دیتی صفائے عارض جانان
پھسلتی ہے نظر ایسی کہ آجاتی ہے دامن تک

تری چھپنے سے چھوڑا آنسوؤں نے ساتھ آنکھوں کا
گلے مل مل کے آپس میں چلے آتے ہیں دامن تک

ندامت ہو گئی اے دست جنون گر کچھ ہا باقی
غضب آیا جو آیا بخیہ گر کا ہاتھ دامن تک

نگاہ قہر سے کیوں گھورتا ہے دمبدم ظالم
قسم لے جو میرا ہاتھ بھی پہنچا ہو دامن تک

خوشا قسمت قفس میں ہم قفس سے سیکڑوں پر کے
نظر بھی اب تو جا سکتی نہیں دیوار گلشن تک

خطا میری نہیں صیاد میرے آرزو لیجا
کہ مجھکو کھینچ لائی تھی ہوا دیوار گلشن تک

کبھی گلچین نے للکارا کبھی صیاد نے گھورا
نہ ٹھیرا ایکدم گلشن میں جب آیا نشیمن تک

بہار فصل گل آئی ہے میں کنج قفس میں ہوں
صبا کب باد مجھکو ڈھونڈھ جاتی ہے نشیمن تک

نکل آزاد اے صیاد لیکن رحم کر اتنا
نظر سے دیکھ لوں لیچل مجھے اجڑے نشیمن تک

گلوں کے آتش رخسار سے شعلے بھڑکتے ہیں
لگی ہے آگ کوسوں کس طرح جاؤں نشیمن تک

قفس سے چھوٹ کر دام اجل کے تو اسیری ہے
نہیں ممکن کہ میری روح بھی جائے نشیمن تک

وہ بیتابی کہاں ممکن جو توڑے دام جسمی کو
وہ آزادی کہاں حاصل جو لیجائے نشیمن تک

ادائے رسم ماتم ہم صفیر آپس میں کر لینگے
صبا لیجائیو دو چار پر میرے نشیمن تک

قفس رکھا ہے اتنی دور صیاد ستمگر نے
کہ میری آرزو بھی جا نہیں سکتی نشیمن تک

تری عاشق کا لاشہ ناپسند طبع ہے سب کو
نہیں آتا گروہ مور بھی سوراخ مدفن تک

ہمیشہ ہر شگاف قبر سے کچھ دور رہتی ہے
صبا بھی ناز کرتی ہے اگر آتی ہے مدفن تک

تمہاری ہرزہ گردی کا خیال آتا ہے جب دل میں
ڈبو دیتا ہے سیلاب ندامت مجھکو گردن تک

ہجوم کیف مستی سی یہ عالم اٹھو ہی ساقی
چلی آتی ہی می اُبلی ہوی شیشی کی گردن تک

برستا ہی جو ابر تر تمنائین ٹپکتی ہین
ڈبو دی آب مے مین آج ساقی مجھکو گردن تک

غنیمت ہی نسیم آزاد ہونا جب بیسر ہو
ملین گے ہم صفیرونسے پونہچکر صحن گلشن تک

ردیف کاف فارسی

۱۹۶ — ۱۵

پونہچی برونِ سینہ سُلک کر جگر مین آگ
ای اشکِ دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ

باران کے بدلے برق تڑپتی ہی رات دن
کب کے دبی ہوی تھی دل ابر تر مین آگ

دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دی شعلہ ہای حسن نے پای نظر مین آگ

گر سوز عشق اشک کو اخگر بنای گا
دہکا کریگی شام و سحر چشم تر مین آگ

ہو عمر طول آہ شرر بار کی مرے
ہنگام احتیاج ہی موجود گھر مین آگ

جز نخل عشق اور ہی وہ کونسا شجر
ہو جسکی بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ

تھوڑی سی خلاف حلم سے ہوتا ہی خشمگین
کیسی بھری ہوی ہی مزاج بشر مین آگ

پڑتے ہین آبلی جو چھوی کوی اشک گرم
ای چشم تر نہان ہی مگر اس گہر مین آگ

ہی نار سوز ہجر کو پھونکا ہے جسنے دل
کہتی ہی آہ مین لگاؤ جگر مین آگ

وہ سنگدل بجا ہی جو شعلہ مزاج ہے
جو سنگ ہی ضرور ہی اُسکی جگر مین آگ

مین آپ جل گیا تپشِ التماس سے
بخشے مری دعا نے خود اپنی اثر مین آگ

بلبل سے گرمیونسے تعجب ہوا مجھے
بھر دی کہانکی عشق نے اس مشت پر مین آگ

وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

تقدیر سے بگاڑ کا چارہ محال ہے
ٹھیرے کہان شرر جو لگی اپنی گھر مین آگ

کیا منہ ہی کیا مجال کسیکی ہی اب نسیم
پیدا ہو لطف سے جو ہر اک شعر تر مین آگ

ردیف لام

۱۹۷ — ۱۳

کس منہ سے کہتی ہے کہ مین ہون آشنای گل
بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہاے گل

دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا
بلبل کے بدلے زاغ ہین کانٹے بجای گل

آنکھون سے دیکہ لو ستم روزگار کو
کچہ پوچھنا ضرور نہین ماجرای گل

بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن
ہم خوب جانتے ہین یہ تہا مدعای گل

ای عندلیب کیا نفس چند کے بہاگ
دو دنکے بعد پہر ہی وہی ہای ہای گل

ٹہرا اگر قدم بہی تو آغوش دام مین
افسوس دیکھنے بہی نپائے لقای گل

فصل بہار و وقت خزان دو نوسانہ ہین
وہ ابتدای گل ہی تو یہ انتہای گل

کہتی تہی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین
راحت کہان اوٹہا نہ سکے ہم جفای گل

ارباب ضبط کے نہین کہلتے لب سوال
اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذای گل

ای رنج ہجر اور کہین ڈہونڈہ لو مکان
رہتی ہی عندلیب کے دل مین ہوای گل

اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے
آئے زبان پہ نہ کبہی شکوہ ہای گل

رسوا کیا محبت خندید گے نے آہ
کہلنے لگے قریب سحر پردہ ہای گل

شاید نسیم آمد فصل بہار ہے
پیدا ہی چند روز سے سر مین ہوای گل

١٩٨	ردیف میم	١١

دیکہ او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم
چارہ گر سے درد نالان دردِ دل سے ہم

ہای کیا بیجا دکیا ہی غفلت امید نے
حال دل کہتی ہین اپنا پہر اوسی قاتل سے ہم

رشک اعدا نے کہین روشن بدن مین استخوان
شمع محفل ہو کی اوٹہی آپکی محفل سے ہم

اسکو کہتی ہین وفا داری کہ بعد از قتل بہی
داغ خون ہو کر نچہوٹے دامن قاتل سے ہم

طول تہی راہ عدم گہبرا کے سو تی تہین
پاؤن پہیلا تی تہکے جب دوری منزل سے ہم

جسم روشن سے نظر آتی ہین جلوے روح کے
حسن لیلی دیکھتے ہین پردہ محمل سے ہم

خالی از احسان نہین یہ بہی کہ وقت اضطراب
خوش تو ہو جاتے ہین تیرے وعدہ باطل سے ہم

آؤ آپسمین سمجہ لین غیر کا ہے کو سنے
تم کہو دل سے ہماری کچہ تمہاری دل سے ہم

سُنکے رو دیتی ہین اکثر صورت زخم جگر		آپ شرماتی ہین اپنے خندۂ باطل سی ہم
رشک ہی حسرت پہ اوسکی دلمین آتا ہی یہی		اپنے قالب کو بدل لین قالب بسمل سی ہم

۱۹۹	سینۂ دل مین ہجوم داغ حسرت سے نسیم پہول چن لیتے ہین اپنی گلشن جا حل سے ہم	۹

زر گر و حدا خوش ہون وہ کرین تیغ بہ بر ہم		طوق زر تم پہنو پہنین آہنی زنجیر ہم
اور دلیوانو نسے رکہتی ہین ذرا توقیر ہم		ڈالتے ہین آپ اپنے پاؤمین زنجیر ہم
کفر و دین کی قاعدی دونو ادا ہوتین نگے		فبح وہ کافر کرے منہ سی کہین تکبیر ہم
یونہین خوش کرتے ہین دل اپنا امید وصل مین		کہینچتے ہین ایک جا اپنے تری تصویر ہم
آگیا جسدن خیال جوشش دیوانگی		چاک کر ڈالین گے اپنا نامۂ تقدیر ہم
سنتو او ظالم بہلا یہ بہی کوی انصاف ہے		لائق الطاف اعدا قابل تعذیر ہم
وصل میری اونکے ہوگا کیا اب اس مین شک نہین		کہدو آمین ہچکی اس خواب کی تعبیر ہم
روز کا جہگڑا او ٹہائی کون کرلیتی ہین آج		امتحان کاوش قاتل تہ شمشیر ہم

۲۰۰	کیون نہ مستغنی رہین فضل خدا ہی ای نسیم رکہتی ہین ملک سخن کی واقعی جاگیر ہم	۵

پہیا کرین وہ فعی رہزن تو نہین ہم		چوٹی کی طرحسے پس گردن تو نہین ہم
زخمونکو اگر خلق کے آنکہونسے چہپایا		سی دینگے بہلا دیدہ سوزن تو نہین ہم
ظالم صفت شمع مرا احسان بنایا		سر کاٹ کے کہتا ہی کہ دشمن تو نہین ہم
تہی خاک پریشان اسیدن ہی سی آزاد		مردونکی طرح قیدی مدفن تو نہین ہم
دیوار سے کیون رابطۂ دود جگر ہو		کچہ سرمہ کش دیدۂ روزن تو نہین ہم

۲۰۱	ردیف نون	۸

بدلی نہ گالیونسے کبہی یار کی زبان		آئی نہ کام کچہ کسی غمخوار کی زبان

نالہ ہی عرض حال ہی صیاد رحم کر — گویا نہین ہی بلبل گلزار کی زبان
آئیگا کون آبلہ پا جسکے خوف سے — سوکھی ہوی ہی دشت مین ہر خار کی زبان
غفلت شعار گر تجھے آنا ہے جلد آ — لے بند ہو چلی ترے بیمار کی زبان
منہ چڑھنا آجکل نہ کہین شایقان مرگ — بگڑی ہوی ہی قاتل خونخوار کی زبان
موذیکا ہی کمال بھی انجام کو گزند — ہے خوف جتنی تیز ہو تلوار کی زبان
تیر و سنان و خنجر و شمشیر آبدار — ہین زخم چوستے انہین دو چار کی زبان

۲۰۲	واقف نہین فصاحت الفاظ سے عدو سمجھے گا کیا نسیم کے اشعار کی زبان	۷

بجلی سے کوند اوٹھی جو کھلین سیم تنکے پاؤن — خورشید آکی چوم لے اوس گلبدن کے پاؤن
جی کیا لگے کہ صحبت زنجیر بھی نہین — قاتل نے کاٹی بیلی ہی مجھ خستہ تن کے پاؤن
ہون پیک وہم سے بھی مین وحشی سبک خرام — لو پہنچین مجھ تلک الٰہی کہان ہین ہرن کے پاؤن
مدفن کو چشم مور ملے مجھ حقیر کے — کنج مزار مین بھی نہ پھیلای تن کے پاؤن
پاس ادب ہے گر وہ نہین ہے مقام پا — جائیگا کوی یار مین سر پیرہن کے پاؤن
مشاطہ دیکھ تو نہ لگا بیٹھنا کہین — منہدی کہان کہان کی ہی غنچہ دہن کے پاؤن

۲۰۳	باغ جہان مین ڈھونڈھتا پھرتا ہے یار کو تھکتے نہین نسیم خجستہ سخن کے پاؤن	۵

جب تیر نظر تا بہ جگر جائینگے لاکھون — دو چار تو کیا جی سی گذر جائینگے لاکھون
عیسی سے تری عہد مین کچھ ہو نہ سکیگا — اک بات کی کہتی ہین تو مر جائینگے لاکھون
وہ کوچہ دلکش ہی ترا قاتل سفاک — گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھون
مشتاق قفس ہون اگر خاک بھی ہونگا — صیاد کی گھر تک مری پر جائینگے لاکھون
تیراک یہان بحر فنا کے بھی بہت ہین — تلوار کی بھی گھاٹ اوتر جائینگے لاکھون

۲۰۴	وله	۴

بھولون تمھین وہ بشر نہین ہون — اتنا بھی بے خبر نہین ہون
اللہ رے فرط کاہش تن — ہر چند کہ ہون مگر نہین ہون
دکھلائے نہ دون یہ غیر ممکن — کچھ آپکی مین مکر نہین ہون
بیحال سے کہے بتانے دونگا — عاشق ہون نامہ بر نہین ہون

۲۰۵	وله	۱۱

یہانتک طول تھا ہی ہم نفس کل ہجر کی شب مین — دعائین جاگ کر سوئے ہین آغوش مطلب مین
بھرا ہون کچھ نکل جاتی نہ منہ سے ضبط مطلب مین — کہ ہو جاتی ہے ریزش بیشتر جام لبالب مین
ہمین حضرت سلامت کہکی صلواتین سناتے ہین — غضب کی شوخیان ہین انکی شہامو دب مین
مری آنسو کے قطرے ہین جسے شبنم سمجھتے ہو — ٹپکتا ہے زلال اشک جسکے دامن شب مین
یہانتک اہ دیکھی زلف شب پر نور پیری سے — کہین آنکھ کہ جھک آئین ہین نیندین چشم کوکب مین
کدورت زندگی کی یاد ابرو پاک کرتی ہے — ثواب مرگ ملتا ہے عذاب نیش عقرب مین
لیے انکار ساقی نے ہزارون خون گردن پر — نگاہین ڈوب کر رہ گئین جام لبالب مین
بلندی پر ہے اقبال محبت خاکسارونکا — شرار آہ خوابیدہ ہے پہلوی کوکب مین
لب و رخسار و کاکل چشم و ابرو سب کے بوسے دو — کہ تنہا ہین بہت سے لطف معجون مرکب مین
بہا ہے نور کا دریا تری چاہ زنخدان سے — بلندی حسن نے پائی نشیب سطح غبغب مین
یہانتک جذب کھلایا مری بیتابی دل نے — کہ تاثیرین خود آئین چرخ سے آغوش یارب مین

۲۰۶	وله	۳

لطف کہان اب وہ ملاقات مین — بات نکلنے لگے ہر بات مین
تھی وہ اندھیری کہ خدا کی پناہ — تیرہ نصیبے جو ملے رات مین

۲۰۷	فضل خداوند اگر ہے نسیم	دیر نہین حل مہمات مین	۱۱

تمکو بھی مشکل پڑیگی عاشقونکی داد مین — دونو عالم ہین ہمارے حلقۂ فریاد مین

پوچھ لو ہم جانتے ہین جو گھٹ بڑہ رات کے — چشم وا ایسا نہ شب ہی تمہاری یاد مین

بار ایجاب دعا ہی سر اوٹھاون کسطرح — حلقۂ احسان پڑے ہین گردن فریاد مین

کس تماشا دوست نے محو تماشا کر دیا — کون لے آیا ہمین اس عالم ایجاد مین

منہ سی نکلی بھی نہین تھی صاف بسم اللہ عشق — پہلے ہی رونے لگے ہم خدمت استاد مین

جانب میخانہ جو ہمنے قدم رنجہ کیا — جام چھلکے خم لنڈھے رسم مبارکباد مین

لطف تکلیف قفس کچھ ہمسے پوچھا چاہیے — مدتین آخر ہوی ہین خدمت صیاد مین

اور بھی تکلیف ای قاتل کہ ایذا دوست ہون — زخم منہ کھولی ہوے ہین لذت بیداد مین

برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا — سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین

غیرت دیوانگی کا سلسلہ کیا توڑیے — ننگ آتا ہے کہ جائین صحبت جلاد مین

۲۰۸	بلبل بستان جدت ہے یہانسے چل نسیم	عمر کو ضائع نکر اس گلشن ایجاد مین	۱۲

دل جگر باہم ہدف ہون سینۂ نخچیر مین — دو زبانین چاہیین قاتل سنان تیر مین

سلسلہ تھا عقدۂ پر پیچ کا تقدیر مین — دی گرہ جلاد نے ہر حلقۂ زنجیر مین

درد سے ناآشنا ہوتے ہین اکثر تیرہ دل — حشر تک آنسو نہ دیکھا دیدۂ زنجیر مین

خواب چشم منتظر کو باعث تقصیر ہے — اس لیے بیداریان ہین دیدۂ زنجیر مین

میری رقت کی جو کھینچی دست مانی نے شبیہ — جز ہجوم اشک خامہ کچھ نہ تھا تصویر مین

اسقدر ٹکرائیے سر جس سی آہن ہو شگاف — جی مین ہے پیدا کرین در خانۂ زنجیر مین

پیرہن کچھ کہ رہا ہے میری قربانی کا حال — رنگ ہی جلاد کی تحریر پیرہنگیر مین

کم نہوگی اپنی گردش چارہ گر تدبیر سے — صورت گرداب ہے سرگشتگی تقدیر مین

عصمت دیوانگی نی دی نہ رخصت وحشت کی — عمر بھر ہمنے بسر کی خانۂ زنجیر مین

سادگی دیکھو تمنا ہی جمال یار سے — آج تک ہم ہین فریب آہ کی تاثیر مین

چہوڑکرخط قفا جلا دسنے کاٹا گلا		دو خط معکوس توام ہوگئی تحریر مین
۲۰۹	گرکوئی جاہل نہ سمجھے شعر تیری ای تسنیم کونسا ترک ادب ہو جائے گا توقیر مین	۲
ہی عجب تاثیر بیہوشی ہماری حال مین طوق نی آغوش پہیلائی ہمارے واسطے		ہوش تیرے سو لنسنے نہین ہین کاتب اعمال مین بڑہ گئی زنجیر کو سون شوق استقبال مین
۲۱۰	ولہ	۲
وہ کسی ڈہب سے اگر آئے کہین قابو مین اشک ہاتہو نسے جو پونچہے تو کہا جہنجلا کر		دل کے مانند ہو بیچین مرے پہلو مین آگ لگ جاہی یہ گرمی ہی ترے آنسو مین
۲۱۱	ولہ	۳
مرچکے جسپر کہ مرنا تھا ہمین اشک ریزی بے سبب اپنی نہ تہی بوسہ گر لیتے تو کہاتے ہان قسم		کرچکے جو کچہہ کہ کرنا تہا ہمین عمر کا پیمانہ بہرنا تہا ہمین راستی سے کیا مکرنا تہا ہمین
۲۱۲	ولہ	۳
سمجہ کے تازہ خریدار گرم جوش ہمین لحاظ بے ادبی ہی اوٹہاتین سر کیونکر اوٹہا سکین گے یہ تکلیف پیرہن کیونکر		بلارہی ہی نگاہ اجل فروش ہمین بہت دنو نسے نہین التفات ہوش ہمین لباس برہنگی سے ہے وبال دوش ہمین
۲۱۳	ولہ	۹
غرق بحر اشک ہین کیا حاجت ماتم ہمین رہنما ہی تیرے گے ہی منزل مقصود مین امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہی ضرور دیکہ کر مجکو گریبان چاک کہتا ہی ہلال		چشم تر ہر روز پہناتی ہی پیراہن ہمین شمع کیصورت فروغ رشتہ گردن ہمین چاہیے ہی اور ہی گردن تہ گردن ہمین لیجیے ہمسے گریبان دیجیے دامن ہمین

بعد مُردن بہی نہین شانِ جنون مین کچہ کمی — چاک ہر جا سی ہلا ہی پہلو مدفن ہین
فرط کاہش سی یہ حالت ہی کہ ہر سو ہو چکی — خوابمین بہی اب نہین آتا خیال تن ہمین
اب کسی ہی فرصت منت کشی ای باغبان — داغ دل کہلا رہی ہین جلوۂ گلشن ہمین
آہ آتش بار سی طوق و سلاسل ہین گداز — موم سی بہی نرم ہی سنگینی آہن ہمین
غیر ممکن ہی امید صحبت پہلوی دوست — کم نہین رنج قضا سی منت دشمن ہمین

۲۱۴	وله	۱

موت کا ہمکو قیامت تک ابا ہوگی ہمین — سخت جانی حضرت عیسیٰ بنائیگی ہمین

۲۱۵	وله	۱۴

سب ستم ساری وہ سامان مصیبت یاد ہین — ہم ابہی کنج قفس سی مرغ نو آزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید — اور دیوانی ہین وہ جنکی لیے فصاد ہین
تا کجا فکر اسیرے رحم اسے صیاد کر — مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین
طامعان پر ہوس خیل مگس سے کم نہین — دونہ دو کچہ پاسبان خانۂ فساد ہین
حکم ہی مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا — اوس ستم ایجاد کی کیا کیا نئی ایجاد ہین
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان — مدتون سے مبتلای زحمت صیاد ہین
ایک سی ہتی نہین ہی گردش لیل و نہار — ساتہ ویرانی ہی اونکی جو یہان آباد ہین
آسمان و عرش و کرسی ایک ہی خالی نہین — ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین
ایکجا بیتاب بے دل سے نہین ہمکو قرار — صورت خاک پریشان ات ون برباد ہین
کونسا وہ گل ہے جسکے دید ہم کرتی نہین — عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین
کب یقین ہی تمکو بہی آغوش آئی ہوگی نیند — رات سی کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین
کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیے — چند دنکو وارد دنیای بے بنیاد ہین
ہاتہ کہینچا جب جہان سے بی نیازی بڑہ گئی — اب کسیکے ہم بہلا منت کش امداد ہین

۲۱۷	خاکسار ونکو غرور طبع بیجا ہے نسیم اپنے منہ سے کب کہا ہمنے کہ ہم اوستاد ہین	۴

یہ لب جو سے ہوے کیونکر نہین ہین — کہ ہین گلبرگ لیکن تر نہین ہین
نصیب دشمنان ہان کچھ تو گذرے — کہ رخسارے ترے انور نہین ہین
مبارک سادا آزادی ہمین کیا — یہان مدت سے بال و پر نہین ہین
نپوچھو شمع سے تکلیف ہستی — کہ شب بھر مین ہزارون نشتر نہین ہین

۲۱۸	وله	۴

رہی دو چار دنکی سیر اب بستر اوٹھاتی ہین — عدم مین بہی بہلا جی کہین ہم او جاتے ہین
ہمارے بعد قاتل انتظار چند دم کرنا — کہ مشتاق قضا ہین اور ہی دو چار آتے ہین
ہمین لوٹا ہی کس ظالم کی دزدیدہ نگاہون نے — نہ سینہ مین جگر باقی نہ دل پہلو مین پاتے ہین
ابہی تم یکیہے نہین تمنے اثر جذب محبت کے — کرو انکار دیکھو کسطرح سے کہینچ لاتے ہین

۲۱۹	وله	۴

الفاظ و معانی کی کروٹ جو بدلتے ہین — پہلو مرے مطلب کے پہلو سے نکلتے ہین
شکل اور بدلتی ہی جب شکل بدلتے ہین — ہمصورت اشک اکثر پاؤن ہی چلتے ہین
کچھ زور نہین چلتا جب زور نہین چلتا — وہ دلکی طرح میرے قابو سے نکلتے ہین
فصل آئی ہی یہ کیسی کس جوش پہ ہی مستی — بو دیتے ہین گل میکی ہم عطر جو ملتے ہین

۲۲۰	وله	۸

کرشمے غمزے سب او فتنۂ عالم سمجھتے ہین — تری اس چشم دزدیدہ کی تیور ہم سمجھتے ہین
نظر مین بے ثباتی ہی یہان تک دار فانی کی — صدا ہی خندۂ گل نالۂ ماتم سمجھتے ہین
ڈراتا ہی کسے واعظ عذاب روز محشر سے — قیامت اک خیال کاکل برہم سمجھتے ہین
سوال مخلصی سے ہمکو اے صیاد کیا حاصل — بہار گلشن ایجاد کو ہی دم سمجھتے ہین

جگہ کیونکر نہ دین اپنے دل محروم راحت مین
انہیں وقت تنہائی تجھ ای غم سمجھتے ہین

گمان نطق سے کشتو نہ چلکم سرمہ پاشی ہے
دہان زخم چسپیدہ لب باہم سمجھتے ہین

دل صد چاک بھر آتا ہے بے تکلیف ہر درازہ
سر شک دیدۂ خونبار ہم مرہم سمجھتے ہین

۲۲۱
نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین
کوئی اردو کو کیا سمجھیگا جیسا ہم سمجھتے ہین
۱۰

کیون حوصلہ ستم کا مری جان رہا نہین
کیا تیری دلمین اب کوئی ارمان رہا نہین

یہ رحم ہو نصیب عدو مین تو مر چکا
اب میرا حال قابل احسان رہا نہین

اوس بت کو دیکھ آئی اوسی سی کہتی ہین
کوئی جہان مین صاحب ایمان رہا نہین

حورین خوش آئین کب کہ بہلتا ذرا مزاج
کیا آپکا خیال مجھے وان رہا نہین

ڈرتا ہون بد مزاج کہون کسطرح کہ مین
دو روز گھر پہ آپ کے مہمان رہا نہین

بس بس معاف حوصلے اپنے ٹھکانہ تو
ای چارہ گر مین قابل درمان رہا نہین

امید وصل مین ہر وہ خود رفتگی مجھے
تیرا بھی خوف ای شب ہجران رہا نہین

مدت ہوی فراغ تعلق ہے اے جنون
اب ہاتھ کیا بڑھین وہ گریبان رہا نہین

کسکو فروغ حسن سے تیرے امان ملے
کیا مین اسطرح آئینہ حیران رہا نہین

۲۲۲
پیری مین التفات محبت ہو کیون نسیم
گذرا شباب عمر وہ سامان رہا نہین
۳

ای بخیہ گر معاف یہ احسان کر نہین
چھپ جائین منہ دکھا کی وہ زخم جگر نہین

گو مژدۂ قبول دعا ہے مگر مجھے
احسان بخت بد سے امید اثر نہین

کیا کیا رہی نشیب و فراز نظر مگر
ثابت یہی ہوا کہ دہان ہے کمر نہین

۲۲۳
وله
۱

میرے مرنے کی خبر سنکر وہ کچھ شادان نہین
ہای اب کیا کیجیی یہ بھی اوسی ارمان نہین

اشک میری باؤن ہوئین جو ن دل مل دی حنا	تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین
آہ میری نامرادی کسقدر منظور ہے	لطف بہی وہ اوسنی سوچا جسمین کچھ احسان نہین
التماس حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کیا	ورعبث ہو اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین
سرنگون مجکو کیا کیون اے ہجوم انفعال	یہ تو شرم گفتگو ہے شکوۂ جانان نہین
دیکہ ظالم کیا سکہایا جلد اشک گرم نے	تر ہوا لیکن کہین تہ دامن مژگان نہین
اس تر سرو کی سی بی احسان ہے رہنا خوب تہا	گو لیے بوسے مگر کچہ بہی مزا ایجان نہین
کسکی ور دیدہ نگاہین سینے مین کرتی ہین گھر	پہر یہ کیون کہتی ہو میری لین کچہ ارمان نہین
یہ تو مشکل ہے کہ مین ہون اور کبہی دیکہی غیر	آدمی ہون کچہ تمہارا خندۂ پنہان نہین

٢٢٤	ہے جو اوس بیرحم کی مرضی تو ہر سونسے نسیم کش مکش سے جسم کو حاصل فراق جان نہین	٤

اظہار مدعا مرے تقریر مین نہین	مضمون صاف ایک بہی تحریر مین نہین
تکلیف کشمکش سے خدارا معاف کر	حالت اب اے جنون مری زنجیر مین نہین
ظالم عزیز رکہتے ہین اکثر فروتنی	خم کس گہڑے عیان قد شمشیر مین نہین

٢٢٥	وله	١

شوق شراب خواہش جام وسبو نہین	ہے سب حرام جبکہ پہلو مین تو نہین

٢٢٦	وله	١٧

تمسے کیا تشبیہ دون فکر وہی یکسو نہین	ماہ تو ابرو نہین ہے ماہ کامل رو نہین
اسقدر مفلس ہوا ہون میں جو گوہر مثال	مدتین گذرین کہ میری آنکہ مین آنسو نہین
آدمی کیا ہو گیا ہمزاد بہی تیرا مطیع	اے پری کس سے تیرا سایۂ جادو نہین
ربط باہم کے مزے باہم رہین لغو خوب اب ہین	یاد رکہنا جان جان کر بین نہین لغو نہین
آنکہ کی تل کی سیاہی مشک سے ہر کچہ زیاد	کسطرح اسکو کہین ہم نافۂ آہو نہین

یہ وہ سم ہے آتے آتے جو زباں تک جان لے
نوش کے قابل لعاب افعی گیسو نہیں

طوق ہو کر رہ گئی ہے ہاں کسیکی یہ نگاہ
حلقۂ نظارہ ہے یہ حلقۂ گیسو نہیں

بے ادب قاتل نہو تیغ نگہ بس ہی ہمیں
سینہ اپنا آشنائی زحمت ابرو نہیں

نوجوانوں کے سبب سے یار دیرینہ چھٹے
مدتیں گذریں کہ دلکو صحبت پہلو نہیں

ہیں وہ وحشی ہوں کہ بعد از مرگ بھی میرا غبار
کونسے دن طوطیای دیدۂ آہو نہیں

حادثات دہر سے کس شے نے پایا ہی فراغ
جامۂ آبی خطوط موج سے اتو نہیں

ظاہر و باطن میں ہی روز ازل سے اتحاد
کوئی گل ایسا نہیں ہی جسمیں مطلق بو نہیں

کینۂ صیاد سی کیسی سبکدوشی ہوے
سر نہیں گردن نہیں سینہ نہیں بازو نہیں

تیرہ بختوں کو شہادت کا اشارہ خال ہی
کچھ تو ہی یہ بی سبب نقطہ تہ ابرو نہیں

ہر کدورت سی صفا ہی لباس عاجزی
یہ وہ جامہ ہی کہ جو محتاج شست و شو نہیں

کیا کریں بے اختیاری سے نہیں کچھ اختیار
آپ پر قبضہ نہیں ہی موت پر قابو نہیں

۵	کس گھڑی ہی ہمکو فرصت یاد حق سی ای نسیم کونسا دم ہے جو لب پر اپنے ذکر ہو نہیں	۲۲۷

جو کہ ممسک ہیں کسیکو دلمیں جا دیتے نہیں
زخم باطن تنگ باطنکی ہوا دیتے نہیں

ساتھ اپنا مدتوں سے آشنا دیتے نہیں
کیا کہا تجھسے کہ نالے بھی صدا دیتے نہیں

یہ وہی لب ہیں جو تھی شکوہ نصیب دشمناں
آپکی بوسی بھی ہمکو اب مزا دیتے نہیں

واہ ری مطلب شناسی سنکی چپکی ہو رہے
عرض مطلب میں جواب مدعا دیتے نہیں

آپکے اشفاق اپنی عزتیں معلوم ہیں
ہمکو پہلو میں بٹھا کر کب اٹھا دیتے نہیں

۱۶	ردیف واو	۲۲۸

دوستی رکھتی ہیں کس درجہ برابر آنسو
ساتھ آتا ہے ہر آنسو کے برابر آنسو

نوک مژگاں سے مشبک ہی دل نور نظر
پاتے ہیں بال سی بھی صدمۂ نشتر آنسو

قطرۂ خون تری خنجر پہ نہین او قاتل
دیکھہ بھرلائی ہین یہ دیدۂ جوہر آنسو

صبحکو لوح جبین مشق رقم ہوتی ہے
شبکو وہ دھوڈالتے ہین حرف مقدر آنسو

ایفلک گریۂ پنہان ہے یہ کسکی غم مین
دامن ابر سے چھٹتے ہین برابر آنسو

گریۂ یاد الٰہی نہ سمجھنا بیکار
ایک دن بخشین گے سیرابی کوثر آنسو

اشک سے ہمکو زیادہ نہ وفادار ملا
نکل آئے دم مردن تہ خنجر آنسو

سرد مہری بتان نے جو رلایا ہمدم
بنگئی جمکے مرے آنکھ مین پتھر آنسو

گریۂ گرم نے خنجر کو بنایا آتش
تھے مگر قسم اش پارۂ اخگر آنسو

آبشار اشک کے کام آتے ہین عریانی مین
کہ اوڑھا دیتے ہین اکثر مجھے چادر آنسو

غم سے معشوق بھی خالی نہین شبنم سے گواہ
رکھتا ہی دامن ہر برگ گل تر آنسو

بادہ بے یار پیون شرط وفا سے ہے بعید
جانتا ہون قطرات مئی احمر آنسو

شوق نظارۂ جانان مین فلک روتے ہین
دامن چرخ پہ ہین دانۂ اختر آنسو

ڈھونڈھتی رہتی ہین کیا کیا مری آنکھین اوسکو
ایک بھی ہوتا ہی دامن سے جو باہر آنسو

گریۂ چشم بھی ہوتا ہی عجب کیا اسکا
کہہ دیا کرتے ہین خموشی سے بھی اکثر آنسو

۲۲۹ یاد دندان پہ وہین جو روتی ہین ہم
گوشۂ چشم مین بنجاتی ہین گوہر آنسو ۱

مرگ الفت نے یہ دی راحت کامل مجھکو
آگئی نیند تہ خنجر قاتل مجھکو

۲۳۰ ولہ ۹

کس سے مثال دون بدن لامثال کو
پوچھا کبھی خیال نہ میرے خیال کو

ظالم دل اسیر ابھی ہوگا خاک پر
جنبش اگر ہوئی تری کاکل کے بال کو

قاتل کے لطف سے ہی ہیا تشنگی مین فراغ
دست دعا نہین جو اوٹھائین سوال کو

جوشی وہ ہون کہ جان گئی تن سے رسیدگی
مجھسے بھلا مثال کہان ہی غزال کو

زیپا ہین آبلے ہین نہ صحرا مین نوک خار
حیرت نہ کسطرح ہو تری پائمال کو

آنیکے انتظار مین تیرے بسر کیا	انفاس وقت و روز و شب ماہ و سال کو
لاغر وہ تھا کہ چشم جہان سے نہان رہا	تھا صاحب کمال نہ پونہچا زوال کو
لذت سے چھٹ سکے نہ سنان خدنگ ناز	پونہچا نہ میرا زخم جگر اندمال کو

٢٣١	ترسان عذاب قبر سے ہوتا ہی کیون نسیم حامی سمجھ تو اپنا محمد کی آل کو	١١

غور کر نا دوستو مجھ ناتوان کے حال کو	آئینہ محتاج ہے نظارہ تمثال کو
دیکھنا تھا ہای کس پیچ و ہ نشین کے خال کو	خاک کے پتلے مین آئی روح استقبال کو
سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہے	شمع نے جنبش نہین کی ہی پای استقلال کو
بہتے بہتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے	رفتہ رفتہ کو دمین لینا پڑا اطفال کو
کاتب تقدیر کو کچھ اور بھی منظور تھا	لکھتے لکھتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو
تاج گوہر سر پہ پہنا آبلون نے خار نے	وقف صحرا کردیا ہمنے جنون کے مال کو
بے تکلف جلوہ حسن صنم تھا اسقدر	مہر کو رخ مہ کو عارض برق سمجھا چال کو
لاغری نے کردیا ہمکو برنگ شور نے	اب بجز آواز صورت تک نہین تمثال کو
اب نہین حاجت جو ہون ممنون عیسی و قضا	جنبش لب یار کی کافی ہے دلو حال کو
روشن و تاریک مین یکسان مزا مجکو ملا	مصحف رو کا تری نقطہ مین سمجھا خال کو

٢٣٢	مصطفی سے ہے مجھے چشم شفاعت اے نسیم بخشش دیگا ایزد برحق ترے افعال کو	٣

اور چند سے صبر کر دل ہی فنا ہر کام کو	ایکدن ہوتی ہی گردش گردش ایام کو
بعد خواب مرگ بھی آنکھین ہین وقف انتظار	لطف بیداری مہیا ہے سر آرام کو
کس کے پابوسی سے ہے اس سربلندی کا ظہور	ہمسر عرش معلی دیکھتے ہین بام کو

٢٣٣	ولہ	٤

دی ہی عجب تاثیر خدائی کچھ میرے افسانے کو | روکے اوٹھا وہ پاس سے میرے جو آیا سمجھانے کو

نعش تیری مقتول کی جب تجویز ہوی لیجانے کو | ابر ہوا آمادہ گریہ رعد اوٹھا چلانے کو

مستونکی بدمستی نے ویرانہ کیا میخانے کو | توڑا ابر ہر پہلو مینا چور کیا پیمانے کو

ناز اجل اب کون اوٹھائی آج نہ آئی کل آئے | ابرو قاتل تیغ کشیدہ کافی ہی مرجانے کو

۲۳۴	وله	۷

ڈرتا ہون آپکی خفگی کا سبب نہو | فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو

حیرت ضرور ہوگی مری سرگذشت پے | یہ حال وہ نہیں جو کسی کو عجب نہو

ایدل ستمگرون کے محبت سے درگذر | وہ یار ڈہونڈ لے جو اذیت طلب نہو

ہو کچھ کہا وہ پھر کبھی آئے نہ تا دہن | جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہو

مجنون تو ہو چکا یہ نہیں ہے مجھے پسند | میرا وہ نام ہو جو کسی کا لقب نہو

ممکن نہیں کہ ساتھ چھٹے رخ کا زلف سے | ایسا ہی کوی دن ہی کہ جسدن کی شب نہو

۲۳۵	اچھی نہیں ہے یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ کچھ خیر ہے نسیم بہت بے ادب نہو	۱

ایجان کیون نہ عاشق مغرور بل مین ہو | اوس دل سے پوچھیے کہ جہان تو بغل مین ہو

۲۳۶	وله	۲

عجب سے کیا حبا دیکھتے ہو | او نہیں دیکھو مجھے کیا دیکھتے ہو

خبر بھی ہی یہ ہوتا قتل ہے کون | یہ کسکا تم تماشا دیکھتے ہو

۲۳۷	وله	۹

مزہ مطلع کا دی فکر دو پہلو ہو تو ایسی ہو | رہین چھپے برابر بیت ابرو ہو تو ایسی ہو

نظر آئی گھٹا کیفیت مہ ہو تو ایسی ہو | جگہ ہو جامی پانی موج گیسو ہو تو ایسی ہو

ترے ایذا کے بخشے دلکو ہر کروٹ بدلتی ہین | کھٹک نشتر کی ہو تکلیف پہلو ہو تو ایسی ہو

کیا موافقت کی ہجو پن نے قیدی ہاری چوٹی کو
بجا ہی گر کہون زنجیر گیسو ہو تو ایسی ہو

فروغ حسن نے بخشے جو شعلے کانکی لو مین
کہا شاعر نے شمع شام گیسو ہو تو ایسی ہو

صفائی سی بدنکی جب پڑا عکس اونکی چہرے کا
پکاری دیکھنا تصویر زانو ہو تو ایسی ہو

دم فریاد بیہوش ہے رہی ہمکو قیامت مین
نہ پہچانا اوسی تاثیر جادو ہو تو ایسی ہو

زبان فیج نکلے روح لفظ مرحبا کہکر
مرے قاتل تو اون سست بازو ہو تو ایسی ہو

نکلتے ہین برابر اشک ہیری تو انکھو نسے
متاع درد تلنے کی ترازو ہو تو ایسی ہو

۲۳۸	ردیف ہای ہوز	۲۰

کسکو غرض رہی جو اسیر بلا کے ساتھ
بیکس ہون اثر بھی نہین ہے دعا کے ساتھ

ہین دور غیر پاس نگہ بے نیاز ہون
اوبت نگاہ کرکہ نہین کچہ خدا کے ساتھ

کیا بات ہی لطافت جسمی جو ہو نصیب
پیستا نہین ہو رنگ حنا کا حنا کے ساتھ

ممکن نہین نصیب ہو بے رحم کو فریق
دیکھیے نہ ایک روح بھی ہمنے قضا کے ساتھ

لیجائیے اسی بھی سکبدوش ہون کہین
رکھیے مری امید بھی اپنے حیا کے ساتھ

باتین تسی عتاب اوٹہائی غضب سے ہے
کس کس طرح ذلیل ہوے دلکولا کے ساتھ

جب لیچلے اوٹہا کے جنازے کو اقربا
محروميان مری ہوتین آنسو بہا کے ساتھ

وہ خاک ہون زمین نے جسکو کیا پسند
ٹھیرا نہ ایکدم کہا اوڑا مین ہوا کے ساتھ

کہتے ہے وقت نزع یہی روح بار بار
اے جسم دیکہ جاتی ہین تنہا ہم آکے ساتھ

یہ بے سبب نہین کہ جو مٹتے ہین سیکڑون
شاید کچہ اور بھی ہے تری نقش پا کے ساتھ

واعظ لحاظ بادہ پرستی ضرور ہے
تو بھی شریک بزم ہو ساغر اٹہا کے ساتھ

حرفونکے بوسے لفظ کا منہ چومتا ہو مین
الفت ہے مجکو سلسلۂ مدعا کے ساتھ

رکھتا ہے بال بال مین قدرت خدا کی ہر
شانہ بھی ناز کرتا ہے زلف دوتا کے ساتھ

دامن مین اشک دل مین ندامت لبون پر آہ
کیا کیا دیا نہ آپنے ایجان لا کے ساتھ

فریاد کی یہ جسم سے وقت فراق روح
افسوس آشنا رہے نا آشنا کے ساتھ

روشن ہین جوہر تجو مرے سینے مین استخوان
اس شمع کو نہین ہے تعلق ہوا کے ساتھ

گر دل دیا ہے تو تمکو تو کیا اس سے فائدہ
الفت بشر کو چاہیے ایسے خدا کے ساتھ

گھبرا گئے تم ایک ہی عرض بیان مین آج
سو حسرتین ہین اور مری التجا کے ساتھ

ہنس ہنس کے حکم قتل سناتا ہے دلربا
کچھ لطف بھی شریک ہے طرز جفا کے ساتھ

۲۳۹	کیا التماس حال کرون آپ سے تسنیم پھر سابقہ ہوا ہے اوسی بیوفا کے ساتھ	۲

ہستی چھپی ہوئی ہے عدم کی خبر کے ساتھ
پوشیدہ ہے نشان وہ ہن بھی کمر کے ساتھ

صیاد کے عذاب نے بے فکر کر دیا
امید مخلصی بھی گئی بال و پر کے ساتھ

۲۴۰	وله	۱۴

ہوا اہل کرم کیا مین کہون تم سے زیادہ
وہ مے ہو مجھے بذل جو ہو خم سے زیادہ

مرنے کو مرے عیش سے بہتر ہو سمجھتے
ماتم کی تمنا ہے ترنم سے زیادہ

اشکون کی جو بارش سے نکلتی ہین صدائین
غل ہوتا ہے دریا کے تلاطم سے زیادہ

کیا سوچتے ہو آؤ گلے سے مرے ملجاؤ
گھبراتا ہے انسان توہم سے زیادہ

وہ رات کو مہمان نگران ہین یہ شب و روز
آنکھین کے مرے وا رہتی ہین انجم سے زیادہ

تکلیف سخن اونسے مین چلاتا ہے یہ بے رنج
ہے آپکا اعجاز نظر قم سے زیادہ

رکتے نہین بر سو نسے مری جوشش گریہ
ہے قصد کہ بڑھ جائیے قلزم سے زیادہ

شاکر رہے تقدیر پر انسان تو بہتر
ملتا نہین کچھ رنج و تالم سے زیادہ

یہ زیر قدم آپکے رہتا ہے شب و روز
عزت مری بستر کی ہے قاقم سے زیادہ

افزایش بیجا سے بہائم بھی نہین خوش
رکھتی نہین وہ نعل جو ہو سم سے زیادہ

فیض لب جان بخش سے جیتے ہین بہت کم
مر جاتے ہین شمشیر تبسم سے زیادہ

روتے ہین وہ منہ پھیر کے کیونکر کہون بیدرد
دکھتا ہی جو دل میرے تظلم سے زیادہ

کہتے ہین جو کہنا ہو وہ دو باتو نہین کہیے
گھبراتا ہو نہین طول تکلم سے زیادہ

لاریب نسیم آج ہو بے مثل جہان مین
اس فن مین نہین اور کوی تمسے زیادہ

۲۴۱	ردیف یای تحتانی	۴

راحت سے جو تکلیف کے تاثیر بدل جاے
غالب ہی جگر مین خلش تیر بدل جاے

جاتے جو لہو ظلمت تقدیر بدل جاے
سرخی سے سواد جگر تیر بدل جاے

ایجان کوئی مصر کوئی ہو مہ کامل
دو عارض خوبین صورت تنویر بدل جاے

گر مجکو رولایا تو ہنساو بھی کوئی دم
اب اور طرح پہلوِ تقریر بدل جاے

۲۴۲	ولہ	۷

بیتابیِ فراق سے عالم بدل نجاے
نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجاے

وہ مجھ سے بن گئے خبر مرگ غیر سُن
بے اختیار نالہ دہن سے نکل نجاے

روتے ہین ضد یار سے ناصح کہ ہم
جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نجاے

وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے
ٹھنڈی ہی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجاے

ابرو چڑھی رہی صف مژگان پھری رہے
ہم تیغ کا مٹا و نہ خنجر سے بل نجاے

شام فراق ہے وہ اندھیری کہ خوف ہے
پیغام بہ جناب قضا کا دہل نجاے

۲۴۳	کس آب و تاب پہ رخ شفاف ہی نسیم پا ہی نظر ہزار جگہ کیون پھسل نجاے	۱۰

کیا دل مین ارادہ ہی جو باندھے کمر آئے
بیطور مجھے طور تمہارے نظر آئے

کب مرگ سے فرصت جو یہان نامہ بر آئے
کچھ اور خبر جاینگے جبتک خبر آئے

نکلے نہ سلامت ترے کوچے سے کبھی ہم
کچھ لے ہی گئے سر پہ بلا جب ادھر آئے

کیا غم ہے اگر جان گئے خیر بلا سے
ہم خوش ہین کہ خالی نہ پھری کچھ تو کر آئے

تم زلف کو کھولو کہ سحر ہونے نہ پائے
جبتک کہ شب وصل کی شام دگر آئے

اغیار تمہین بادۂ گلرنگ پلائین
آنکھو نمین لہو کیون نہ ہمارے اوتر آئے

قاتل نہ رہے حاجت تکلیف دوبارہ
سر پر جو پڑے ہاتھ کمر تک اوتر آئے

کی سیر جو اس زندگی چند نفس مین
دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے

ہر ایک پہ قاتل کے عنایت تھی برابر
دنیا سے مری ساتھ بہت ہم سفر آئے

۲۴۴	خاموش نسیم اب سخن ہرزہ کہان تک بکتے ہی چلے جاتے ہو بس تم جدھر آئے	۹

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے
دھڑک رہا ہے مرا دل کہ کیا خبر آئے

دیا قضا نے ہمین مژدۂ فراغ حیات
کہ آج تا بدہن پارۂ جگر آئے

شب فراق تھی نالان شب اجل خاموش
کہین بھی جی نہ لگا آہ ہم جدھر آئے

نشان بے ادبی ہین یہ کسکے بوسونکے
کہ دونون صفحۂ رخسار پر ابھر آئے

ہوا اسیر چمن سے قفس نصیب ہوا
کمال جبکہ درستی پہ بال و پر آئے

تمہارا عقدۂ کاکل کسی سے کیا سلجھے
کہ پیچ کھا کے جہان حلقۂ نظر آئے

دعا قریب اثر تھی تمہارے کہنے سے
فراز عرش سے نالے مرے اوتر آئے

وہان مجھے لیے جاتا ہے او دل بیتاب
کہ جس گلی سے ہزارون بریدہ سر آئے

۲۴۵	نسیم لطف سخن آپ پر تمام ہوا کہے وہ شعر کہ شہرت جہان مین کر آئے	۹

لو دلکی رہی دل ہی مین حسرت نہ بر آئے
ساغر نہ بھرا تھا کہ اجل کے خبر آئے

بے پردگی اب اونکی مبارک ہو عدو کو
نظارے سے اپنے تو اجل پیشتر آئے

اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ
وان جام لبالب ہے یہان چشم بھر آئے

کیا چیز ہے نظارۂ حسن رخ جانان
جسدم سی گئی پھر کی نہ ہم تک نظر آئے

کچھ خیر نہیں چرخ و زمین کی نظر آتے
پھر جوشش زاری پہ مرے چشم تر آئے

تیغ نظر یار سے مقتول ہے عالم
معلوم نہیں کچھ کہ کدھر تھی کدھر آئے

بلبل کے تو قسمت میں وہی دام قفس ہے
کیا فائدہ ہے باد بہارے اگر آئے

کیا پوچھتے ہو ہائے بسر ہوتی ہے کیونکر
نالو لئے کٹی رات تو غم کی سحر آئے

۲۴۶ | ہر شعر نسیم جگر افگار ہے خورشید
عالم میں مرے فکر رسا نام کر آئے | ۱۰

آیا ہے خیال بیوفائے
کیونکر وہی گفتگو پھر آئے

روبت نہ سنے گا کوئے سیکر
کیا تیری ہی ہو گئی خدائے

روکو روکو زبان روکو
دینے نہ لگو کہیں دوہائے

صحرا میں ہوئے گہر فشانے
کام آئی مری برہنہ پائے

چاہا لیکن نہ بچ سکے ہم
آخر تیغ نگاہ کھائے

توڑا کانٹوں نے آبلوں کو
برباد ہوئی مرے کمائے

بوسہ ہم آج مانگتے ہیں
کرتے ہیں قسمت آزمائے

توبہ شکنے شباب میں کر
کب تک ایجان پارسائے

کاٹا دن تو تڑپ تڑپ کر
آفت کی رات سر پہ آئے

۲۴۷ | رخصت ہے نسیم جلد دیکھو
کر لو گر ہو سکے بھلائے | ۷

اب وہ گلی جا بے خطر ہو گئے
حال سے لوگوں کو خبر ہو گئے

وصل کی شب کیا کہوں کیونکر کٹے
بات نہ کی تھی کہ سحر ہو گئے

دیکھیں گے اسے ضبط یہ دعوی ترے
رات جدائی کے اگر ہو گئے

حضرت ناصح نے کہی بات جو
ہم اثر درد جگر ہو گئے

ہین نہو اغیر ہوے مستفیض	تیری نظر تھی وہ جدہر ہو گئے
یاد کسی کے مجھے پہراند نون	جوشش زن دیدۂ تر ہو گئے
کس کے ہم آغوش کا تہا عزم جو	زلف ترے طوق کمر ہو گئے

۲۴۸	ولہ	۴

ہمنفس پہر آہ وزاری ہو گئے	پہر وہی حالت ہماری ہو گئے
بے سبب ہر بات مین آزردگی	کیا بری عادت تمہاری ہو گئے
ہمنفس سب کچہ سمجہتے ہین مگر	کیا کرین سب بے اختیاری ہو گئے
آ اگر آنا ہے او وعدہ خلاف	اب تو آخر رات ساری ہو گئے

۲۴۹	ولہ	۶

الطاف جو وہ آپکے پاتے نہین جاتے	تکلیف تو کیا نازاوٹہاتے نہین جاتے
اللہ رے بیدردی سر مدفن عاشق	واشک بہی آنکہونسی بہائے نہین جاتے
جو ہمیشہ گذرنی ہے کہین جلد گذر جاے	ہر روز کے صدمے تو اوٹہاتے نہین جاتے
دشنام تمہاری لب شیرین سے سنین کیا	وہ تلخ نوالے ہین جو کہاتے نہین جاتے
مے شیشے مین ہے بخل ذرا سوچ تو ساقی	پانی کے بہی دو گہونٹ پلاتے نہین جاتے
کوئی نہ پہرا قافلۂ ملک عدم سے	کیا پانون گڑے ہین کہ اوٹہائے نہین جاتے

۲۵۰	ولہ	۳

ایجان لڑکپن کی تری مت نہین جاتی	ہان سچ ہے کہ بگڑی ہوی عادت نہین جاتے
نشتر ہوے بیکار تہکے بازوی فصاد	اسپر بہی کسی دم مری وحشت نہین جاتے
سرکاٹ لیا اب بہی تمنی نذر کو قاتل	مردونکی پس مرگ بہی ہمت نہین جاتے

۲۵۱	ولہ	۱۵

کب آگئی مرے پاس وہ برہم نہین ہوتے	کس عید مین سامان محرم نہین ہوتے

دیوانوں کو دنیا مین کبھی غم نہین ہوتے
عیدین ہین یہان روز محرم نہین ہوتے

تصویر کو کیا خوف ہو شانونکی خلش سے
وہ طرۂ گیسو ہین جو برہم نہین ہوتے

کس خشک طبیعت کو میسر ہو نمی
مہر شیشونکی ظاہر ہے کبھی خم نہین ہوتے

یہ سچ ہے کہ بوجہ بدلتی نہین خلقت
مر دے جو ہین وہ نالۂ ماتم نہین ہوتے

کیا جانیے آتے ہین کہانسے مرے شکوے
کم ہوتے ہین ہر چند مگر کم نہین ہوتے

راحت مین بھی موجود ہی تکلیف جدائی
لب دونو دم قہقہہ باہم نہین ہوتے

آنسو مری آنکھون مین ٹھہرتے نہین دم بھر
یہ خرمن اندوہ فراہم نہین ہوتے

آویزۂ گل آتے ہین خالق کیطرف سے
کم موتیونسے دانۂ شبنم نہین ہوتے

زلفونکی ترے چوسنے والے نہ مرین کیون
جو افعی ظالم ہین وہ بے سم نہین ہوتے

بیفائدہ ہے فکر مرے چارہ گرون کو
سب زخم جگر قابل مرہم نہین ہوتے

فرق ازلی فکر سے یکرنگ ہو کیونکر
حیوان کبھی ہمصورت آدم نہین ہوتے

دل جانبی کہ ہمجنس ہے اس ہاتکی تہ کو
محرم ہین ترے ہاتھ جو محرم نہین ہوتے

کیا مردہ پسندی ہے طبیعت مین خدایا
جلاد کی تیغون مین کبھی دم نہین ہوتے

٢٥٢	کس وقت نسیم جگر افگار کے افکار برہم صفت گیسوئے برہم نہین ہوتے	۵

ہم تاب سوال لب سائل نہین رکھتے
اس واسطے پہلو مین کبھی دل نہین رکھتے

دامن نچھوڑاوں خفگی سے کہ بجز مرگ
ہم اور تمنا کوئی قاتل نہین رکھتے

انکار یہی ہے کہ جفائین تو اوٹھین گے
دل رکھتی ہین پہ آپکی قابل نہین رکھتے

رونے پہ اگر آئین تو عالم کو ڈبو دین
دریا مین بھی ہم دامن ساحل نہین رکھتے

٢٥٣	کیون ناز اوٹھائینگے نسیم اہل دول کے حاجت نہین رکھتے کوئی مشکل نہین رکھتے	١٠

ملنے کے نہین نشان ہمارے | کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے
احسان سے نہین بدی بہی خالی | دشمن ہین مہربان ہمارے
بچتاوگے جان لیکے دیکھو | ناحق ہین یہ امتحان ہمارے
بیمثل ہین لذتِ سخن مین | سب اوٹھ گئے ہمزبان ہمارے
آزادوکے جستجو عبث ہے | پاؤگے پتے کہان ہمارے
اوڑتی ہے خاک اوس زمین سے | پڑتے ہین قدم جہان ہمارے
ناقہ لاتے ہین اسطرف روز | محسن ہین ساربان ہمارے
ہمسے بہی کچہ کہو عزیزو | کیا ذکرتے تہے شب وہان ہمارے
ظاہر ہے جو گذر رہے ہے | کچہ حال نہین نہان ہمارے

۲۵۴ — لائینگے نسیم رنگ کیا کیا / یہ دیدۂ خونفشان ہمارے — ۴

ابتک تو نہ بگڑے تہے گرفتار تمہارے | کچہ سوچکے آئے ہین گنہگار تمہارے
کیا عرض کرون دغدغۂ بیادبی ہے | کچہ کہتے ہین یہ دیدۂ بیدار تمہارے
شایان جفا قابل تکلیف ہمین ہین | کیا اور نہین یار وفادار تمہارے

۲۵۵ — کہلجائیگا حال دل بیتاب اونہین بہی / جاتے ہین نسیم آج کچہ اشعار تمہارے — ۸

لڑکپن ہین یہ ضد ہی جاتی تمہاری | ابہی دیکہنی ہے جوانی تمہاری
کہا مینے ٹہیرو تو بولے یہ ہنسکر | کبہی پہر سنینگے کہانی تمہاری
نثار اونکے جائین جو سجہ جائین انکو | فسانہ ہمارا زبانے تمہاری
بڑی خدمتین کین اب آزاد کردو | بہت دیکہ لے مہربانی تمہاری
چہپاؤ نہ کس طرح سے جان بدن مین | مرجان یہ ہی نشانے تمہاری

بہت صاف ہین گالیان واہ واہ
سنی بار ہا خوش بیانے تمہاری

مقرر بلا آنے والی ہے کوئی
نہین بے سبب مہربانے تمہاری

۲۵۶ تسنیم اب تو گھبرا گیا دل ہمارا
سُنے کون پھر رون کہانی تمہاری ۹

شکایت کی عوض ہم شکر کرتی ہین صنم تیرے
مزا دینی لگی کچھ سہتے سہتے اب ستم تیرے

نہو جواب مجھ بھی تو میری امید ونکی یہ صورت ہی
کہ ہین ہی اور نہین ہے جسطرح پر لطف کم تیرے

جدہر تو نی کیا رخ زیر پا میرا تصور تہا
نہ باور ہو تو دیکہ آنکھوں مین ہین نقش قدم تیرے

لب جان بخش جانان کب اجازت دینگی مرنیکی
قیامت تک نہ دیکھینگی قدم خواب عدم تیرے

نہین کچھ تا کوئی سرمایہ اعمال پاس اپنے
بہروسے کے لیے عاشق کی کافی ہین کرم تیرے

تمنا غیر سے کرنا خلاف رسم الفت ہے
یہین احسان جبل کیون لون نہین ہین کیا ستم تیرے

ذرا دیکھین تو کیونکر دم نکلتا ہے صد ہون سے
فراق مرلیا آج امتحان کرتی ہین ہم تیرے

مجھے بہولی نہین پاس محبت اسکو کہتی ہین
شب وصلت نہین ہے ہین وہ رہی جانان کرم تیرے

۲۵۷ ہجوم تحیر دیدہ مین ای تسنیم اب پاس معنی کیا
اجازت دی ہی اچہا لکھیئن کچھ قلم تیرے ۴

پہلو کو چیر کاش مرا دل نکل پڑے
بیچارہ گر بلا سے مجھے یو نہین نکل پڑے

ابرو مین خم جبین مین چین زلف مین شکن
آیا جو میرا نام تو کس کس مین بل پڑے

اوٹھ جای پاؤں صبر جو دیکھی وہ روی صاف
زاہد کبھی سنبھل نہ سکے تو پھسل پڑے

ہوا ایک طفل اشک تو کچھ زور چل سکی
روکین کسی کسی کہ ہزارون مچل پڑے

۲۵۸ ولہ ۱۰

بر ہم ہین وہ غیر بے حیا سے
مانگین کچھ اور ہم خدا سے

اچھا اچھا عدو سے ملیے
جاؤ جاؤ اجی بلا سے

کیا حال کہین دل و جگر کا
ٹکڑے ٹکڑے ہی جا بجا سے

ٹوٹے کانٹے تو زخم روئے — آنسو ٹپکے خراش پا سے

راحت طلبی سمجھ کے اے دل — ایسے بیدرد بیوفا سے

مطلوب وہی کہ جس کے فریاد — نکلے گا کام کیا دعا سے

رو لیں آؤ گلے لپٹ کر + — فرصت پھر ہو نہو قضا سے

ہم تک بھی کوئے شمیم گیسو — اتنا کہدیجیو صبا سے

گذرے کیا جس سے جان دیدے — پوچھو تو اپنے مبتلا سے

۲۵۹	دیکھا سبکو نسیم دیکھا خاموش بیان مدعا سے	۲۲

خالی نہیں فلک بھی جنونکے عذاب سے — پہنے ہے طوق دائرہ آفتاب سے

چھائیں شراب نور کی آنکھوں میں مستیاں — پیتے ہیں بادہ ہم قدح آفتاب سے

اے چرخ تیرا آہ ہوا رخصت آشنا — سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے

رہتے نہیں کسیکی ہمیشہ برہنگی — پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے

دیکھو شب فراق نے کسکا لہو پیا — آتی ہے بوی خون قدح آفتاب سے

محو جمال ہوں تپ دیرینہ ہے مجھے — مانگو دوا کے واسطے قرص آفتاب سے

ہر وقت حسن دختر رز کی ہے ٹکٹکی — آنکھیں لڑی ہوئی ہیں مری آفتاب سے

نظارہ ہای حسن سے سینہ ہے داغدار — حاصل ہے آفتاب مجھے آفتاب سے

ابرو کتاب حسن میں پائی جو انتخاب — یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے

احسان غم لونگا بعد فنا ناتوان ہوں — شرمائیگی نہ لاش کفن کے حجاب سے

نادیدہ دید بھی تیری آفت سی کم نہیں — بے پردگی ہوئی مجھے طرز حجاب سے

ساقی نگاہ مست تری کام کر گئے — ٹپکی شراب شوق جگر کے کباب سے

آداب حسن میں مجھے لب بستگی رہی — نکلے نہ بات بھی دم پرسش حجاب سے

فریاد رستخیز جگا ئیگی کیا ہمین
خوابیدگان عشق نہ چونکینگے خواب سے

سینہ کیا شگاف رولایا و نہین ہے خوب
دہوئین کدورتین جگر آب آب سے

قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے
اُنکی گلیمین گہونٹ نہ خنجر کے آب سے

زاہد کی کچہ پسند نہین برگزیدگے
باہر ہے عشق کے ورق انتخاب سے

تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگے
مستی کو کہینچ لینگے حجاب شراب سے

یہ لطف مہر کہان جو نہین بے نیاز یان
طفلی کو میرے ننگ ہے شیب و شباب سے

کیا کیا زبان تیغ نے بخشین حلاوتین
لبریز ہین دہان جراحت لعاب سے

میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا
آئین خرابیان دل خانہ خراب سے

٢٦٠ | ہان اے نسیم اپنے شفاعت کیواسطے
حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے | ١٩

کیا سبب کیون چہپ ہین زخمونکے دہن تقریر سے
ہوگئی رنجیدگی شاید زبان تیر سے

حل مشکل کیجیے آہ رسا کے تیر سے
چہوٹ جائی مرغ زرین دام چرخ پیر سے

کہینچتا ہی نقشۂ گلزار اسنے کیا عجب
بلبل تصویر نکلی بیضۂ تصویر سے

بخت خفتہ نے سلایا تیرے دیوانی کا پانون
جوشش غفلت ہے پیدا دیدۂ زنجیر سے

محنت دیوانگی نے کچہ نہ کچہ پیدا کیا
نخل کی جا شور نکلا دانۂ زنجیر سے

خندۂ دزدیدہ ہی زخمونمین قاتل کس لیے
دیکہ کیا پانی چرایا ہی تری شمشیر سے

کم نہین ہوتا کسی صورت سے زخمونکا سکوت
کوئی فسون دم کیا قاتل دم شمشیر سے

بعد مردن بہی وہی رکہتی ہے باہم اتحاد
تیری دیوانی کی مٹی دانۂ زنجیر سے

چشم وحشت خیز سے دیکہین بیابانکی بہار
مانگ لین آنکہین ہرن کچہ دن اگر زنجیر سے

عصمت دیوانگی مین ننگ آزادی ہے گہر
شرم ہو کیونکر نہ ہمکو خانۂ زنجیر سے

جوش پر یکسان رہی ہے زاری دیوانگی
مدتون آنسو بہی ہین دیدۂ زنجیر سے

چپ ہین شاید مر گئے مسکن گزینان جنون
جو نہین آتے صدا بھی خانۂ زنجیر سے

دُرد نوشی کی عوض ہے دُرد نوشی ساقیا
گھونٹ پیتی ہین لہو کے ساغر تقدیر سے

کیا اثر تھا جب کھنچا نقشہ تری مقتول کا
رنگ کے جا خون ٹپکا خامۂ تصویر سے

منفعلت صد ستے رہی مدفن پہ میری مدتون
منہ چھپا یا روکے ایسا دامن تقصیر سے

کس ہوا خواہ اجل کے یہ نظر ایسے لگے
زخم کو اچھو ہوا آب دم شمشیر سے

کہنہ مشقی ہر ستم مین کیون نہ وہ حاصل کرین
تھے جو انہین انہین تعلیم چرخ پیر سے

قدر رکھتا ہی نہایت گریۂ بیچارگے
زخم کے چھپتے ہین آنسو دامن شمشیر سے

۲۶۱	کیا کہین ہم داستان وحشت ای تسنیم پوچھ لو تم خود زبان خار دامنگیر سے	۷

ای ہم نفس شب وصل کی گذری گی خاک آرام سے
مرغ سحر مصروف ہی مشق فغان مین شام سے

ہین عاشق خستہ جگر کھاتی ہین غم آٹھون پہر
ہی جای بادہ چشم تر ساقی غرض کیا جام سے

افسوس کروٹ تک نہ لی خوابیدگان مرگ نی
قصہ مٹا گزیست کا کیا سو رہے آرام سے

صیاد آزردہ نہو کر جرم بتیا بے معاف
دیکھی تھی شکل قفس واقف نہ تھی ہم دام سے

ای نامہ بر خط کیا لکھین دیکھا ہی اک دم بھر او سے
واقف نہین وہ دلربا ابتک ہماری نام سے

آیا نہین ہے، وہ ابھی چھائی اودای تمہین
آغاز ہی آغاز ہے صبح مصیبت شام سے

۲۶۲	بس ای تسنیم خستہ جان یہ مشق نالہ تا کجا سوتے نہین دیتی ہمین گذری تمہاری کام سے	۵

بزم بن جاتی ہی مقتل تری مجبور ایسے
بوی خون آتی ہی ساقی مئی انگور ایسے

زرد پلے شعلہ شگون ہی خلش دشمن کا
صبح ہو جاتی ہی شب شمع کی بی نور ایسے

راحتین لیتے ہین بوسے طپش و نکلے کیا کیا
زخم منہ ملتے ہین جب مرہم کافور ایسے

شرم دشمن مجھے اچھا نہین ہونے دیتے
اشک ہوتی ہین رواں دیدۂ ناسور ایسے

شوق کہتا ہی کہ چل ضبط یہ کہتا ہی نہین
بڑہ کے ہٹتا ہی قدم طاعت مجبور ہسے

۲۶۳ — ولہ — ۱۲

ہوتا ہی حسینونکے مقابل کہئی دلسے
کچہ اور سوا جاتا ہی مرا دل کہئی دلسے

سینہ ہی تہ زانو قاتل کہئی دلسے
آسان نہین ہوتی مری مشکل کہئی دلسے

آجاتا ہی غش ہر کشش آہ حزین مین
کہاتا ہی جو ٹہیس آبلۂ دل کہئی دلسے

صیاد کی آمد سی ہر گلشن مین اودا سے
سنتے نہین فریاد عنادل کہئی دلسے

رک جاتی ہین نالے لب خاموش پہ آکے
کہلتے نہین منقار عنادل کہئی دلسے

دامن سے مری نور کے ریزش ہر زمین پہ
آغوش مین ہر وہ مہ کامل کہئی دلسے

خنجر کو مرے قتل نے بخشے یہ ندامت
منہ پہ ہی لیی دامن قاتل کہئی دلسے

جائیگی کسی عاشق جانباز کے سر پہ
شمشیر ہی گردن مین حمائل کہئی دلسے

اسکو بے کلی کی تو بڑہے اور ندامت
دامن ہر بشکل کف سائل کہئی دلسے

وا عقدۂ زنجیر کیے زور جنون نے
صد چاک ہین پیوند سلاسل کہئی دلسے

مرنے بہی نہ دیگی مجہے محرومی تقدیر
کچہ آنکہ چرا تا ہی وہ قاتل کہئی دلسے

۲۶۴ — ہر ایک گل تر کے تمنا جو نسیم آہ / بہر صورت غنچہ ہے مرا دل کہئی دلسے — ۱۰

ہین ہر سر مژگان سے چکان اشک تر ایسے
جان دیتا ہون قیمت مین اگر ہون گہر ایسے

اوڑ کر بہی اد نہین پا نہ سکے طائر ادراک
پنہان ہین نزاکت سے دہان و کمر ایسے

بیفائدہ خوف قفس کہنہ ہے صیاد
طاقت ہی نہ بازو مین نہ ہم تیز پر ایسے

پیغام قضا ہین یہ بلا خیز نگاہین
وقفہ کہین دیتے ہین خدنگ نظر ایسے

تعلیم تبسم ہی ہر ایک غنچہ گل کو
پیہم ہین مرے خندۂ زخم جگر ایسے

کروٹ بہی نہ لی راحت آغوش لحد مین
بند آنکہ کے ہوتے ہی ہی بیخبر ایسے

ہم بوسۂ خنجر لب ہر زخم سے لینگے / دل میں ہیں بھری شوق اجل کے اثر ایسے
طے کیجیے گا مرحلہ ہاے عدم و حشر / باقی ہیں ابھی اور بھی اے دل سفر ایسے
بچپن ہے سے اشکونکو ٹپک جانیکی خو ہی / طفلی ہی سے بگڑی مری نور نظر ایسے

۲۶۵
جمشید نہ دارا نہ سکندر نہ فریدون
دنیا سے تسنیم اوٹھ گئے دیکھو بشر ایسے
۱۴

باہم بلند و پست ہیں کیف شراب کے / آنکھوں میں ہیں طلوع و غروب آفتاب کے
پیتے ہیں سرخ و زرد پیالے شراب کے / کیا کیا ہیں اوج و پست ہیں رنگ آفتاب کے
ہرسو لئے ڈھونڈتا ہی مضامین شراب کے / گردون اولٹ رہا ہی ورق آفتاب کے
ساقی اونڈیل جام صبوحی سبو کے خیر / مشتاق کب سے ہیں لب شب آفتاب کے
اوٹھے وہ دود دل کہ فلک ہو گیا سیاہ / گل ہو گئی چراغ مہ و آفتاب کے
لکھوں جو اوسکے چہرۂ روشن کا وصف میں / پیدا کرے دن زبان و دہن آفتاب کے
دھو دے شراب سی مری انگور زخم کو / تا جاری بخشین زخم کہن آفتاب کے
کھو دیگا دود آہ فلک کی سیہ ہی / ڈالے گی شام منہ پہ نقاب آفتاب کے
خالی کہاں فلک ستم روزگار سے / رکھتا ہی دل پہ داغ مہ آفتاب کے
جانے تو دود فلک پہ مری نالۂ جنون / پرزے اوڑا دینگے ورق آفتاب کے
ای چرخ پیر دیکہ لیں اٹکھیلیاں تری سے / یاد آگئی ہمیں بھی زمانے شباب کے
پائی ہے یعنی زخم سے تعلیم خامشی / گویا لب سکوت دہن ہیں جواب کے
محروم آرزو ہیں صدای شکست میں / رہ رہ گئے اوبھر کے پھپھولے حباب کے

۲۶۶
کس اعتبار میں نفس چند اے تسنیم
شب بھر کیواسطے یہ تماشے ہیں خواب کے
۱۳

زاہد نے خاک لطف اوٹھائی شباب کے / دو گھونٹ بھی گلے سے نہ اوتری شراب کے

طوفان گریہ میرا ہیا اشک ہوا بلند
سب حرف دہو دیے ورق آفتاب کے

اکی ہی کشتی ہی بحر مین کس بحر حسن نے
دریا مین سرنگون ہین کٹورے حباب کے

دیکھو تو پاس عزت جلا دپردہ اوپش
زخمونکے منہ مین قفل دیے ہین حجاب کے

ایسے جفاشعار سے اظہار آرزو
دیکھو تو حوصلے دل خانہ خراب کے

صحن زمین و بام فلک دونو غرق ہین
دریا ہین جوش پر مری چشم پرآب کے

اہل جفا کا رشتۂ امید قطع ہے
قایم ہے خیمۂ فلکی بے طناب کے

بس ہو چکی امید وفا آپ سے ہمین
بدلے ہوے ہین ڈھنگ ابہی سے جناب کے

جس جا نظر پڑے مد ابرو کی تہی کشید
دیکھی گئے جو بند ہمارے حساب کے

ہین ہین ہی گیسی نہ سیہ کاریونکے ڈہنگ
چہکے ہوے ہین رنگ ہمارے خضاب کے

نالونکے زمزمونسے کسی دم نہین فراغ
نغمے خوش آتے ہین کسی چنگ و رباب کے

زاہد نہ بک کہ اپنے طبیعت بدل گئی
کچہ اور کہ رہے ہین ارادی شباب کے

۲۶۷	سینہ ہجوم داغ سے گلزار ہے نسیم تختے کھلے ہوے ہین برابر گلاب کے	۱۵

ہنس رہی ہین شور سن سنکر مری فریاد کے
اب تو نالی ہو گئے مژدے مبارکباد کے

برق کے مانند کڑکی گر پڑی قصر بلند
رہ گئے افسانے دنیا مین مری فریاد کے

دل اگر شادان رہی دیتا ہی چہرہ روشنی
اور ہی ہوتی ہین جلوے خانۂ آباد کے

شکل اونکی پہر نہ دیکھی جب کہ ٹپکی آنکہ سے
اشک ہی کیا ناز تہے یار ستم ایجاد کے

اونکو کیا معلوم تعظیمی و توصیفی ہین کیا
مبتدی کیا لطف سمجہین بندش استاد کے

اشک پونچھی بہتے بہتے دامن محبوب تک
حوصلے کیا بڑہ گئے اس کور مادر زاد کے

التفات آرزو سے جز ندامت کیا حصول
جا بسین جنت مین کہ شایق ہون خدا کی یاد کے

منہ سے دیتا ہی اپنا رشتۂ امید وصل
شکوے کر سکتے نہین ہم یار کی بیداد کے

واہ کیا کیفیتین تجھین دل نہ گھبرایا کبھی
مدتون دیکھے تماشے عالم ایجاد کے

پوچھتے ہو جس لیے تم وہ مجھے معلوم ہے
کیا سنوگے حال میرے خاطر برباد کے

مستیون سے حسن کے آنکھین ہاکرتی ہین بند
کب خیال آتی ہین وہ غافل کو میری یاد کے

سخت طینت کے لیے لکھے گئے پانی کی موت
بارہا تیزاب سے کشتے بنے فولاد کے

آرزو کیا ہمصفیران چمن کے قید مین
تنگ ہین بڑھکر قفس سے حوصلے صیاد کے

آہ کیون دی جان اجل کو ہای کیونکر جی اٹھون
ڈھونڈھتی ہین اب بھی جہان مری جلاد کے

۲۶۸
پھول پتی ڈالیان سب منتشر ہین ای نسیم
رنگ سب بیرنگ ہین اس گلشن ایجاد کے
۷

ارمان نکل جاتین کچہ عاشق مضطر کے
آنسو نہ مری پوچھو رو لینے دو جی بھر کے

مین دل کیطرح انکو پہلو سی لگاتے ہون
سب زخم ہین راحت مین قاتل تری خنجر کے

دیکھی جو غضب تیری کچہ کہ سکے ظالم
ناسور مرے دلمین رہ رہ گئے منہ کر کے

کہہ دیتے ہو باتونین جو حال گذرتا ہے
پڑھ لیتی ہو تم انکو الفاظ مقدر کے

کسواسطے بی رنج ہو گھبراتی ہو کیون اتنا
وہ باتین ہین عاشق کی قصے نہین دفتر کے

کچہ سیکہ لیا شاید انداز تمہارا اسا
کیون صبح کی دامن مین چھپ گئی اختر کے

پڑتی ہی نظر جسجا خالی نہین وزنسے
عاشق کی بہی لمین ہین انداز تری گہر کے

۲۶۹
ولہ
۹

تافلک پہونچی ہین شہرے یار کے
مہر و مہ مشتاق ہین دیدار کے

رہ گئے قطرے کف پا کے مرے
آبلے بنکر زبان خار کے

اسقدر کاہیدگی سے چھپ گیا
لوگ جویا ہین ترے بیمار کے

سو زبان پہ کچہ بہی کہ سکتا نہین
شانہ پہندے مین ہے زلف یار کے

پردہ پوشے غیرے عاشق کی ہوے
ہین یہ احسان سایۂ دیوار کے

راستی پائے نہ ابرو مین کبھی
بل نہ نکلے کبھی اس تلوار کے

نوک مژگان کے جو آتے ہین خیال
سامنے رہتے ہین ہمکو وار کے

داغ اپنے دلکے کمہلاتے نہین
بے خزان ہین لطف اس گلزار کے

٢٧٠ شکر کر درگاہ حق مین اے نسیم
ابتو شہرے ہین ترے اشعار کے ١٣

ہو گئی سب عضو تن سیاہ ہے تری رنجور کے
کتنے سپے ہوتے ہین سیانچے شگاف گور کے

رو دیا احباب نے لاشے کو رکھکر قبر مین
اشک کے قطرے ہوئی جہالی ہان گور کے

حسن اصلی کو نہین تکلیف آرایش سے کام
وقف شانہ نہین گیسو شب دیجور کے

شعلے داغون سے نکلتے ہین گذر ممکن کہان
حوصلے ٹھنڈی ہی نکیون ہون ہم کافور کے

دیکھیے کسطرح اوسکے روی عالمتاب کو
سامنے آنکھون کے آجاتی ہین پردے نور کے

کام آئینگی ہمارے آبلون کی پرورش
ہر زبان خار چکھینگے مزے انگور کے

دیکھتا ہون ساتہ اپنی شکل کے شکل اجل
آئینے مین تیرے چشم جوہر ساطور کے

بعد مردن چاندنی سی پردہ پوشی ہو گئی
تیرے کشتون نے کفن پائی ردائی نور کے

روح نکلی تن ہوا ہلکا تماشا اور ہے
بوجھ اترے پیسے قدم اوٹھتے نہین مزدور کے

دیکھنا کیا شوکت فریاد حاصل ہے ہمین
جسکے آگے تھرتھرا جاتی ہین نالی صور کے

یہ ہی تاثیر دیکھی سنکے ہنس دیتے ہین وہ
نالی میری قہقہے ہین خاطر مسرور کے

گوش راحت آشنا تک اپنی توانی لو دے
قہقہے ہو جائینگے نالے دل رنجور کے

٢٧١ ہو گئی آخر شب ہو صبح پیدا اے نسیم
بعد مدت رنگ بدلی مشک نے کافور کے ٣

تھی شب ہجر مین کیا کیا دھڑکے
آہ تڑپے کبھی نالے کڑکے

دھوم کر دی ترے مذبوحون نے
آنکھ جھپکی نہ ذرا دل دھڑکے

مر گئے مرغ قفس کیا آسان — پاؤن پھیلا سکے نہ بازو پھڑکے

۲۷۲ **ولہ** ۳

نہ سمجھے مکر کے آنسو ہین اوس غارتگر جانکی — لٹے دل دیکے جھوٹی ہوتیونپر اشک غلطان کے
بہار چند روزہ مین یہ دہوکا تہا مصیبت کا — قفس مین لائی آخر چہچہے لطف گلستان کے
ادب ای دست وحشت شرم عریانی مناسب ہے — نشان پیرہن کو چھوڑ دی کچہ تار دامان کے

۲۷۳ **ولہ** ۱۳

کہتے ہین سنکے تذکرے مجہ غم رسیدہ کے — افسانے کون سنتا ہی حال شنیدہ کے
کیا ہی مشت خاک کی ہم جستجو کرین — ملتے نہین نشان غبار پریدہ کے
ہین خاک بہی ہوا نہ گئی سرکشیدگی — غصے وہی رہی مری دامن کشیدہ کے
جو تم مین بات ہے وہ کسی اور مین کہان — جلوے کچہ اور ہی ہین گل نو دمیدہ کے
سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہے — شکوے کہان کہان ہین مری آب دیدہ کے
کچہ انتہا نہین ہی کہانتک سنائیے — قصے دراز ہین دل نا آرمیدہ کے
قطرے ملے جو ترے پسینے کی گلبدن — خواہان رہی نہ لوگ گلاب چکیدہ کے
آہونکی وہ ہجوم ہی کہین نالونکے غلغلے — سامان نئے ہین روز تری غم کشیدہ کے
آرام گاہ اشک ہے ویران اے جنون — دامن ہین تار تار قبائے دریدہ کے
او مست ناز کیف یہ تیری سخن مین ہے — دہو کے کلام پر ہین شراب چکیدہ کے
لو آشیان تنکے طرف میل تک نہین — دیکھو مزاج طائر رنگ پریدہ کے
دیوان مین وصف ہے عرق جسم یار کا — مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے

۲۷۴ مژگان سے بچ **نسیم** کہ ابرو کے پاس ہین — یہ تیر بے خطا ہین کمان کشیدہ کے ۱۰

اشک آنکہو نمین ڈر سے لا نہ سکے — دل کے بہڑکے ہوے بجہا نہ سکے

نہ ہلی جب زبان نزاکت سے | رہ گئے دیکھکر بلا نہ سکے
تہین جو اوسین حیا سے کچھ باتین | شکوہ میرا وہ لب ہلا نہ سکے
کیا ہوے تیرے حوصلے ای اشک | حرف تقدیر کو مٹا نہ سکے
تہا یہ خطرہ کہ سین پسند نہون | گالیان بہی مجھے سنا نہ سکے
گو بہت پاس غیر تہا لیکن | آنکھ ہمسے بہی وہ چرا نہ سکے
پاؤن چوما کیے حنا کے طرح | جب گوسے اور رنگ لا نہ سکے
خامشی سے تہے بشکل زخم سبھی | لب تک اپنے سوال آ نہ سکے
نہ ملی اوسنے پاؤن مین مہندی | رنگ اپنا عدو جما نہ سکے

۲۷۵	اضطراب قضا ہوا یہ نسیم کہ گلے سے بہی اوسے لگا نہ سکے	۱۳

اب آئے ہو صدا سنکر گجر کی | کہو جی شب کہان تمنے بسر کی
سحر کو دفن کر کے جائیے گا | مصیبت اور ہے اک رات بہر کی
قفس مین بند کرنا تہا جو تقدیر | ندامت کیون مجہے دی بال و پر کی
گذر جائیگی جو گذرے گی ہم پر | چلو بے راہ لو تم اپنے گہر کی
اسے تو جان لے لے اے غم عشق | مصیبت کون اوٹہائے عمر بہر کی
خدا کے واسطے یارو سنبہالو | کہ بہر شدت ہوے درد جگر کی
ترشح آنسوون کا ہو رہا ہے | گہٹا اٹہی ہوئی ہے چشم تر کی
نہ بولین گے تمہارے خوف سے ہم | بلائین لینگے مگر شمشیر ور کی
نہ آنا تم اجازت مانگنے کو | نہ دکہلانا ہمین صورت سفر کی
کوئے دم کا بکھیڑا رہ گیا ہے | جگر تک برچھیان لو پہنچین نظر کی
ہمین فصاد کا منہ دیکھنا ہے | اوٹہانے ہے مصیبت نیشتر کی

حباب آسا ہے لطف زندگانے — حقیقت کچھ نہین ہوتی بشر کی

۲۷۶	تسنیم اب دل کتانکی طرح ہی چاک پ محبت مین کسے رشک قمر کی	۳

کرتے ہے بیقرار صد ابیقرار کے — فریاد دل دکھاتی ہی بی اختیار کے
عادت مین فرق آئی نہ مجہ اشکبار کے — چادر کفن کے واسطے ہوا آبشار کے
اللہ کیا تڑپ ہے دل بیقرار کے — صحن فلک زمین ہے مجہ خاکسار کے

۲۷۷	ولہ	۱۲

بسکہ ہی دلمین ہوس نظارہ ہائے یار کے — آنکہ اپنی آنکہ ہے ہر روزن دیوار کے
لطف نظارہ سی پہر آئے نہ آنکہو تنک نگاہ — خال بنکر رہ گئے دلدار کے رخسار کے
بعد مردن ہی گئی دلسے نہ اپنے آرزو — جام کی ساقی کی می کے یار کی گلزار کے
کردیا آخر خیال زلف نے ایسا نحیف — تار گیسو بن گئی گردن تن بیمار کے
ربط باہم کا بڑہا ہے یہانتک وحشت مین — نوک جو ٹوٹے نہ نکلے آبلی سے خار کے
کسقدر لذت تہی خون بیگناہی مین مرے — خنجر قاتل نے چلکر حلق پر تکرار کے
خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند — بعد مردن ہی نہ جہپکے آنکہ مجہ بیدار کے
فضل حق سے ہر جگہ موجود ہین اپنی شفیق — وحشت کی مہر عنایت آبلون پر خار کے
خوب روی گردن مینا لگا کر ہم گلے — جس گھڑی ساقی نی رخصت کیے لیے تکرار کے
تم تو کب آتی ہی لیکن مرگ بھی آتی نہین — آپکی آزردگی ہی ہمسے سب اغیار کے
کیا مثال اوسکی بھلا جو چیز دکھلائی نہ دے — ناتوان وہ ہون نہین تشبیہ جسم زار کے

۲۷۸	فضل حق سے بسکہ ہی شاگرد مومن تو تسنیم دہوم ہی ساری زمانے مین تری اشعار کے	۳

تہی سزا کتنی حلاوت زار تقصیر کے — زخم نے برسون زبان چوسی ہمان تیر کے

زور ہو جاتی ہین ہمسے ایک وحشت کھیلیان
نوجوانی آجتک باقی ہی چرخ پیر کے
زور وحشت سی جو تڑپا شوق ہو آہن کا دل
وہ کڑی جھیلی کہ توڑی ہر کڑی زنجیر کے

٢٧٩	ولہ	١١

ناصح مشفق یہ مشق تازہ فرمانے لگے
دن تو تھا اب راتکو بھی آکی سمجھانے لگے
حضرت واعظ کہین دولت سرا کو جائیے
آتی ہی سامان محشر آپ دکھلانے لگے
آگئی جب یاد کچھ اوس ربط باہم کے مزے
دل بھر آیا دیدۂ تر اشک برسانے لگے
پھر سبو اونڈلی بھری شیشے ہوی لبریز جام
لغزش پا ہی ابھی مست کہلانے لگے
باغبان ہشیار ہو مشتاق رخصت ہی بہار
رنگ اڑا گلستان کا پھول مرجھانے لگے
جلوہ ہای حسن چمکی اوٹھ گئی منہ سے نقاب
طرۂ گیسو کے باہم سانپ لہرانے لگے
ہاتھ اوٹھا ای چارہ گر درمان ہے تاثیر سی
جای اشک آنکھونسے اب لخت جگر آنے لگے
خوب روتی دیکھکر ہم زیور دیوانگی
جب احبا پاؤنمین زنجیر پہنانے لگے
ہٹیان روشن ہوتین چمکی دوکان میفروش
رخصت توبہ ہوی زاہد گھبرانے لگے
فصل گل آئی بڑہی جوش جنونکے ولولے
دی صدا زنجیر نے پھر پاؤن کھجلانے لگے

٢٨٠	مانع مطلب ہوے وہ شرم باہم ای نسیم وہ رکے اپنی طرف ہم آپ شرمانے لگے	١٥

فصل گل آئی ہی کل اور ہی ساماں ہونگے
میرے دامن ہین مرے دست و گریبان ہونگے
سب یہ کافر ہین حسینونکی نہ سُن تو ای دل
چار دن بعد یہی دشمن ایمان ہونگے
شکر ہو جائین گے انجام کو اپنے شکوے
رنج کے خوف سے ہم اونکی ثنا خوان ہونگے
کھینچیے تیغ تامل ہے یہ کیون بسم اللہ
سر جھکا دینگے جو یان بندۂ احسان ہونگے
کسطرح جائینگے مانع ہی ہمین ضعف مزاج
زلف برہم ہی تو کچھ وہ بھی پریشان ہونگے
ناتوانی ہے گرانی نہو ای دل بیتاب
پھر تو بوسے لب جان بخش کی ارزان ہونگے

یان نہین جلوۂ جانانہ نے ذرا جا خالے
اشک گر مری آنکھو نہین پشیمان ہونگے

شوق کہتا ہی کہ لوٹینگے مزی وحشت مین
درد کہتا ہی شریک شب ہجران ہونگے

شوخیان کرلے جنون آج کہان پہر کل ہم
خاک اوڑائینگی زمین دشت یہ ویران ہونگے

گریہ انجام تبسم ہے نہ ہنس او غافل
خون رو وینگے وہی زخم جو خندان ہونگے

یاد آئیگا پس مرگ ہمارا یہ کمال
حال کھل جائیگا جب خاک مین پنہان ہونگے

تجکو کردینگے خبر زیر لحد سونے کے
سر پٹکتے ترے در پر سے ارمان ہونگے

خانہ زاد ونکو کہان قید محبت سے فراغ
ہم وہ بلبل ہین ہمین خاک گلستان ہونگے

دم نکل جائیگا گر ہاتہ لگا اسے جراح
وہ نہین زخم جو شرمندۂ احسان ہونگے

۲۸۱	دور ہر نخل کرین سے گے صفت گرد نسیم ہم لبیں مرگ بہی قربان گلستان ہونگے	ے

وصل کے رات ہی آخر کبہی عریان ہونگے
مین پشیمان ہون توکیا وہ نہ پشیمان ہونگے

آپ مرجاؤنگا تو آکہ نہ آ او ظالم
آج وہ دن ہی کہ مجہپر مرے احسان ہونگے

غیر کی شکل بنینگے کبہی خود اونکا شوق
ہم بہی دیکہین تو کہانتک وہ پریشان ہونگے

دل جو روٹہا تو منانے سے کہین منتا ہے
یہ ستم باعث حسرت تجہے ایجان ہونگے

آج بہروپ عدو کا ہے بنایا مینے
ابتو وہ بہی مری اندازپہ قربان ہونگے

انکو پہنینگے مرے وحشت جنون کے کانٹے
یہ وہ دامن ہین کہ آخر کو گریبان ہونگے

۲۸۲	برہمی دوری جانا نہین انہین ہوگی نسیم میرے نالے اثر فکر غزلخوان ہون گے	ے

یہ وہ نالے ہین جو لب تک آئینگے
تمکو کیا ہو آسمان الجہائین گے

عشق مین ایک پہر دیرینہ ہو نہین
مجکو ناصح آکے کیا سمجہائین گے

حضرت دل سوچتے ہین آج کچہ
پہر بلا کوئے مقدر رلائین گے

اس توقع پر اوٹھاتے ہین ستم ۔۔۔ کچھ تو سمجھینگے کبھی شرماینگے
پھینکدینگے دلکو پہلو چیر کر ۔۔۔ آپ دیکھین کسطرح لیجائینگے
حال دل کہتے ہین جو کچھ ہو سو ہو ۔۔۔ دیکھیے وہ آج کیا فرمائینگے

۲۸۳ پھر نچھوڑینگے قیامت تک نسیم ۔۔۔ پاؤن جسدن قبر مین پھیلائینگے ٥

رشک عدو مین دیکھو جاتا کہان ہی دینگے ۔۔۔ لو جھوٹ جانتی ہو اکدن دکھاہی دینگے
آواز کیطرح ہم بیٹھینگے آج ایجان ۔۔۔ دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اوٹھا ہی دینگے
اوڑجاونگا جہانسے عاشق کا رنگ ہوکر ۔۔۔ نقش قدم نہین ہون جسکو مٹا ہی دینگے
غیر وسنے کے جستجو کی مدت سے آرزو ہر ۔۔۔ یہ یاد وہ نہین ہے جسکو بھلا ہی دینگے
شعلے نکل رہے ہین ہر استخوان سے اپنے ۔۔۔ شمعین یہ وہ نہین ہین جسکو بجھا ہی دینگے
خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین ۔۔۔ وہ دل نہین ہمارا جسکو پھنسا ہی دینگے

۲۸۴ اوس خاک تک تو پہنچکر پھرنا نسیم مشکل ۔۔۔ ہون اشک اوفتادہ کیونکر اوٹھا ہی دینگے ۳

جب اور کسی پر کوسنے بیداد کروگے ۔۔۔ یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے
ہم جان گئے کلمہ رخصت کی اشارے ۔۔۔ اب اور کہین جاکے گھر آباد کروگے
سیکھوگے جفائین مرے ایذا کی لیے تم ۔۔۔ شاگرد ہوگے کسی کو سے اوستاد کروگے

۲۸۵ ولہ ۳

صفائے دیر مین قاتل سے ہوگے ۔۔۔ یہ آسانے بڑی مشکل سے ہوگے
محبت ہو کسے سے یا عداوت ۔۔۔ مزا دیکے جاسینگے جو دلسے ہوگے
مین ہون اک اور رہی لیلی کا مائل ۔۔۔ قسیلے کیا مرے محمل سے ہوگے

۲۸۶ ولہ ۹

تا عرش تیری شورش بیداد جائیگی
گر مین نجاؤنگا مری فریاد جائیگی

بے آبرو کسیکو نکر جوشش جنون
بیڑے نہ توڑ عزت اجداد جائیگی

ہمپر عبث ہی حوصلہ نیشتر زنی
حرمت تمام عمر کے فصاد جائیگی

قاتل یہ خندہ ہای جراحت نہوگی کم
لب ہای زخم سے نہ تری یاد جائیگی

دیوانہ مین وہ ہون کہ پس از مرگ میری خاک
اوڑ اوڑ کے سوی کوہی پریزاد جائیگی

آسان نہین ہی کھینچنا تصویر یار کا
ناحق کو قدر مانے و بہزاد جائیگی

شیرین کو گور مین تہا تصور پیے مدام
تا چرخ بانگ ماتم فرہاد جائیگی

فصل خزان مین کہتی تہے رو رو کی عندلیب
دلسے کبہی نہ عبرت صیاد جائیگی

۲۸۷	مومن کا طرز چہٹ نہ سکیگا نسیم سے شاگرد سے نہ بندش اوستاد جائیگی	۹

حقیقت سے زبان آگاہ کرلے
باسم اللہ بسم اللہ کرلے

دہن سے دور کر قفل دوئی کو
زبان مفتاح الا اللہ کرلے

کدورت دلسے کہو لہو و لعب کی
سعادت سے صفاے راہ کرلے

مبارکباد عیش و جاہ و دولت
حظوظ عمر خاطر خواہ کرلے

کہان فرصت زبان کشمکش مین
مناسب ہے ابہی کچہ راہ کرلے

جسے دیکہا نہ دیکہ اوسکو کبہے تو
نہ دیکہا جسکو اوسکی چاہ کرلے

سخا ہمت مروت ہین ترے پاس
کوے ہمراہ تو ہمراہ کرلے

بہلا واہے طلسم زندگانے
وداع حب عز و جاہ کرلے

۲۸۸	نسیم دہلوے یہ آرزو ہے کہین اپنا مجہے اللہ کرلے	۳

لازم ہی کہ آغاز ہو انجام سے پہلے
لے لینے دو بوسہ مجہے دشنام سے پہلے

پھر طاقت پرواز سے پوچھنا صیاد
آزاد تو کر پھر خدا دام سے پہلے
اب منہ سے نہ کچھ کہیے گا ہم کر چکے توبہ
تدبیر یہان ہو گئی الزام سے پہلے

۲۸۹ ولہ ۷

دیکھی دل دے کے قدردانی
بس بندہ نواز مہربانی
ہونے سے ہے باز پرس اعمال
کہنے سے ہے بہت بڑے کہانی
شعلے اوٹھتے ہین استخوان سے
اللہ رے سوزش نہانی
سونا ہے گوشۂ لحد مین
ہان ہان وہ رات بھی ہے آنی
او وعدہ خلاف سالہا سال
آنکھون نے کی ہے پاسبانی
آئے ہے پیرے پیام رخصت
بڑھتے جاتے ہے ناتوانی

۲۹۰ مستانہ سری نسیم کبتک
آخر آخر ہے نوجوانی ۶

عزت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے
طوق پی کی بندگی چومی قدم زنجیر نے
دونو عاشق شمع کے اور دونو قسمت کے جلے
جان پروانی نی دی بوسی لیے گلگیر نے
مدتین گذرین کہ اطمینان اونکا کر دیا
نالہ بے سود نے فریاد بی تاثیر نے
ہر زبان خاموش کر دیتا ہے ہر اثر دوستی
کچھ نہ حال دل کہا میر اسنان تیر نے
کھل سکین کیا عاشق و معشوق کی گوشیان
کہدیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے
آبرو رکھ لے گنہگاری کی گو ہم مر گئے
منہ نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

۲۹۱ ولہ ۵

کچھ سمجھتے ہین جو اوس ظالم کی سمجھائی ہوئے
پھر پلٹ جاتے ہین شکوی تا زبان آئی ہوئے
یاد آتی ہین جب احسان اونکی وقت اضطراب
نالی ہی منہ سے نکلتے ہین تو شرمائی ہوئے
تمنے کیون بوسی دیئے ہین انکو دیکھو کس طرح
آفتین ڈہاتی ہین کیا کیا لذتین پائی ہوئے
ہٹ یہ کیون ہو لو دل افسردہ حاضر ہین گر
کیا پسند آئینگے تمکو پھول مرجھائی ہوئے

۱۱	دیکھتا ہون نہین نہ مجکو دیکھتے ہین وہ نسیم ابر و دو دستکے ٹکڑے ہین جو سب چھائی ہوے	۲۹۲

سوال طرز سخن سے تمہارے پیدا ہے
ہماری سر کے قسم تمکو آرزو کیا ہی

امید مرگ مین قطع امید ہستی کی
مزاج عاشق افسردہ آج اچھا ہی

خفا ہین جسکے سبب آپ کل سے اسد م تک
ہمین تو آجکی شب بہی وہی تمنا ہی

سیاہیان شب فرقت مین تمہین کہان ایسے
کہ یہ دود جگر کا مرے اندھیرا ہی

نہ چین ہے مجھے گھر مین نہ دشت مین آ حیرت
عجب طرح کا کچھ ان دنون حال میرا ہی

عجیب طرح کی آتی ہین نکہتین شب و روز
کسیکا عقدۂ گیسو کہیں آجکل وا ہی

او داس ہو سبب انفعال کچھ تو کہو
یہ کیون عرق ہے جبین پر مزاج کیسا ہی

کہان بسر ہوئی اوقات پاک بندہ نواز
بہت دنون نہین تمہین ہمنے آج دیکھا ہی

خوشا نصیب چھپاتے ہو راز دل ہر دم
مجھے بہی آپنے بدخواہ کوئی سمجھا ہی

وہی لحاظ کی ہوتے ہین باتین چلمن سے
ابہی تلک آپکو ایجان ہمسے پردا ہی

ہزار کوئی کہے کب کسیکی سنتا ہے
نسیم آپکی باتو نیہ ویسے شیدا ہی

۵	غزل ذوبحرین	۲۹۳

وہی تونے دیکھا کہ جو دل کہا تہا نہوا وسپہ شیدا کہ وہ بد بلا ہے
گلہ اب ہی بیجا کہ یہ ہو گیا کیا کیا تونے جیسا وہی یہ سزا ہے

نہ وہ اب اشارے نہ وہ اب نظارے نہ وہ کہنا آرے نہ وہ کہنا جا رے
گئے لطف سارے ہوے یون کنارے چلو غیر پیارے مرا خضب آ ہے

ہوا وسپہ مائل ہوا غم سے شاغل ہوئی سخت مشکل کیا تونے گہائل
نہیں ہے وہ غافل بنیگا وہ قاتل کریگا وہ بسمل تری اب قضا ہے

یہ ہین لطف بیدہ ہب ہین وہ جو ہر شب مرا آیا دل جب تو وہ ملتی ہے تب

اجی مکر ہین سب کہان بوسۂ لب ہی جانیے اب کہ وہ بیوفا ہی
کہو کل رہوگے مرے گہر چلوگے کہا جو کروگے مرا غم سُنوگے
لگے سے ہاو گے مجہے بوسے دوگے کوئی دم ہنسوگی کہ یہ سب دغا ہی

۲۹۴	ولہ	۳
شب وصلت مین گہڑیالی ہمین کیا کیا رلاتا ہی		گہڑی بہر رات آئی ہی بہر ظالم بجاتا ہے
لنڈہادی مِی سبو کو توڑ شیشہ چہوڑ کر ساقی		لہو فرقت مین پیتے ہین کسی ساغر پلاتا ہے
دل امنڈا آتا ہی از خود گلے ململکے رونیکو		کمر بستہ سفر خستہ مقرر کوئی آتا ہے

۲۹۵	ولہ	۵
رنج باہم مین زبان پہ جو گلہ آتا ہے		کچہ عجب لطف کا رونے مین مزا آتا ہے
مین جو سمجہاتا ہون اونکو تو یہ فرماتے ہین		اجی چہ خوش جا بہی یہانسے تجہی کیا آتا ہے
دل ہلا جاتا ہے ہر نالہ و فریاد کے سات		پہر اونہین کا کوی مظلوم جفا آتا ہے
شانہ وہ زلف مین کرتے ہین خدا خیر کری		پہر مرے واسطے طوفان بلا آتا ہے
طاقت جوش جنونکی مرے کیا شہرت ہے		سیکڑون من کا ہر اک حلقۂ پا آتا ہے

۲۹۶	ولہ	۲۳
گنگ مین جنکو خموشے کا مزا ہوتا ہے		دہن زخم مین خود قفل حیا ہوتا ہے
آکہین وعدہ فراموش کہ فرصت کم ہے		دم کوئی دم مین قدمبوس قضا ہوتا ہے
نالہ افسانۂ بیداد سناتا ہے اونہین		کشش آہ سے اظہار بلا ہوتا ہے
کیون نہ پیمانۂ دشنام دہن کو سمجہون		کہ برابر ترے گالی کا مزا ہوتا ہے
حاجت شمع نہ پروای چراغ لحد ہی		پاک احسان سے مزار غربا ہوتا ہے
آہی کیونکر شب فرقت مین کہ جنبش ہی محال		شوق دل بسلسلۂ پاسے قضا ہوتا ہے
محو دیدار تہے ہم کن فیکون سے پہلے		اب بہلا پردہ کیے سے ترے کیا ہوتا ہے

زاہد اسواسطے کرتے ہین بتون کو سجدہ
جلوۂ حسن بتکو نور خدا ہوتا ہے

خط نو سبز ترا حجت خونریزی ہے
سرخ سبزی کے سبب رنگ حنا ہوتا ہے

یار خواہان شفاعت ہین مع دہشت پہ ظالم
دل دھڑکتا ہی مرا دیکھیے کیا ہوتا ہے

اسطرف بہی ہو کوی گردش خنجر قاتل
گلو خشک کو اب رشک قضا ہوتا ہے

توبہ کرتے ہین جوانی سے کہ پیری آئی
پا تھکے ہاتھ ہوا خواہ دعا ہوتا ہے

غیرت حسن سکہا دیتی ہی آداب سکوت
دہن غنچہ پہ خود قفل حیا ہوتا ہے

اژدہا بنکے ڈراتا ہی شب فرقت مین
زلف کا دہیان بہی موسی کا عصا ہوتا ہے

آج ہی رسم رہائی ترے دیوانی کی
پیرہن قید ہی ہستی کا قبا ہوتا ہے

یار روتی ہین مرے قتل سے مین ہنستا ہون
بزم شادی مجھے سامان عزا ہوتا ہے

کہنہ مشق اونہین ایجاد سکہا دیتے ہے
ہر ستم لطف مین دیکہا تو نیا ہوتا ہے

ڈہنگ کا ہیکو ہین سامان اجل ہین ظالم
ہر ادا مین ترے سامان قضا ہوتا ہے

جان نثاری کی اجازت نہین دیتا قاتل
بیوفا باعث تکلیف وفا ہوتا ہے

سر فروشان محبت کو محبت سے ہی کام
قابل بوسہ مزار شہدا ہوتا ہے

دم کھنچا کھینچتے ہی شمشیر جو دم ای قاتل
جو ارادہ ہی ترا ہوش ربا ہوتا ہے

بیوفاؤنکی وفا باعث آرام نہین
شکر انجام کو دیکہا تو گلا ہوتا ہے

۱ ۲۹۷	ای نسیم چمن آرا ے فصاحت سب تجھسے گلشن معنی نو خیز ہرا ہوتا ہے	۲

بہار غنچگی دیتا ہی جب دل خستہ ہوتا ہی
پس از خندیدگی کمہلا کی گل سربستہ ہوتا ہے

شگون وصل ہی رنج جدائی چشم عارف مین
کہ بعد از قطع شاخین ملکی اک گلدستہ ہوتا ہے

معانی زخم خوردہ لفظ ٹکڑی بند شین ابتر
دل عاشق کیصورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہے

ہمین فہمی ہمتی صیاد ظالم کیون دکہاتا ہی
کب آزاد کیے قابل طائر پربستہ ہوتا ہی

بہلا آسان ہو کیونکر موشگافی فکر مشکل کے | کہ ہر عقدہ بشکل نو لف بستہ ہوتا ہے
دکہا دیتا ہی ہر ساعت نیا گہر جوش بینا نے | سد نعل ہکان مانند گرد جستہ ہوتا ہے
کچہ ایسے دونو مصرع ایک ہوجاتے ہین مضمون مین | کہ سامع کو گمان ابرو پیوستہ ہوتا ہے

۲۹۸ ولہ ۹

دکہاتا ہی جہری پہر مژدۂ بیداد دیتا ہی | مبارکباد بیتابی ہمین صیاد دیتا ہی
کبہی کچہ ہی کبہی کچہ ہے مزاج یار کی صورت | مزا آنکہو مین کیا کیا عالم ایجاد دیتا ہی
وہ محتاجی ہوی ہی دولت تقدیر سے حاصل | کہ سایہ بہی نہین پاے امن فریاد دیتا ہی
نہ بازو مین ترے قوت نہ خنجر مین روانی ہے | ہمین تکلیف بیجا کس لیے جلاد دیتا ہی
لہو کیسا فراق روح ہوتا ہی کوئی دم مین | ندامت کیون ہمین ای نشتر فصاد دیتا ہی
نہ توڑین آجتک بہی بیڑیان ورجنون تو نے | جہکاؤن کیون نہ سر طفنے مجہے حداد دیتا ہی
یہ کیون گہبرا گئے فریاد بیتابی سی ای پیارے | دعائین تمکو کوی بندۂ آزاد دیتا ہی
سنائینگے نوید قتل وہ شاید کہ پہلی سے | مجہے جوش سرا تم مبارکباد دیتا ہی

۲۹۹ نسیم دہلوی تو ہی مگر شاگرد مومن ہے کہ ہر شعر لطف بندش اوستاد دیتا ہی ۳

یہ حالت ہی تشفی کیا تو ادم باز دیتا ہی | کہ نالہ بہی مرے ہونٹون پہ اب نہین آواز دیتا ہی
مناسب ہے مبارکباد بیتابی تو دے جاؤ | کہ دل سینے مین اب کیفیت پرواز دیتا ہے
جو پہلے کہہ چکے تہے پہر وہی کہنے لگی اوسسے | مرا انجام مجہے کیفیت آغاز دیتا ہے

۳۰۰ ولہ ۴

قفس ہے دوش صیاد جفا طینت کا پہیرا ہے | مقام گلشن ایجاد دم بہر کا بسیرا ہے
متاع عالم اسباب چند انفاس رحلت ہین | زر و سیم و جواہر کچہ نہ تیرا ہی نہ میرا ہے
کہانتک کروٹین بدلا کریگا خواب ہستی مین | ذرا کہول آنکہ او غافل کہ دم بہر مین سویرا ہے

چھپا دن دور ہے منزل اوٹھا جلدی قدم غافل	فروغ زندگانی چند دم ہے پھر اندھیرا ہے

۳۰۱	ولہ	۳

محتسب بالغ مے ہی ہمین دیوانہ ہے	جب چھٹی پھر وہے شیشہ وہی پیمانہ ہے
ادب بادہ پرستی نہ گیا مستی مین	صورت کعبہ طواف در میخانہ ہے
بے نیازی ہے مجھے اور لحد کو یکسان	بے ہوس مین ہی چمن ہو تو بی در مرا کاشانہ ہے

۳۰۲	ولہ	۱۶

نتے وشب کا کچھ جوش سودا ہوا ہے	خدا جانے ابکے مجھے کیا ہوا ہے
تعلق اون آنکھون سے پیدا ہوا ہے	بہت دن کا یہ خواب دیکھا ہوا ہے
نہ عالم مین سمجھا نہ سمجھا جہان مین	نہ ایسا ہوا ہے نہ ویسا ہوا ہے
نہ لے قیس آگے مرے نام وحشت	ابھی کل کے ہی بات پیدا ہوا ہے
پھر اوٹھتا ہے دود محبت جگر سے	وہی حال اگلا سا میرا ہوا ہے
گھر بار ہے دیدۂ اشک زا سے	مراد امن آغوش دریا ہوا ہے
وہ وادی ایمن یہ موقوف کیا ہے	ہمارا ہر اک دشت دیکھا ہوا ہے
ذرا دم تو لینے دے اے چشم جادو	بڑی مدتون مین دل اچھا ہوا ہے
کہا مینے تنہا ہی ہی بات سن لو	کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے
ترستے یہ ہی نوجوانے تمہارے	ابھی کیا ہوا ہے ابھی کیا ہوا ہے
حجاب نظر سے کھلے بھید دلکے	عبث ہمسے ظاہر مین پردا ہوا ہے
ہمارے تمہارے تو ہین دلکی باتین	سنا تو اگر اسکا چرچا ہوا ہے
نہ گھبراؤ جانا اجی ہم بھی سمجھے	کہین اور بھی آج وعدا ہوا ہے
سنا نین گے ہم آج تو الجھلین گے	بہت روز امروز فردا ہوا ہے
اگر تم بھی دیکھو تو رونے لگو گے	مری جان یہ حال اپنا ہوا ہے

۳۰۳ — نسیم اب کہان قدر دان سخن ہین
کسکے شعر یہ بہی جو چرچا ہوا ہے — ۸

پیتے ہین مے گناہ بقصد ثواب ہے — مستی کے ولولے ہین زمان شباب ہے
ای چارہ گر ندامت بیجا نہ کیجیو — دل چاک ہو چکا ہے جگر آب آب ہے
زاہد معاف ضبط طبیعت نہین ہمین — ساغر چھلک رہی ہین ہوای شباب ہے
بیداریان ہین دیدۂ زنجیر کیطرح — وہ آنکہ ہی ازل سے جو محروم خواب ہے
ای شور حشر ٹھیر کہ فرصت نہین ہمین — ہین غفلتو نکے جوش جوانی کا خواب ہے
ای شیخ طول ریش مقدس کہٹائیے — حد سے زیادہ جو ہی اوسی پر عذاب ہے
اے بیخبر قریب ہی فردای باز پرس — ہشیار ہو کہ جلد زمان حساب ہے

۳۰۴ — دیکھا نگاہ غور سے ہمنے جو اے نسیم
ہر شعر اس غزل کا ترے انتخاب ہی — ۱۶

لب پر اک پردہ نشین کا شکوۂ بیداد ہی — میرے نالے ہین یا چہوتی پارسا فریاد ہی
ہو چکی رسم اسیری دل نہایت شاد ہی — حلقۂ زنجیر آغوش مبارکباد ہی
بہولتی ہین کب نگاہین چشم جادو خیز کے — ہمکو سامان فراموشی سب اپنا یاد ہی
گہر کہان ویرانیان بستی ہین ہجر یار مین — اب ہمارا خانۂ دولت خراب آباد ہی
دی صدای کوس رحلت ضربت شمشیر نے — خندۂ زخم جگر شور مبارکباد ہی
صورت گل جلوہ گر ہین داغہای سینے — کعبۂ دل مین بہار گلشن شداد ہی
لفظ ہوس سے پاک ہوتی ہی حدیث عاشقی — اپنا افسانہ تو قید ختم سے آزاد ہی
خاکساری مین بہی ہو ہمین اسقدر عالی مزاج — ہم گریبان ہلال اب دامن شمشاد ہی
پوچہ لے گر پوچہتا ہی خون عاشق کی مزے — چند ساعت تر زبان خنجر جلاد ہی
غم نہین گر چپ دہان زخم ہین خندہ زن — مین ہون آزردہ بلا سی میرا قاتل شاد ہی

سخت جانی کا برا ہو منفعل کیسا کیا
موت کو ارمان رہا نا دم مرا جلاد ہی

جلد آ فصل بہارے آرزو مین تا کجا
مدتون سے اشتیاق خانۂ صیاد ہی

دیکھیے کیونکر گذرتی ہین جفا کی صحبتین
ہین اسیر نو ہون نا واقف مرا صیاد ہی

آپسے تو منہ نہین کہولا مگر مجبور ہین
ہمت دلوائنگی منت کش جلاد ہی

ابتو جی اوٹہتی ہین کب تک انتظار تیغ تیز
مرغ جان مدت سی اپنا آشیان برباد ہی

۳۰۵	سبزہ رنگان جہان کو روز و شب دیکھو نسیم دیدہ کے قابل بہار گلشن ایجاد ہی	۷

عجب تیر نگہ مین کچھ اثر ہے
نہ بر مین دل نہ سینے مین جگر ہے

مآل عاشقی کیا پوچھتے ہو +
جگر کے پار ہر تیر نظر ہے

وہ جیسے صبح ویسی ہے شب ہجر
غضب کی رات آفت کی سحر ہے

قفس چہوڑا عجب صورت سے ہمنے
نہ بازو ہی نہ گردن ہے نہ سر ہے

تمہین کیا ہمپہ جو گذری سو گذری
حساب ایجان ہمارا حشر پر ہے

لگے لو شمع سان اک شعلہ رو سے
بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہے

۳۰۶	غرض مطلق نہین مجکو کسی سے نسیم اپنے خدا ہی پر نظر ہے	۹

راز مخفی لب تلک آئی کہان مقدور ہے
دل ہمارا جلوہ گاہ شاہ مستور ہے

ایک شعلہ داغ سوز انکا ہی میری آفتاب
آسمان نیلگون دود دق محرور ہے

دل مرا پیری مین ہی محو خیال زلف یار
نافۂ مشک ختن پر پردۂ کافور ہے

ساقیا مین زخمی تیغ نگاہ مست ہون
ہر دہان زخم مین خون بادۂ انگور ہے

ناتوانی سے خط بارہ یکسر ہی ایسا بدن
ہو چکین ہین مدتین زنجیر پای مور ہے

حسن عالمتاب سی تیرے مثال مہر کیا
یہ سراسر نور ہے وہ اک چراغ دور ہے

اگر کسی صورت نہین کاشانۂ تن خالی سے
ہو گیا بیہوش جسپر آنکھ تیری پڑ گئی

ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن کشاکش ہو رہی
کسقدر لبریز مستی نرگس مخمور رہی

۳۰۷	اور بھی شاعر زمانے مین ہین اکثر ای نسیم پر جناب پاک کا کچھ اور ہی دستور ہی	۱۶

یاس ہوکر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے
داغ بنکر مدتون داماں قاتل مین رہے

اُلٹے شکوے طعنۂ بے سود اقرار دروغ
جو تمہارے منہ سے نکلی سب کے دلمین رہے

خاطر گل عاشقونکو تہی جو منظور مزاج
نے اثر ہوکر اثر شور عنادل مین رہے

اونکو نیند آئی نہ اپنے آنکھ جھپکے ایکدم
ذکر ہوکر رات بھر ارباب محفلین رہے

سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا
تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے

کثرت تکلیف سے ہم آپ نالے ہو گئے
لب پر آئی یا کبھی بیمار کے دلمین رہے

خنجر قاتل کے ایذائین اجل کے سختیان
روح بسمل کیطرح ہر وقت مشکل مین رہے

اشک ناطاقت کیصورت ہر قدم پر گر پڑی
وہ مسافر تہی کبھی آکر نہ منزل مین رہے

خوب ہی سوجھی احباب آفرین ہمکو کبھو
ہم خیال یار بن کر یار کے دل مین رہے

پھر بیجا حجت بے سود تقریر فضول
جوش کس کس کے مزاج مرد جاہل مین رہے

تیرہ بختی نے بہی کہلائی ہمین آخر فروغ
داغ ہوکر ہم کنار ماہ کامل مین رہے

نام آزادی زبان پر آگیا تہا اسلیے
پاؤن میں مدتون قید سلاسل مین رہے

خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق
زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے

دیدۂ گریا نکی عزت کسقدر رسوائی کے
اشک جو ٹپکے رہے داماں ساحل مین رہے

نقش کے امید نے نقشا دگرگون کر دیا
تا فراق روح و تن ہم فکر عاجل مین رہے

۳۰۸	اونکے گالونکے تہی ہم مشتاق ہر سو لئے نسیم اس لیے شب بھر رقیبونکی بہی محفل مین رہے	۱۳

کسقدر قید تعلق سے طبیعت پاک ہے — دامن مدفن ہمارا اسو جگہ سے چاک ہے
ماتم خاموش یہ کسکا تہ افلاک ہے — غنچے ہین لب بند ہر گل کا گریبان چاک ہے
کوئی بھی عریان زمانے مین نظر آتا نہین — جسم سمجھے ہین جسے وہ روح کی پوشاک ہے
مفسدی اوٹھتے ہین سارے فرق فیما بین مین — ملگئے جب عاشق و معشوق جھگڑا پاک ہے
عصمت جاوید شکل دیدۂ زنجیر ہے — آنکہ اپنی تہمت نظارگی سے پاک ہے
کس غضب کے شوخیان ہین حلقۂ زنجیر مین — بے نگاہی ہے مگر کیا دیدۂ بیباک ہے
ایکدن وہ تہا کہ تہین بالائ مسند کروٹین — ایکدن وہ ہی کہ ہم ہین یا کنار خاک ہے
نصیحت اے توبہ معاف اے پاس تقوی آجکل — ولولے ہین مستیونکی دختر رز کی تاک ہے
فکر آرایش نکر قاتل مرا سر کاٹ لے — ہان اسی تکمی کے قابل حلقۂ فتراک ہے
اپنے دم تک ہی فقط آبادی زندانکی ہوم — ہم نہین تو دیدۂ زنجیر مین بہر خاک ہے
مژدۂ راحت مبارک ہو تجھے اے ہمنفس — یہان تو اکدل ہے سو وہ بھی طرح غمناک ہے
اب خدا رکھی ہمارے عصمت دیوانگی — گھورتے ہین دیدۂ زنجیر بدچھب تاک ہے

۲۰۹	ٹہکتے ہی ہین زیر مدفن سنو الفت سے ہم (نسیم)	مرکی بہی دلکو خیال ریگ آتشناک ہے	۸

سفر ہی دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے — نسیم جاگو کمر کو باندھو اوٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے
نسیم غفلت کے چل بسی ہے ٹہنڈ ہی ہین قضا کی نیندین — کچھ ایسا سوتے ہین سونیوالی کہ جاگنا حشر تک قسم ہے
جوانی و حسن و جاہ و دولت چیند انفاس کے ہین جھگڑے — اجل ہی ستادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایکدم ہے
بسان دست سائل تہی ہون ہر ایک مدعا سے — نیاز ہی بی نیاز لوپن کے بغل مین ال صورت صنم ہے
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدی پہ — جو چار دن ہی وفور حسرت تو بعد اوسکی غم و الم ہے
دریغ کرتا نہ زور بازو و فشانی سارے کدورتونکو — ہوس نہ رہ جائے کوئی قاتل کہ سر تہ خنجر دو دم ہے
زبان تیغ کو بہت ہی ہو سر درد و شینہ جوش پہ ہے — می حال شب تمنا ہر ایک لب سے ابھی بہم ہے

۲۱۰	یہ مصرع تحجر مصیبت گیال ہمکو پسند آیا	نسیم جاگو کمر کو باندھو اوٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے	۷

یہ نہ سمجھے ہا سے یہ آغاز بد انجام ہے
میری رسوائی مین انکا بھی تو آخر نام ہے

وصل مین انکار تیرے ہجر مین دل بیقرار
کب مجھی راحت ملی کسدن مجھے آرام ہے

وای حسرت موت آتی ہے نہ یار آتا ہے پاس
عاشقی شاید کسیکے قسمت ناکام ہے

صبح سے تا شام رہتا ہون ہمیشہ منتظر
مہربانی پہ تری کیا کیا خیال خام ہے

کوٹھے پہ سونے کو کیا آیا ہے وہ آرام جان
آج جو نالہ ہے میرا آشنای بام ہے

جذب دل سے وہ کے ہوی ہے تمکو دفن پہ مرے
ورنہ سبکے واسطے ایجان اذن عام ہے

۳۱۱	کیا برا ہوتا ہے جھگڑا دوستی کا ای نسیم بیگنہ عاشق ہمیشہ مورد الزام ہے	۶

لو ضعف سے اب یہ حال تن ہے
سایہ متجسم بدن ہے

یہان تن ہی نہین ہے لاغری سے
ہمسکو کیا حاجت کفن ہے

مثل نکہت ہین جامہ کیسا
اپنا تو بدن ہی پیرہن ہے

ہون بلبل بوستان تصویر
بیخوف خزان مرا چمن ہے

ہون کشتہ تیغ شرم جانان
ہر زخم کا بے زبان دہن ہے

۳۱۲	لاریب نسیم دہلوی تو استاد نزاکت سخن ہے	۷

سوز فرقت سے یہ گرمی پر اشیون ہے
جو گرا اشک یہان آبلۂ دامن ہے

بلبل روح دم قتل جہک کر نکلے
چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہے

مر گئے ہم مگر اسکے نہ گئے خاموشی
دہن زخم بہی گویا دہن مدفن ہے

کسقدر زخم مژہ جلد بھرا دامن نے
جانب اشک پڑی آنکہ تو بی روزن ہے

بچ رہا تہا جو ستم چادر گلنے بخشا
قطرہ شبنم کا سمجھے آبلہ مدفن ہے

محتسب کیون نہ ہے میرے طرف سے بدظن
آبلہ کا ہمکو ہے شیشۂ گردن سے

۹	کیون جنازے سے لپٹ کر وہ بہت روئی نسیم کفن لاش ہے کیا پیرہن وشمن ہے	۳۱۳

بلا ہی کون جان بر ہو سکے آفت کا سامان ہے
تقاضا افعی پر ترے زلفونکی افشان ہے

گلو سے تا کمر گھٹ بڑہا ہی میری سیل گریہ کے
کبھی طوق گریبان ہر کبھی زنجیر دامان ہے

خیال یار کے بیٹھے ہین جو کیدار آنکھون مین
کہان سے نیند آئی مردم دیدہ نگہبان ہے

دو رنگی سے نہین خالی تقاضا ہی تمنا ہے
کبھی بوسونکی حسرت ہے کبھی وصلت کا ارمان ہے

ارادی تھک گئے رخصت طلب ہے طاقت و وحشت
کہانتک طی کرین ہم منزلون طول بیابان ہے

ہزارون کوس سے دلکو یہی کہ کھینچے لاتے ہین
اوٹھا جلدی قدم وہ دیکہ آگی کوی جانان ہے

نظر پڑتی ہے جس منہ پر وہین اک شعلہ روشن ہے
تماشا دیکہ لی عاشق ترا سر و چراغان ہے

پڑی زنجیر پیرون طوق لپٹا آکے گردن مین
جنون میرا اسیر آرزو سامان زندان ہے

وہی قسمت ہی دیوانیکی تیرے بعد مردن ہے
ہوا کے ساتھ گرد و نیر غبار تن پریشان ہے

۱۲	ولہ	۳۱۴

کہین کیا دست وحشت کا کہانتک ہم پہ احسان ہے
کہ اب تار گریبان ہے نہ باقی تار دامان ہے

مقام سیر ہے کنج لحد سے یاد گلرو سے
جگر کے داغ گلشن ہین کفن صبح گلستان ہے

بڑہی لو اور چالاکی جہبی جو پاؤن مین کانٹے
کہ پائی آبلہ اپنا ہر اک خار مغیلان ہے

یہ حالت ہی کہ ہے زنجیر بہی محتاج نالی کے
ہلا سکتے نہین پانو یہانتک تنگ زندان ہے

بہلا کیا زندگی کا لطف مجسے ناتوانکو ہو
کہ ہل جانا سر مو کا قضا کا میرے سامان ہے

مرا لطف اسیری ماتم صیاد ہے اے دل
گر آغوش قفس تک آتی آتی رخصت جان ہے

بہار سبزہ لو دیکھتے ہین جوش گریہ سے
دل وحشی کی بہلائی کو مرقد بہی بیابان ہے

کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے
یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہے

نہین مدفن مین بہی آرام ہردم چونک اوٹھتے ہین
صدا ہی نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہے

بہا کر خون پہنینگے کفن گلہاے لالہ کا — کہ اپنی وجہ خونریزی حنائی دست جانان ہے
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین — بشکل گل ہر اک زخم بدن شاد و ہی خندان ہے

٣١٥ بجز فضل خداوند حقیقی کون ہے اوسکا
نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہے ٥

وصل کے نام سی آزردہ جو تو ایسا ہے — منفعل ہون کہ مرے دلمین وہی ارمان ہے
آج سمجھے تری کہنے سے کہ لے شکر تو کر — جس سے مرجاتے ہین عاشق وہ ستم احسان ہے
کہنے سننے سے بدل جاے یہ کیونکر زاہد — کیا ہمارا دل بیتاب ترا ایمان ہے
سجدہ کہین تری صدقی اونہین راضی کرے — سمجھین عاشق نہ مجھے دلمین کہین حیران ہے
اے حیا آج تو للہ کنارا کر جا — مختصر وصل کے ہے رات صنم مہمان ہے

٣١٦ ولہ ٥

اثر نصیب کے سرگشتگی کا سر مین ہے — نہ چین بہشت مین مجکو ملا نہ گھر مین ہے
خیال دوست نے آنکھونکو روشنی بخشے — سدا وہ چاند سا مکھڑا مری نظر مین ہے
بتونکے عشق نے پتھر بنا دیا مجکو — نہان یہ سوز مثال شرر جگر مین ہے
صفای حسن چھپای سی چھپ نہین سکتے — نظر یہ چڑھ گیا آئینہ گو کہ گھر مین ہے

٣١٧ فراق یار نے زندہ بگور مجکو کیا
نسیم اپنا ستارہ اجل کے گھر مین ہے ١٧

اوس گل کا جلوہ گر جو سراپا نظر مین ہے — دہو کا ہمین نشان دہان و کمر مین ہے
ہے شب سی فکر یار و غم ہجر میہمان — دلکی طلب مین کو ہی خیال جگر مین ہے
صیاد کو قفس شکنی کا نہ اہتمام — کب زور اس طرح کا مری بال و پر مین ہے
دوزخ کے تیز کرنے کو لیجاینگے ملک — وہ شعلۂ فراق جو مرے جگر مین ہے
دوچار کیا کہ لاکہ جگر سے گذر گیا — کیسا غضب کا زور خدنگ نظر مین ہے

افسوس اون ضعف اسی بہی ہوا نہین
وہ اشک مضطرب جو امید سفر مین ہے

پیغام مرگ سنتے ہی بیہوش ہو گئے
کس درجہ جوش بیخبری اس خبر مین ہے

کھٹکا یہی ہے غفلت تقدیر سے مجھے
بہولے نہ قصد وہ جو دل نامہ بر مین ہے

کڑوے ہوے ہو ایسے جو منہ سی لگا کے تم
کس خاک تلخ کا یہ مزا نیشکر مین ہے

تابان نہو بصورت خورشید دفعتاً
داغ وداع یار حجاب سحر مین ہے

ای روح کر نہ جسم سے اپنی مفارقت
یہ ایک پیرہن ہی جو تیرے ہی بر مین ہے

کہتا ہی بوسہ لب شیرین یہ بار بار
وہ مور ہون ازلسے جو تنگ شکر مین ہے

نالون نے شب جو سیر نشیب و فراز کے
ہی تہرتہری زمین کو فلک الحذر مین ہے

آنسو ہین پاک رشتہ اسباب دہر سے
سوراخ تک نشان کو نہین اس گہر مین ہے

وہ نقطہ ہون ازلسے جو لکھا گیا ہے فرد
مطلب کے تحت مین ہی کہیں فرق زر مین ہے

آنکھین لگی رہین طرف در تمام رات
دل اب بہی جذب ہی کے فریب اثر مین ہے

۱۳	وہ کیا کیے بہار لحد مین بہی اے نسیم کیا لطف اپنے گلشن داغ جگر مین ہے	۳۱۸

بلند ہو نہ پڑی اپنی پستی یہ اوج کس خاکسار مین ہے
پسند آئی فلک تنی وہ سرفرازی جو اس زمین ہے

خوشی شب بہار روبرو تہی تبسم انگیز گفتگو تہی
ہمیشہ ہنس دینی کی جو خو تہی وہ مین شگاف مزار مین ہے

عجب طرح کی پڑی ہی ہر مشکل ہوہی ہین دو مختلف مقابل
بدنکو قید کفن ہے حاصل کفن جو قید مزار مین ہے

بدن سے لپٹا کفن کا جہگڑا الغرض مین پہنچی ہین سر پہ کہتا
سمجھکو آئی تہے جامی تہا سو یہ بکھیڑا مزار مین ہے

فراغ زیر لحد کہان ہے وہان بہی تکلیف امتحان ہے
بدن تو اسدرجہ ناتوان ہے زمین امید افشار مین ہے

اسیطرح انتشار مین تہا ہمارے جب اختیار مین تہا
جو عالم اوسکا کنار مین تہا وہ حال اپنا فشار مین ہے

بہرا دے خنجر مٹا دے جھگڑا ستم مین قاتل لحاظ کسکا
دبی ہین انکی نیچے اعضا رگ گلو اختیار مین ہے

یہ سمار کہل دل تمہین ہیلا دین کبھی نکہا تھوڑہ دکھادین
جو کو دمین آ وتو بتا دین کہ یہ مزا اختیار مین ہے

لیے جو بوسے نہ ہو پشیمان قصور دہن کے مین ہو گیا ہان
خفا نہو ای اجل مری جان ہے ابھی بوس و کنار مین ہے

یہ نیند دیکھا ہوا ہی عالم کہ سو گیا تھا جو یار کے دم
کئی برس سے جو کہ بیٹھے ہیں ہم تکیہ ہے دلبر کنار مین ہے

نہ پوچھیے لطف زندگی کا ہوا ہے وہ حال اس اثر سے
کہ جسطرح سے تمہارا وعدہ تزلزل اعتبار مین ہے

پس از فنا رفعتین ہم ہین نصیب تیغ عزتین ہی کہ ہم
زمین کے آغوش مین جو ہم ہین مین فلک کے کنار مین ہے

۳۱۹	نسیم کیا جستجو سی ہوگا نہین ہے تقدیر مین جو لکھا سوائے حسرت گئے ہی جا بگہ سے لے کے کیا کنار مین ہے	۱۴

مخلصی کب ہو کہ مرغ روح قید تن مین ہے
جان بدن مین ہے بدن آغوش پیراہن مین ہے

رو رہا ہو وہ بھی میرے اضطراب اشک سے
کوئی آنکھون مین ٹپکتا ہے کوئی دامن مین ہے

انقلاب ایسا دکھا ای لطف قاتل آج تو
زخم مین آئی جو ڈورا دیدہ سوزن مین ہے

بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج
ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہے

خاطر صافی مین تیرے کسطرح سے آئیگا
وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہے

گدگدی ہونے لگی پائے نگاہ یار مین
فرش نظارہ جو اپنا دیدہ روزن مین ہے

بعد مردن آرزوئین خاک سے پیدا ہوئین
میرا لاشہ صورت دل سینہ مدفن مین ہے

خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھکر
میرے زخمون کا نمک شاید ترے جوبن مین ہے

زخم کے دامن مین القاتل چھپیگا شرم سے
چشم کی صورت جو حلقہ جوہر آہن مین ہے

گل ہوا جب غنچہ شرم نو عروسی پھر کہان
شاہد رو پوش ہے جبتک کہ پیراہن مین ہے

بجھ گئی پر بھی یہ تجمل شمع دیکھو صبح تک
اشک کا خرمن لگن کی گوشہ دامن مین ہے

ملگئی یہ خاک کسکی حسرت پابوس مین
اک بگولا سا مری گرد رم توسن مین ہے

اتحاد یکسوئے سے کر دیا روشن ضمیر
کھل گیا صاف او سیہ جو شکوہ دل بد ظن مین ہے

۳۲۰	باغ ہستی کی ہوا ای سیر پھر کیا ای نسیم ہوئیگا پژمردہ جو گل دہر کے گلشن مین ہے	۷

گشت نکر ادہر ادہر تجھ سی بری جا نہین ہے
اپنے ہی مین غور کر دیکھ کہین مکا نہین ہے

رات تمام کھو چکا نیند سے سیر ہو چکا
جاگ کہ خوب سو چکا کوس اجل بجا نہین ہے

کس سے مثال تجکو دون غیر کہان جو نام لون
حال کہون تو جی کیا کہون قفل ادب وا نہین ہے

پاؤن بہت تھکا چکا شام کا قرب آ چکا
دوڑ کہ وقت جا چکا توبہ کا روا نہین ہے

دیکھ کہین دغا نہ ہو جسم سے جان جدا نہو
جلد سنبھل خطا نہ ہو تیر اجل کمان مین ہے

منزل گور تنگ ہے پای فراغ لنگ ہے
تجکو ابھی امنگ ہے اور راہ کچھ گھٹا نہین ہے

۳۲۱	تجکو نسیم کیا ہوا دید جہان سے دل اوٹھا رنگ فریب جا بجا ہر گل بوستا نہین ہے	۱۱

نہین ہین اسد رنجیدہ اوبام کہین جو اونکی دہن نہین ہے
وہن تو ہی ہی تنگ ایسا کہ جسمین جائے سخن نہین ہے

نہین مین محتاج کچھ صبا کی یہانتک اب لاش کہل گئی ہے
کہ ہمکو کافی ہے نکہت گل کہ اسقدر بار تن نہین ہے

ہوی ہین اسد رجہ بے نشان ہم نہ جستجو سی ملین کسیکو
کہ ہین غبار صبا پریدہ کہین ہمارا وطن نہین ہے

ملے ہی ہمکو جو چادر شب تو لاغری سے نہ کام آئے
کفن جو ابھی اگر ملیگا تو کیا کرین ہم بدن نہین ہے

کرو نہ منت کشی عیسی اوٹھا و دست دعا اجل کو
شفا ہو مرہم سے جسکو حاصل وہ میرا داغ کہن نہین ہے

گئے چمن مین جو سیر کو ہم تو یہ کہا دل نے بوستا نہین
بہار گلشن کے کون دیکھی بلبل نغمہ زن نہین ہے

جلا جو پروانہ اوسکی غم مین تو یاس خاطر دفا کے باعث
وہ کون شب ہے جو اشک ہم سے شمع کا لگن نہین ہے

یہ رحم صیاد بہی ستم ہے کری جو خزان مین چمن و قفس کو
بہار دیکھیگی کسکی بلبل کہ آب وہ لطف چمن نہین ہے

عبث تکلف ہیں فنا ہی لحد پہ بیچارگا نگی ہمدم
ہمین تو کافی ہے بو ہی سبزہ جو چادر یاسمن نہین ہے

یہ جوش وحشت ہے اند نون مین کہ اپنے سایہ سے ہو رمیدہ
کہون جو خود کو غزال وحشی تو کوئی ایسا ہرن نہین ہے

۳۲۲	جو ہین نزاکت پسند عالم کہینگے بیشک وہ منصفی سے بہت ہین استادیون تو لیکن نسیم کا سا سخن نہین ہے	۵

ہم کہے دیتے ہین رحمت خوردہ ہر
دل تو حاضر ہی مگر پژمردہ ہے

تو ہی آتا ہے نہ آتی ہے قضا — دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہے
جسطرح جی چاہے رکھین میرا دل — جانتے ہین وہ کہ پامال مردہ ہے
منزل الفت مین رکھین تو قدم — رستم و سہراب کا کیا گردہ ہے

۳۲۳	کون سنتا ہے تمھاری ای نسیم کسکو پاس خاطر افسردہ ہے	۹

سن لے یہ التماس مرادو ستانہ ہے — ہشیار ہو کہ تیر اجل کا نشانہ ہے
کبتک رہیگی مسند کمخواب زیر پا — کاہ خمیدہ یار ترا شامیانہ ہے
دنیا کے مخمصے ہین یہ فرزند و اقربا — بیگانہ سب ہے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے
اے عندلیب جان چمن جسم پر نہ پہول — ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
انفاس مستعار پہ کیا اعتبار زیست — اکدم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے
یہ جلوہ ہاے بوقلمون بے ثبات ہین — ہی زندگے طلسم جہان اک فسانہ ہے
رکتی نہین ہے باگ کسی شہسوار سے — ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سنے — کیا ہو گئے وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے

۳۲۴	کہنا تہا جو نسیم تجھے سب سنا چکے نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے	۷

مست کس درجہ نگاہ ساقی مستانہ ہے — گردش سر ہمکو مثل گردش پیمانہ ہے
اسقدر بیہودہ دیکھو عادت پیمانہ ہے — آشنا ہر لب سے اور ہر ایک سے بیگانہ ہے
جو سخن منہ سے نکلتا ہے مرے مستانہ ہے — ہر دہن مینا ہی ہر لب لب پیمانہ ہے
اشک محرومی سے کیا امید کہین بد نصیب — آب رحمت سے نہ ہو سرسبز یہ وہ دانہ ہے
پردۂ عصمت نہین ہوتا حسینونکا حجاب — شمع کا فانوس ہے چشم حسن معشوقانہ ہے
آجتک باقی وہی ہے مجہ مین تاثیر جنون — کہاتی جسکی تہے فرہادی سنگ دیوانہ ہے

۳۲۵ — ساکن مسجد کبھی گہ معتکف ہے دیر کا / ملت و دین نسیم دہلوی رندانہ ہے — ۷

گلے پر آج رکھکر تیغ قاتل نے اوٹھائی ہے
فقط دست اجل لب پر مری مشکل کشائی ہے

پھرا جاتا ہی قاتل کرکے وعدہ قتل کا مجہ سے
دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی ہے

لپٹ جا دوڑکر تو خود گلے سے تیغ قاتل کے
کدورت دور کر اے دل اگر ذوق صفائی ہے

اثر ہائے فراق یار سے یہ حال پونہچا ہی
نہ تن سے جانکو او رجانکو نہ تن سے آشنائی ہے

نہیں حاصل ہے مطلق مزرع دنیا سے کچہ ہمکو
مگر کچہ دانہ ہائی اشک خجلت کے کمائی ہے

تہی ساغر ہی گردون خم ہوی جاتی ہی مینا کی
جہا نسے آج تیری مست کا وقت جدائی ہے

نہ آئیگا نہ آئیگا وہ بالین پر عیادت کو
خدا جانے مری جانب سے کیا دلمین سمائی ہے

۳۲۶ — ولہ — ۱۰

کھلی ہے آنکہ جوش انتظار یار جانی ہی
بشکل دیدۂ زنجیر خواب پاسبانی ہی

لبوں پر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہی
چل اوٹھا و بیوفا پہلو سے اب کیون مہربانی ہی

لگا دون آگ اُف کرنے مین وہ شعلہ زبانی ہی
بشکل شمع ساری جسم مین سوز نہانی ہی

کلام حضرت واعظ نصیب دشمنان باشد
اوٹھا لومی سبو ساغر کہان پہر نوجوانی ہی

اومنگین ہین طبیعت مین سما ہین مستیان لبین
ہوی جاتی ہین آنکھین بند کیفت نوجوانی ہی

عذاب غفلت قاتل سے رنج کشمکش مین ہون
مدد اے مرگ بی تقصیر ذوق جانفشانی ہی

خبر کیا پوچھتا ہی ہمنفس کیونکر گذرتی ہی
جگر جلتا ہی دل پھنتا ہی دشکو نکی روانی ہی

ادا و ناز و ایما چشم غمزہ گو وہ کوئی ہو
تعلق جبس سے ہو جائی بلاے ناگہانی ہی

پسند آئی ہے اسد رجہ اذیت دوستی ہمکو
نظر مین ہوپہی دشت مصیبت کے سہانی ہی

۳۲۷ — خیال میرزائی اہی نسیم دہلوی کبتک / جہکو بڑہے ہوے اب رخصت لطف جوانی ہی — ۴

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بہے
خیر کسے طرحسے شرماؤ بہے

آپ سے کے وعدون کو ہمارا سلام
دیکہ چکے خوب اب جاؤ بہے

ہم تو ابہے صلح پہ موجود ہین
فیصلہ یار و کوئے ٹہیراؤ بہے

نقل کباب جگر سے کیجیے
کہاؤ میرے سر کی قسم کہاؤ بہے

۳۲۸ ولہ ۵

پہر وسکے پہندے مین جا رہی ہین کہ جسکو پہندے مین جا چکے تہے
وہی مصیبت اٹہا رہی ہین جو مصیبت اٹہا چکے تہے

کہو جو بیجا بجا ہی مجکو سزا ہی جو نا سزا ہے مجکو
کہ اونکا ر و ٹہا ہی مجکو جو بد تو بنا کے ڈلا چکے تہے

جو اونکی خو تہی سو اونکی خو ہی جو گفتگو تہی سو گفتگو ہے
پہر انہے پٹنی کی آرزو ہی جو ہر طرحسے مٹا چکے تہے

عدو کا مین ہون عدو مقرر برابر آگی ہوئی برابر
بہلا بدلتا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنی جما چکے تہے

۳۲۹
کسی سے کوئی نہ دل لگائے نسیم کیا کیفیت تباہی
وہی اب آنسو بہانی آئے لہو جو میرا بہا چکے تہے
۳

خوف مانع ہے ترا وستم ایجاد مجہے
ورنہ سمجہانی ہے کیا کیا مری فریاد مجہے

کیا کڑی آنکہ سے زنجیر جنون کو دیکہون
چاہیے ہے ادب حضرت جلاد مجہے

ہاتہ ہر وار مین چومین ہین تصدق ہو کر
یاد کرتا ہے لبس از مرگ بہی جلاد مجہے

۳۳۰ ولہ ۴

ملا ہی دل بہی محبت سے داغدار مجہے
خدا نے آنکہ بہی دی ہی تو اشکبار مجہے

ہوا دو نیم مین تیغ دو نیم ابرو سے
دکہا یا یار نے اعجاز ذوالفقار مجہے

ہوس یہ تہی کہ ہنسینگے سو اب رولاتا ہے
تبسم لب زخم دل فگار مجہے

عدم بہی ہو کے چہٹا مین نہ قید ہستی سے
بنا یا کاہش غم نے میان یار مجہے

۳۳۱ ولہ ۵

کیے سجدے ہوی کافر نہ کچہ دلمین ور ا سمجہے
ہمین بندہ بنا یا ہی بتو تمنے خدا سمجہے

کلام ناسزا ہے جو ہوا سر زد سزا سمجھے
وہ گو تمنے کہا بیجا مگر ہم سب بجا سمجھے

نہ دشمن دوست ہو نہین اور نہ بیگانہ یگانہ ہون
جو وہ سمجھے تو کیا سمجھے تو یہ سمجھے تو کیا سمجھے

کہا مینے اوٹھا دو ہاتہ تم بہی میری مشکل پہ
تو بولے ہمسے استدعا دعا کی مدعا سمجھے

حباب آسا کوی لحظہ ثبات عمر فانی ہی
جو عاقل ہو وفائی زندگانی بیوفا سمجھے

۳۳۲	ولہ	۹

مریجان رنج گھٹائیے قدم آگے اب بڑھائیے
اودھر آئیے اودھر آئیے اودھر آئیے

کھڑے کب سے ہم سر راہ ہین کہین مر چکین تباہ ہین
ہدف خدنگ نگاہ ہین فی رآنکہ ادھر بھی لائیے

بھلا آنا آپکا کام ہے یہ غلط تمام کلام ہے
ابھی بس ہمارا اسلام ہی کہین اور باتین بنائیے

تہ تیغ تیز ہی اک جہان کوئی کشتہ ہی کوئی نیمجان
جو ہو دیر تیغ تو ہمین کوئی ہاتہ اودھر بھی لگائیے

کبھی مے سے منہ کو نہ موڑئیے ہوس شراب نچھوڑئیے
سر محتسب نہ توڑئیے جو کمال غیظ پر آئیے

یہ کمال لطف ہی ساقیا یہی ہی ہوس یہی مدعا
رہی ہوش سر نہ خیال پا اگر ایسی مے ہی تو لائیے

جو وفور چشم پر آب ہو تو جہان تختہ آب ہو
ابھی نوح کا سا عذاب ہو اگر اشک چند بہائیے

وہ کہا عدو سے ہی مینے کیا کہ ہوی ہین آپ جو یون خفا
یہ غضب یہ جھوٹ یہ افترا ہی سامنے تو بلائیے

۳۳۳	غزل ایسی کامل وزن سن متفاعلن متفاعلن ہی لسنیم طاقت ہوش سن کوی شعر اور سنائیے	۴

نہ یون نیچے کیے گردن کو چلیے
ذرا اونچے کیے چتونکو چلیے

ہجوم کشتگان اے جان بہت ہے
ذرا روکے ہوے توسن کو چلیے

تصدق ہونیوالے بس نجائین
اوٹھائے ہاتہ سے دامنکو چلیے

۳۳۴	ولہ	۷

آجاے موت بلبل ناشاد کے لیے
تکلیف رحم بہی نہ ہو صیاد کے لیے

جاتے ہین جسطرف دل شوریدہ لیچلی
اب قید کیا ہی بندۂ آزاد کے لیے

عہد سکوت توڑ دیا ہجر یار نے | منہ کھولنا پڑا ہمین فریاد کے لیے
اے چرخ ڈھونڈ کر کوئی تسکین دلپذیر | رکھ چھوڑنا مری شب فریاد کے لیے
اوترے ملک فلک سے حسینونکی دید کو | کیا رستے ہین حسن خداداد کے لیے
گھبرا گیا کشاکش ہستی سے اپنا دل | پھر ہمنے راستے عدم آباد کے لیے

۳۳۵   ہر رنگ مین نظیر تمھارا نہین نسیم
زیبا ہے رشک حاسد ناشاد کے لیے   ۳

جو چوٹ ہوا دل تری خالی نہین جاتی | آخر کو وہی کی جو سنبھالی نہین جاتی
اللہ رے مکار خدا اب تجھسے بچائے | رونین بھی جو ہر کی بحالی نہین جاتی
جو بات نہ کہنی تھی وہی یار سے کہدے | ابتک بھی مری ہرزہ خیالی نہین جاتی

متفرقات

ہو زبان بند جو محشر مین مرا نام آئے | سوچ رکھنا کوئی افسون کہ وہان کام آئے
دیوانگی مین جب کہ ہر اک سے بگڑ گئے | زنجیر اہل درد تھی وہ پاؤن پڑ گئے
بھلا ہم اور کیا تکلیف وہ ایجان جان ہوتے | کہا اپنا حال دل کہتی اگر تم مہربان ہوتے
قفس سے ایکدم ملتے اگر فرصت رہائی کے | چمن مین بیٹھ کر باہم شریک دوستان ہوتے
مغرور کو تسلیم کے پروا نہین ہوتے | توڑے سے بھی خم گردن مینا نہین ہوتے
مقتول خدنگ نگہ ناز کے آگے | کچھ عزت اعجاز مسیحا نہین ہوتے
بہت کچھ کر چکے تدبیر میرے | پھر اب وہ کیا کرین تقدیر میرے
خبر خود ہو رہے گی اونکو اے دل | کہ میرے ساتھ ہے زنجیر میرے
ملے رہتے ہین دامان و گیسوے انور | تعلق ایکدن کو ہوگیا شام سحر سے
خدا ہی جانے کیا گذری لحد مین تیری عاشق پر | کہ لائی تو عروسی آئی ہی پہولونکی چادر سے
کام کیا نکلے کسی تدبیر سے | آدمی مجبور ہے تقدیر سے

روتی ہی حال پر وہ قتیلان یار کے
آنسو تو پوچھ دو کوی شمع مزار کے

لے ابتو گالیان بہی تری یار کہا چکے
بس او زبان دراز بہت کچہ اوٹہا چکے

ایجان اب نہین ہوس مخلصی ہمین
وہ چہچہونکے رنگ گلستان سے جا چکے

اےدل پہرا وسنے دوستی کے
او خانہ خراب پہر وہے کے

کیونکر ہوا ہی وصل صنم ولسے جائیگی
عادت بگڑ گئی ہے یہ مشکل سے جائیگی

رہتی نہین آغوش کبہی یار سے خالی
پہرتے ہی نہین حسن کے بازار سے خالی

مرقد مین جو دیکہا تو نکیرین ہین موجود
آغوش لحد بہی نہین اغیار سے خالی

یہ کرلے شرط تو اے یار پہلے
کہ ہوگا حشر سے دیدار پہلے

یہانتک تہے حریص نالہ بلبل
نکالے بیضے سے منقار پہلے

کیا جلوہ حسن خود نما ہے
سبحان اللہ واہ وا ہے

بیٹہو بیٹہو یہ بیقرارے
کچھ خیر تو ہے یہ آج کیا ہے

کہلتے ہے جب آنکہ طول شب ہے
کٹتے نہین رات کیا غضب ہے

دلکو خیال کاکل عنبر شمیم ہے
ہر وقت مجکو مشق الف لام میم ہے

کس سخت جانکی ذبح سے پوچہا ہی یہ گزند
ابرو کی یہ جو تیغ ہلالے دونیم ہے

دنکو ہم نالہ وزاری شبکو ہو آہ و فغان ہے
فائدہ کیا اس سے پند ناصح لاگ گئی تب لاج کہان ہے

نور دل مومن کسی ہندو مین نہین ہے
جو بات ہے عارض مین وہ گیسو مین نہین ہے

سمجہا مین جسے ڈہونڈتی ہو نام نہ لونگا
پہلو مین نہین ہو مری پہلو مین نہین ہے

سیکڑون من سے بہی بخیر مری بہاری ہے
واہ کیا شوکت سامان گنہگاری ہے

عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہے
بڑی بڑی خلش روزگار باقی ہے

جلاد دیکہئے جو چاہو زمین مین دفن کرو
ہمارے بعد تمہین اختیار باقی ہے

مجہے غم ہی تجہی اے قبر راحت کے بجالی ہے
تری آغوش مین مین آ گئی آغوش خالی ہے

وزدیدہ نگاہوں کے اشارے نہیں اچھے
یہ ڈھنگ مری جان تمہارے نہیں اچھے

آئیے سینے سے لپٹ جائیے
آج تو للہ نہ شرمائیے

لاؤ وہ خنجر تو اوٹھاؤ نہ دیتا ہون
روز یہ کہتے ہو کہ مر جائیے

منہ سے ہٹاتے ہین اب تا کفن
دیکھنی ہو شکل تو جلد آئیے

کہلے جو مزاج بت بیہوش مین آئیے
سمجہینگے کسی روز اگر ہوش مین آئے

دہوکا او نہین اشکون نے دیا شکل ہے لگ
سنتا ہون گہر بنکے بناگوش مین آئے

سمجہ کے تازہ خریدار گرم جوش مجہے
بلا رہے ہے ہر نگاہ اجل فروش مجہے

لحاظ بیخبرے ہی اوٹہاتین سر کیونکر
بہت دنون سے نہین التفات ہوش مجہے

اوٹہا سکونگا نہ تکلیف پیرہن ہرگز
وبال برہنگی ہے لباس دوش مجہے

ہان کوئی تدبیر بتا دیجیے
دل تو دیا اب اوسے کیا دیجیے

خندہ یہ نہیں ہے کہ مرا لیکے دل
کہتے ہین ایک اور بہی لا دیجیے

کار دین یا فکر دنیا کیجیے
زندگی تہوڑی ہی کیا کیا کیجیے

چاک ہو خود وہ لباس ناتوانان چاہیے
شب کا دامن صبح کا ہمکو گریبان چاہیے

مین تو خود وہ خاک ہون ظالم کہ میرے واسطے
اک ہوائی جنبش دامان مژگان چاہیے

جو لبون پہ ہین او نامہ بر تو کہنا تیری شمع کی گفتگو ہے
خلاف وعدہ کے وہ پہر جاکی جیب صبا وقلق آرزو ہے

بہرین ساقی منگا کی کالی تمام ہوتے ہین پیالے
ہوی ہین شیشیکے زخم ٹانکے شراب کا ہیکو ہر لہو ہے

مخمس بر غزل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر متخلص بہ خلیل

بوسہ دینے مین غضب لائیے گا
جہوٹ ہے سچ بول کے سمجہائیے گا

آج تو کہتے ہو کل پائیے گا
کل ہے منہ پہیر کے فرمائیے گا

آج گہر جائیے کل آئیے گا

سچ تو اغیار سے فرمائیے گا
جہوٹے فقرے مجہے بتلائیے گا

مین سمجھتا ہون جہان جایئے گا | میرے گھر کا ہے کو آپ آیئے گا
خیر بندے ہی کو بلوایئے گا

غصہ او ترے گا تو غم کھایئے گا | رنج تنہائی سے گھبرایئے گا
ابتو کیا ہوشمین جب آیئے گا | میرا دل پھیر کے پچتایئے گا
ایسا جانباز کہان پایئے گا

مدتون لطف ہزارون دیکھے | ایسے بیزار نہ تھے وہ پہلے
ابتو بگڑے ہین یہانتک ہمسے | وصل مین کہتے ہین بیٹھے بیٹھے
آپ سایہ ہین لپٹ جایئے گا

چند ساعت مین تو ہی ہے سامان | جسکا تہا دل مین تمہارے ارمان
پوچھتے کیا ہو یہ ایجان جہان | کسطرح ہجر مین جاتی ہے جان
دیکھنے سیر چلے آیئے گا

گر پڑے اشک جو بنکر اولے | ہنسکے فرمایا کہ اچہار ولے
جب کہ اندوہ کے دفتر کھولے | سنکے حال شب فرقت بولے
کیئے کچھ اور بھی فرمایئے گا

روز کل کل ہے کہ کل آیئے گا | کوئی نے کل سے ہے یقین ہو جسکا
آجکل ڈھنگ تمہارا ہے نیا | کل گئے آج ہے کل کا وعدا
جیسے کل آئے تھے کل آیئے گا

نہ ہلاہل کہ ہمین جا سے بہمے | کوسے مرجانیکے رکھتے نہین شئے
کسطرح رات کٹے گی ہے ہے | دیکھیے جان پہ کیا بنتے ہے
آپ تو اوٹھکے چلے جایئے گا

پارسا بنکے جو آتے ہین آپ | اب کہلا جال مین لاتے ہین آپ

ہمسے ظاہر یہ دکھاتے ہین آپ | چھپکے غیرون کو بلاتے ہین آپ

دیکھیے دیکھیے پچتائیے گا

جو کہ مشتاق وعا ہوتے ہین | کب وہ پابند حیا ہوتے ہین
منہ سے اقرار سدا ہوتے ہین | ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین

ہان بجا سچ ہے ضرور آئیے گا

بوسہ دین آپ اگر ہین شاہد | پھر نما نگینگے خدا ہے شاہد
ہم ہین آزاد نہین کچھ زاہد | جیتے جی ہو جیسے واحد شاہد

کچھ قیامت ہین نہ کام آئیے گا

کس لیے گنتے ہو گھڑیان چہ سات | جانتے ہین کہ بہت کم ہے رات
بیٹھین چل دینے کی سوچی ہو گھات | ہم وہ ہین دلکے سمجھتے ہین بات

آپ کچھ منہ سے نہ فرمائیے گا

خیر بہتر ہے اب ایسا نہ سہی | ہے سحر گردش بیجا نہ سہی
یون ہی منظور تو اچھا نہ سہی | روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی

چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا

اندلونن تمنے جو پرسش کر کے | آرزو ہے گلہ ہیہم سے کے
گو کہ تکلیف تو ہے کچھ دم سے کے | بات رہجائے مریض غم کے

دو گھڑی بیٹھ کے اوٹھ جائیے گا

جب پسند آئے گا اچھا کہنا | تنگ سمجھوگے یہ بیجا کہنا
ردنہ ہو گا کبھی میرا کہنا | بڑھ گئے ربط تو پھر کیا کہنا

لاکھ بار آئیے گا جائیے گا

مثل خون گرچہ نہ نہلکے نکلے | پھر بہت رنج یہ سہلکے نکلے

چندون تن مین جو رہ کے نکلے — روح قالب سے یہ کہکے نکلے
دل کسے اور سے بہلائیے گا

خون کس کس کا کرے گی نہ یہ آنکہ — کیا مرے جان کو لیگی نہ یہ آنکہ
بچ کیونکر سبہ مجھے دے گی نہ یہ آنکہ — پیٹ موڑے تو رہیگی نہ یہ آنکہ
ایک کروٹ مین بدل جائیے گا

یہ نسیم آپکا حیران ہے یہ — دین ہے یہ تو نہ ایمان ہے یہ
دشمن جان و جگر بان ہے یہ — اسے خلیل افعے پہچان ہے یہ
زلف کو چہو کے خطا پائیے گا

ایضا

حکم پوچہینگے تو فرمائیے گا — آج چلمہ کو سے دیجائیے گا
رنگ اب اور ہی کچہ لائیے گا — کہیل مین جان یہ کہلوائیے گا
ہمکو شمشیر سے سر آئیے گا

سوزش غم سے شرر دلپر ہین — ڈہیلے آنکہو سے نکلے نہیں اخگر ہین
خشک لب تفتہ جگر مضطر ہین — تشنۂ آب دم خنجر ہین
تہوڑا پانی ہمین پلوائیے گا

پوچہتا کیون نہ پہرون ہین سرسو — کہ نہیں عقل کو ملتا پہلو
سخت حیران ہون یہ کیا ہی جادو — تیغ بنجاتے ہین کیونکر ابرو
لاگ کچہ اسکے بتا جائیے گا

لو وہ دلکو مرے بہلاتے ہین — باتین تسکین سے کہ جاتے ہین
جب عیادت کو مری آتے ہین — نزع مین دیکہکے فرماتے ہین
ہم جلا لینگے جو مر جائیے گا

آتش شوق سے بھنتے ہین جو آپ — سر کو اسطور سے دھنتے ہین جو آپ
اب کسیکی نہین سُنتے ہین جو آپ — تنکے اُس کوچے کے چنتے ہین جو آپ
چھاؤنے حضرت دل چھائیے گا

ڈھنگ دیکھو تو بت بدظن کے — شغل یاد آتے ہین اب بچپن کے
ہین جو استاد وہ اپنے فن کے — وصل مین کہتے ہین ہو لے بن کے
کسطرح ہجر مین مر جائیے گا

کیا ڈرے گرمی انفاس سے آپ — ہٹ گئے دور جو یون پاس سے آپ
کس لیے دیکھتے ہین یاس سے آپ — ہم بھی دل لائے ہین وسواس سے آپ
مال مُردے کا نہ ٹھہرائیے گا

کشش عشق بلالے گی آپ — دل کے تاثیر بٹھالے گی آپ
بیکسی حال دکھالے گی آپ — جان کُنے میری منالے گی آپ
دم خفا ہو گا تو ڈر جائیے گا

عمر گذرے کہ پریشان ہے حال — لب نہین واقف تکلیف سوال
کبتک آئیگا نہ اے دوست خیال — منتظر بیٹھے ہین مشتاق جمال
حشر کے روز تو بلوائیے گا

چپ کے بیٹھے ہوے دیکھا کیجے — قصد ایسا تو نہ اصلا کیجے
آپ اتنا مرا کہنا کیجے — لب شیرین سے نہ زندا کیجے
آج فرہاد سے لڑوائیے گا

اشک خون آٹھ پہر بہتے ہین — صبر کرتے ہین ستم سہتے ہین
نہ سمجھنا کہ یہ چپ رہتے ہین — دہن زخم بھی کچھ کہتے ہین
کان منہ پاس ذرا لائیے گا

رنگ اب اور طبیعت لائے
مین بھی تدبیر مین ہون سوائے
آگ غیرون نے بہت بھڑکائے
دولت وصل اگر ہاتھ آئے

میرے قسمت کی قسم کھائیے گا

شام کا وقت ہی اور رنگین شباب
غور لازم ہے بس اسوقت جناب
چھا رہی ہی آنکھ مین کچھ مستے خواب
دیے نہ تکلیف خط جام شراب

بال پانے مین نہ پے جائیے گا

دست فیاض کہین رکتا ہے
رات دن باب عنایت وا ہی
مانگیے حوصلہ ہان جتنا ہے
اوسکے درگاہ مین کمتی کیا ہے

جو طلب کیجیے گا پائیے گا

اور افسانہ کہون آپ سے کیا
صبح تک شبکو رہا یہ جھگڑا
ایک نیا قصہ ہے سنیے تو ذرا
چشم تر نے دل سوزان سے کہا

ہم برس لینگے تو گرمائیے گا

کون کہتا ہے کہ گھر رہیے آپ
بلکہ بیخوف و خطر رہیے آپ
ہان وہین آٹھ پہر رہیے آپ
غیر سے شیر و شکر رہیے آپ

ایکدن اسکا مزا پائیے گا

کیوں بھی تقصیر ہوے کیا ایسے
صاف کہیے کہ ہے اب ٹہرے
جو شب و روز نظر ہے ترچھے
ترک کیجیے گا سکونت وسکے

اپنے گھر مین نہ کبھی آئیے گا

اے نسیم اب تجھی فرصت ہی قلیل
بسکہ ہین آپ طرحدار جمیل
لاکو سے ختم مضامین سکے دلیل
کس عنایت سے وہ کہتے ہین خلیل

شام کو آج ضرور آئیے گا

ایضاً

کچھ خبر دیتی ہے فریاد عنادل باغمین — کوی پھولیگا شگوفہ آج ایدل باغمین
موت کا سامان ہے یہ رنگ محفل باغمین — زعفرانی پہنی ہے جوڑا وہ قاتل باغمین
ہنس رہے ہین گل برنگ زخم بسمل باغمین

دیکھ الفت کی اثر چل تو بھی ایدل باغمین — یہ تماشا یاد رکھنے کے ہے قابل باغمین
نام عاشق اوس سے ہوتا تھا جو حاصل باغمین — آسکے فرماتا ہی وہ لیلی شمائل باغمین
بید مجنونکے تلے ٹھہراؤ محمل باغمین

خوب گلگشت چمن ہو ہین جام مے احمر پیے — تا زمان ہوش جو کچھ ارادی تھے کیے
ای صبا خود رفتگی ہین یہ وہی گل کیا دیکھیے — چاہیے سیر چمن رنگین مزاجونکے لیے
ہمسے دیوانی ہین کب جانیکے قابل باغمین

کچھ دنون ہی سربلندی پھر وہی افتادگی — اپنے اپنے وقت پر ہر شی کو ہوتا ہی یہی
نخل عریان منتشر ہی پھولکی ہر پنکھڑی — آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھے
شور محشر بنگئے آہ عنادل باغمین

کیا خداوند ازل نی حسن کو بخشا فروغ — جلوہ گر ہوتی ہی اوسکی شمع کا گل تھا فروغ
خودنمائی پر جو آیا وہی روشن کا فروغ — پرتو رخسار جانانے بڑھا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈھونڈتا ہی ماہ کامل باغمین

اسقدر طوفان اٹھا اشکبنا ور ڈوبگئے — باغبان صیاد گلچین غرق ہو ہو مرگئے
حوصلے دریا دلیکے قہر برپا کرگئے — بحر اشک بلبل گریانسے جل تھل بھرگئے
خاک دیکھین شاہد گل لطف ساحل باغمین

لاکھ پھولونسے زیادہ ہین ہمارے دلکی داغ — دیکھتا ہی جب کبھی ہوتا ہی وہ گل باغ باغ
سیری باعث منت گلچین سے ہی اوسکو فراغ — سیر گلشن سے ہی شگفتہ ہوگا کیا وہ خوش دماغ

بوی گل سے مثل دود شمع محفل باغ مین

دور سے تسلیم اونکو جو بنائین منکرات — صدقے او سر جائیے ای دل جو کہدین کی بات
کیا بجا فرماتے ہین نواب والا خوش صفات — جانب مرکب سبکو وہ نگو کب ہے التفات

اسکی نکہت نہین محتاج محمل باغ مین

تازگی پر ہے جو دور مشق تعلیم کہن — ہے دم نظارہ افسون خیز لطف انجمن
یادگار سامرے آتا ہے کون اوستاد فن — بنتے ہین جادو کے پتلے نوجوانان چمن

باغبان دیتا ہے آب چاہ بابل باغ مین

ہے یقین تھوڑے سے عرصے مین ہوا ہی چلے — کوی پتونکو سمیٹے کوی غنچون کو ملے
یہ مصیبت وہ نہین ای دل جو ٹالی سے ٹلے — دیکھیے کیا رنگ لائین کل خزانکے ولولے

آج مرغان چمن بیٹھے ہین غافل باغ مین

کیا بتائین حال دل اپنا تجھے ای چارہ گر — جو گذرتی ہے گذرتی ہے نہ پوچھ اسکی خبر
کرتے ہین برہم ذرا کر جوش الفت کے اثر — یاد آتی ہے وہ کاکل زلف سنبل دیکھکر

سر پہ اک کالی بلا ہوتی ہے نازل باغ مین

آرہی ہین آج غنچون کی صدائین ہوشیار — ہے کہین پنچم کہین ای دل کھرج کا ہے اتار
گن رہے ہین ساعتین مرغان گلشن بار بار — کیا نوای خار کن آکر الاپے گی بہار

بنگئے برگ شجر رشک جلاجل باغ مین

آئی ہے فصل بہاری کھلے ہین لالے و گل — ہین گلابی پوش غنچے سرخ ہے پیالونمین مل
بسکہ ہے رنگین مزاجی کا ہر اک رعنا کی غل — ملکے ہاتھونمین حنا کہتا ہے شوخی سے گل

پنجۂ مرجان کا ہے اثبات مشکل باغ مین

صبر کو نکلے نہین باقی ہے اب تو دلمین چاہ کے — کیجیے ہمت بلا سے آگے جو قسمت دکھائے
نصف شب کے بعد پھر بیدار کو جب نیند آئے — لے اوڑین ہم شاہد گلشن کو گلچین جاکے

عندلیبون سے نہ یہ باہم کی ہر گز تسلی بائمین

واقعی ہے یہ مثل اکثر ہوا ہی امتحان — خوف حاکم سے عدو ہوتے ہین ورکر مہربان
جو غلط یہ بات سمجھے دیکھ لے آکے یہان — عندلیب گل کی بھی ہی شاطہ ہی باد خزان

ہی جو ملک حسن کا وہ شاہ عادل بائمین

بعد مدت دیکھ کے آباد دولت گاہ حسن — صدقے ہونیکے لیے آئے ترقی خواہ حسن
ہو گئی تھے چاندنے فرش فروغ ماہ حسن — سیر کو آیا جو گلشن کیطرف وہ شاہ حسن

بنگئے شاخ گل تہ دست سائل بائمین

ای نسیم اب دولت مضمون ہی سینے مین علیل — عرض کرنا ہے اسی ملک خوبی سے کے جمیل
آتش غم مثل ابراہیم گل ہو جبی دلیل — وصل دس شاک چمن گا کر دیتے ہو خلیل

آرزو اک عمر کے ہو جای حاصل بائمین

آفتاب چرخ عظمت ہون کہان میرا نظیر — ڈھونڈھتا ہون جا بجا ملجای کوئی دستگیر
دیکھ چشم غور سے ای ہمدم روشن ضمیر — حسن ابیات وزیر و ربط مصرع فقیر

کیون نہو ایسی غزل پڑھنے کے قابل بائمین

قطعات تاریخ

قطعہ تاریخ بنای امام باڑہ حکیم یعقوب صاحب

سر عدو بہ تراش و نویس انچہ باند — دو نیم کن دل آنراکہ سخت و سنگین است
چو نصف گشت بکن باز نصف نصفش را — امام باڑہ بنا گشت سال او این است ۱۲۶۴

قطعہ تاریخ بنای مسجد وصی علیخان صاحب

چون جناب وصی علیخان را — حق عطا کرد خلق و ہمت و جود
در سخاوت کریم ابن کریم — مثل او در جہان نہ ہست و نہ بود
شیعۂ پاک و جان نثار حسین — بندۂ خاص حضرت معبود

مسجد کہنہ از نظر بگذشت　　بذل زر کرد و نو بنا فرمود
جلوہ گر شد چو سجدہ گاہ انام　　گشت راضی رسول و حق خشنود
بہر تاریخ سال گفت نسیم　　اہل دین را چہ امر خیر نمود ۱۲۶۹

قطعہ تاریخ وفات جناب غفران مآب حاجی محمد مصطفی خان صاحب مہتمم مطبع مصطفائی

رحمت حق لا تعد بر روح آن مغفور باد　　واقعی چون مصطفی خان اندرین عالم کجاست
عابد و پرہیزگار و باذل و حسن خصال　　داشت این اوصاف باہم گر ولی گویم بجاست
شوق کعبہ ناگہان بیتاب فرمود ور بود　　شد قدمبوس برخصت پای عزمش سخت سست
بعد چندی جان مشتاق جنان سرطان گرفت　　با طیور عرش اعظم ہم مقام و ہم نواست
سال رحلت را چنین گفتا ہواخواہش نسیم　　آن زمین ہم آسمان کانجا قیام مصطفی است

قطعہ تاریخ تولد فرزند محمد عبد الرحمن خان صاحب مہتمم مطبع نظامی

فضل حق پورے بخان صاحب بداد　　سیم و زر بارید و ہر کس یافت مفت
دیدہ وا در بزم عشرت دوستان　　مدعی را طالع بیدار خفت
خواست چون سال ولادت را نسیم　　مہ جبین و خوب رو فرزند گفت ۱۲۷۱

قطعہ تاریخ طبع دیوان میرزا احمد لعلی خان صاحب تخلص قبول

میرزا احمد لعلی خان قبول استاد وقت　　طبع شد دیوان او تاریخ گفتم بے
صاد و دال و نون ہی ہمزہ ی الف ہی حای و　　چون نمود و جمع کاف و لام ہی شین و واو و یے
یکہزار و دو صد و ہفتاد و دو تاریخ شد ۱۲۷۲　　کردمش آغاز صاد و ختم آن بر ذال فے

قطعہ تاریخ کدخدائی فرزند نواب شرف الدولہ بہادر

نیست در عالم کریم اکنون دگر　　جان فدایت اے وزیر نامور
ختم شد جود و سخا بر ذات تو　　چون مصیبت بر من خستہ جگر
ای خوشا وقتے کہ بعد از مدتے　　رسم شادی آمدہ پیش نظر

تا ابد محفوظ نوشاه و عروس | بگذرد در خوشدلی شام و سحر
سال شادی عرس شد بیاز نسیم | باد زیبا صحبت شمس و قمر ۱۲۷۳

مثنوی تاریخ تولد فرزند ارجمند منشی نولکشور صاحب

زہے طالع منشی با کرم | ہمایون نژاد و مبارک شیم
درین سال فرخنده و نیک فال | خدا داد پورے بآن خوش خصال
بمیلاد آن اختر پر ضیا | پے سال کردم زول التجا
چنان در خیال سعید آمده | چه مهر درخشان پدید آمده ۱۲۷۸

خاتمۃ الطبع

حمد بے نہایت ایسے سخن آموز ازل کو سزاوار ہی کہ جسنے دو حرف کن سے مطلع کونین کو موزون فرمایا آور نعت بے غایت ایسے افصح عرب و عجم کو لائق ہی کہ جسنے حشوِ اصنام سے بیتِ کعبہ کو خالی کیا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم آور منقبت بے شمار اون رکن رکین خلافت مربع نشین چار بالش امامت کو زیبا ہی کہ جو مانند چار مصراع رباعی کے باہم جیتا مانند تھے ہمیشہ نظم ونسق دین متین و بلند آوازگی شرع مبین مین عرق افشان تھے بعد حمد ونعت کے مژدہ چمن آرایان معانی کو نوید نخلبندان سخندانی کو کہ آجکل آبیاری لطف باری سے نسرین خیابان فکر متین گل سرسبد مقال رنگین آئینے دیوان بلبل گلستان رنگین بیانی نغمہ سرای بوستان نکتہ دانی ہمپایۂ قدسی وکلیم جناب غفران مآب میرزا محمد اصغر علی صاحب دہلوی تخلص نسیم شاگرد حکیم محمد مومن خان اسکنہم فی فرادیس الجنان آبشار سنگ صنعت کار پردازان مطبع مصطفائی سے ماہ محرم الحرام سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین بمرتبہ دوم شاداب ہو کر گلدستۂ بزم سخنوران جہان نکہت فروش مشام معنی پروران زمان ہوا فی الواقع یہ مختصر ایک حرف ہو دفتر کمال سے نقطہ فرد ہی

دیوان خیال سے ہر چند اسکے مؤلف نے سعی بلیغ فرمائی لیکن تدبیر کام نہ آئی کہین سے
کلیات میسّر نہوا کسیطرح فراہم مجموعۂ ابتر نہوا یارون سے کمی کی نہایت بخل
طینتی کی بقول نسیم مصرعہ غیر ممکن جمع ہوتا نکہت برباد کا
ناچار اسیقدر جمع ہونے کو غنیمت سمجھے سرمۂ چشم بصیرت سمجھے تاریخین طبع کی
دوستون شاگردون نے موزون فرمائین خاتمے مین بسمت اندراج پائین

از نتائج فکر اکمل الکملا میرزا اسلم صاحب شیرازی تخلص مبتلا

حمد اللہ طبع شد در مطبع شخص کریم ‌— ابتدا دیوان استاد سخن نسیم
بارک اللہ مرحبا از طبع گوہر زای او ‌— لوحش اللہ شگفتہ فکر او چہ خوش دریتیم
از سواد حرف شعرش دیدہ بینا بضیا ‌— معنی مضمون او ہر جان برتن عظم رمیم
دلبری تاریخ او پرسید گفتم مژدہ باد ‌— طبع گردید اے نگارم تازہ دیوان نسیم ۱۲۸۵

قطعۂ تاریخ میر وزیر صاحب نور تخلص شاگرد میرزا محمد رضا صاحب برق

چھپا عمدہ جو دیوان نسیم دہلوی شاعر ‌— ہوا سال بنا ہی طبع کا سر کو مری سودا
چمن مین صبحدم مین جو پئی گلگشت جا نکلا ‌— صدا دی عندلیبون نے کہ وائی نور فکر اسجا
طبیعت تھی جو آمادہ مری رنگین بیانی پہ ‌— تو اوراق گل تر پہ کیے اشعار کچھ انشا
گل مضمون چنے مینے جو گلزار معانی سے ‌— گل تازہ دم فکر سخن ہاتہ آئین ہین کیا کیا
شگفتہ صورت غنچہ ہو تاریخی کو ہی مصرع ‌— کہا دل نے کھلا باغ نسیم دہلوی اچھا ۱۲۸۵

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر جناب منشی محمد امداد حسین صاحب صفیر تخلص رئیس فرخ آباد شاگرد حضرت سحر

طبع چون گردید دیوان نسیم خوش بیان ‌— کرد مضمون دلاویزش فسون سامری
مصرع تاریخ او گفتہ صفیر خستہ حال ‌— آنکہ شد گلشن فکر نسیم دہلوی ۱۲۸۵

از شاعر خوش بیان میرزا باقر حسین صاحب بلیغ تخلص ساکن فرخ آباد شاگرد منشی صفیر فرخ آبادی

بہر دیوان نسیم خوش فکر ‌— بلبل طبع جہ سالکش جوئے

گوش کن حرف کہ گفت ست بلیغ — گل گلزار مضامین گوئے ۱۲۸۵

طبعزاد منشی احمد حسین عرف منشی امیر اللہ صاحب تخلص تسلیم شاگرد رشید نسیم دہلوی

خدا کے فضل سے یہ انتخاب دفتر معنے — نہایت حسن سے چھپ کر قریب ختم آیا ہے
عجب جوبن ہے جدول پر عجب عالم ہے حرف و ں پر — کہ ہر نقطہ دل ارباب معنی کا سویدا ہے
بیاض و سطر دو لون لربا ہی اہل بینش مین — سپیدی ہے رخ سلمی سیاہی زلف لیلی ہے
تصور پا نہین سکتا سر اوج بلاغت کو — زمین شعر کو بھی آسمان گویا بنایا ہے
ادا شوخی نزاکت لطف حسن بندش مضمون — بتاؤن ہمنشین کیا کیا کہ ان شعرون مین کیا کیا ہے
خیال آیا پئے تاریخ اے تسلیم جب مجکو — کہ اکثر یہ دل مضطر کا اپنے خاص شیوا ہے
سنا مصرع یہ استاد ازل کے منہ سے بے منت — چھپا دیوان کہ تصویر معانی کا سراپا ہے ۱۲۸۵

از نتائج افکار منشی اشرف علی صاحب تخلص اشرف شاگرد نسیم دہلوی

چو طبع گشت بفضل خدای بے ہمتا — کلام شاعر عالی وقار و رشک کلیم
نمود فکر پے سال او دل اشرف — خرد بگفت ریاض کلام پاک نسیم ۱۲۸۵

از نتائج افکار نواب محمد تقی خان صاحب تخلص افسر شاگرد نسیم دہلوی

طبع چون گردید این دیوان پاک — از کرمہاے خداوند کریم
فکر افسر از پے تاریخ آن — گفت زیبا گلبن باغ نسیم ۱۲۸۵

از نتائج افکار شیخ فدا علی صاحب تخلص عیش شاگرد رشید جناب میر کلو صاحب متخلص بعرش

چھپا دیوان نسیم موجد طرز فصاحت کا — کہ جو تھی غیرت فردوسی و سعدی و خاقانی
ہر اک مصرع غزل کا سرو گلزار معانی ہے — بہار طبع رنگین سے خجل گلہای بستانی
نئے مضمون نئے معنی نئی بندش نئی لفظین — سراپا ہر غزل تصویر ہے کہتا ہے یہ مانی
حروف معجمہ مین عیش نے تاریخ یون لکھی — چھپا کیا ہی کلام فیض گلشن استاد لاثانی

گہر ریزی کلک گوہر سلک منشی گنج بند شاد صاحب تخلص فضا شاگرد منشی ہنڈو لال صاحب متخلص بہ زار

طبع شد چون کلام بلبل ہند — از عنایات بے نیاز قدیم
سال طبعش فضا چنین بنوشت — تبس شگفتہ گل بہار نسیم
۱۲۸۵

ازشاعر بے نظیر منشی عج الاشنکر صاحب تخلص امیر شاگرد نسیم دہلوی

چھپ چکا فضل خدا سے آج ارشاد نسیم — جسکا ہر مصرع ہے رنگینی مین لعل بے بہا
روی اندیشہ سے ہر سال تاریخ اے امیر — مطلع خورشید ہے ہاتف نے مجھسے یہ کہا
۱۲۸۵

ریختہ خامۂ فیض شمامہ حکیم فخر الدین حسین صاحب تخلص فخر شاگرد تسلیم

جب یہ مرقع شعر کا تیار چھپ کر ہو چکا — خوبی کو جسکی دیکھکر رنگ اوڑ گیا مانی کا ہے
کی جستجو تاریخ کی یون فخر نے مصرع لکھا — آئینہ دل چھپا دیوان یہ ہمفکر خاقانی کا ہے
۱۲۸۵

ازطبع زاد شیخ محمد حسین صاحب تخلص ملال شاگرد نسیم دہلوے

ہوا طبع دیوان استاد کا — جسے کہتے ہین اہل فن مستند
لکھو سال تاریخ تم اے ملال — چھپا دفتر بے مثال ابد
۱۲۸۵

از فکر سخن سنج خوش بیان مرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص گوہر شاگرد نسیم دہلوی

چھپا جب یہ دیوان راحت فزا — نسیم سخن سنج آزاد کا
لکھا کلک گوہر نے مصرع سال — نتیجہ یہ ہے فکر استاد کا
۱۲۸۵

نتیجۂ فکر میر عطا حسین صاحب نیر تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

واہ کیا خوب یہ چھپا دیوان — جس سے روشن ہوا چراغ نسیم
طبع کا سال اسکے اے نیر — کہیے دیوان ہے یا کہ باغ نسیم
۱۲۸۵

نتیجۂ فکر حسین مرزا صاحب ثریا تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

اے ثریا نہین کلام نسیم — نور آئینۂ ضمیر ہے یہ
لکھ یہی اسکے طبع کی تاریخ — واہ دیوان بے نظیر ہے یہ
۱۲۸۵

تمام شد در مطبع مصطفائی [illegible] لکھنؤ

اطلاع۔ اس دیوان کا حق تالیف مؤلف نے صاحب مطبع مصطفائی کو ہبہ کیا اسواسطے کوئی اور صاحب مطبع اسکے چھاپنے کے مجاز نہین فقط

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
بہار گلشن حصہ اول	ار	چمن قوالی	۴ر	عمدہ آشنا کیلئے دشنہ و خنجر ہے		منشی محمد منیر صاحب منیر	
ایضاً حصہ دوم	ار	گوہر قوالی	ار	یہی وہ غزلیں ہیں جس سے بزم		لکھنوی	۲ر
ایضاً حصہ سوم	ار	گلشن قوالی	۴ر	سماع قتل گاہ کا منظر دکھاتی		کتب قصص وغیرہ اردو	
ایضاً حصہ چہارم	ار	بزم قوالی	۴ر	اور اہل دل کو بسمل وار زمین		نوشیروان نامہ جلد اول	[illegible]
عندلیب چمن	۲ر	گلدستہ قوالی	ار	پر لٹاتی ہے مرتبہ و مولفہ		ایضاً جلد دوم	[illegible]
گراموفون ہر چہار جلد کامل	[illegible]	بیاض قوالی حصہ اول مختصر		شاعر روشن ضمیر خوش بیان		کوکب باختر	[illegible]
دفتر فصاحت	۱۲ر	صوفیہ کرام کے پاک نقوش		و خوش تقریر منشی محمد منیر صاحب		بالا باختر	[illegible]
دیوان خواجہ وزیر		گنجینۂ توحید و تصوف کا خزینہ		المتخلص بہ منیر لکھنوی۔	۴ر	ایرج نامہ جلد اول	[illegible]
قانون ستار	۱۰ر	کلام فارسی و اردو کا مجموعہ		تراشۂ کجری حسین		ایضاً جلد دوم	[illegible]
پھولوں کا گجرہ حصہ اول	۴ر	خمخانۂ وحدت کی مے دو آتشہ		چیدہ کجریاں اور عمدہ ٹھمریاں		صندلی نامہ	[illegible]
ایضاً حصہ دوم	۴ر	روح رواں مستانہ ادا ہی		تازہ غزلیں بھجن گھنٹہ اور		لعل نامہ جلد اول	[illegible]
باغ کلام اکبر	۴ر	آئینۂ جمال لایزالی جس کا ہر		قصائد چاریاری وغیرہ		ایضاً جلد دوم	[illegible]
میخانۂ عشق دیوان امیر مینائی	[illegible]	شعر عشق و محبت کا دفتر دل		نہایت کوشش جانفشانی		ہومان نامہ	[illegible]
فیض نشان دیوان		و سوز آشنا کیلئے دشنہ و خنجر ہے		سے جمع کیگئی ہیں۔	ار	طلسم خیال سکندری جلد اول	[illegible]
نواب مرزا والا جاہ بہادر	۱۲ر	یہی وہ غزلیں ہیں جس سے بزم		تحفۂ بہار کجری حسین		ایضاً جلد دوم	[illegible]
دیوان مراد صوفیانہ		سماع قتل گاہ کا منظر دکھاتی		نئی نئی کجریاں عمدہ عمدہ		ایضاً بقیہ جلد سوم	[illegible]
کلام ہے	۱۰ر	اور اہل دل کو بسمل وار زمین		ٹھمریاں چیدہ و تازہ		طلسم ہوشربا جلد اول	[illegible]
واسوخت امانت	۱۲ر	پر لٹاتی ہے مرتبہ و مولفہ		غزلیں بھجن ساون و		بقیہ ہوشربا جلد اول	[illegible]
نغمات بلبل	۲ر	شاعر روشن ضمیر خوش بیان		گھنٹہ وغیرہ مشہور رسالوں		ایضاً جلد دوم	[illegible]
گلزار کلکتہ	۲ر	و خوش تقریر منشی محمد منیر صاحب		سے جمع کیے گئے ہیں۔	۲ر	ایضاً بقیہ جلد دوم	[illegible]
نوبہار کلکتہ فی حصہ	۲ر	المتخلص بہ منیر لکھنوی۔	۴ر	نغمات اسد		ایضاً جلد سوم	[illegible]
اوج سخن	ار	ریاض قوالی حصہ دوم		معروف بہ		ایضاً جلد چہارم	[illegible]
جواہر شیریں	ار	بیاض قوالی حضرت		جان گلشن		ایضاً جلد پنجم حصہ اول	[illegible]
نغمۂ شیریں	ار	صوفیہ کرام کے پاک نقوش		لکھتے ہر روز اول گلدستہ کریم		ایضاً جلد پنجم حصہ دوم	[illegible]
مجموعۂ غزل گلی	۱۲ر	گنجینۂ توحید و تصوف کا خزینہ		سن تا شعر فروش ابو محمد		ایضاً جلد ششم	[illegible]
فریاد بلبل	۲ر	کلام فارسی و اردو کا مجموعہ		روزمرہ سے گانے کی مشہور		ایضاً جلد ہفتم	[illegible]
چمن ابراہیمی حصہ		خمخانۂ وحدت کی مے دو آتشہ		شاعر و گلی غزلیات تبتح حمد		طلسم ہفت پیکر جلد اول	[illegible]
ہے کامل	[illegible]	روح رواں مستانہ ادا ہی		و نعت ٹھمری و رباعیات		ایضاً جلد دوم	[illegible]
غنچۂ قوالی	۴ر	آئینۂ جمال لایزالی جس کا ہر		و قوالی و ہولی گانے کے عمدہ عمدہ		ایضاً جلد سوم	[illegible]
دفتر قوالی	۲ر	شعر عشق و محبت کا دفتر دل		جدید تیار کئے گئے مرتبہ		الف لیلہ کشوری	[illegible]

ضروری التماس

معزز ناظرین! مطبع مجیدی نے دیانت داری اور راستبازی کی وجہ سے اپنے خریدارونکو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے تاجران باوقار اور عام خریداران دیار و امصار جیسی کچھ اسکی عزت افزائی فرمارہے ہین وہ اسکی خوش معاملگی کے نتائج سے ایک نتیجہ ہے مطبع مجیدی اپنی مجموعی حیثیت اور ساکھ کے لحاظ سے بہت بہت مشہور ہے بیوپاریونکو جسقدر خاص کفایت اور متفرق خریدارونکو جسقدر رعایت سے مال دیا جاتا ہے اسکا صحیح اندازہ وہی لوگ کرسکتے ہین جنکو ایکبار بھی مطبع سے مال منگانیکا موقع ملا ہے منجملہ ذیل امور کی اہتمام کے ساتھ پابندی اور لحاظ سے جیسی کچھ روز افزون ترقی اس کارخانے کو ہو رہی ہے معزز ناظرین پر مخفی نہین۔

(۱) اس مطبع مین تقریبًا تمام ہندوستان کی مطبوعہ ہر علم و فن کی عربی فارسی اردو کتابونکا ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے

(۲) حتی الامکان کتابین عمدہ چھاپے اور اچھے کاغذ کی چھپی ہوئی فراہم کیجاتی ہین۔

(۳) جو کتاب عمدہ طبع ہی نہین ہوئی یا چھپکر کمیاب ہو گئی ہے وہ بدرجۂ مجبوری خراب چھاپے اور خراب کاغذ کی روانہ کیجاتی ہے اور جو صاحب لکھ دیتے ہین انکو خراب کتاب نہین روانہ کیجاتی ہے۔

(۴) تاجران کتب بیوپاریون کے ساتھ جو مراعات کیجاتی ہین اور جس نرخ سے انکو مال روانہ کیا جاتا ہے اس سے کم نرخ پر غالبًا اور کسی تاجر سے بھی نہ مل سکے گا۔

(۵) مدارس اسلامیہ و طالبان علم کے ساتھ جیسی رعایتین کیجاتی ہین اسکا اندازہ مال منگانے پر ہو سکتا ہے۔

(۶) متفرق خریداران کو خاص نرخ سے مال روانہ کیا جاتا ہے۔

(۷) تاجر (بیوپاریون)، مدارس اسلامی، طالبان علم اور متفرق خریدار غرضکہ سب صاحبون کے لیے کچھ نہ کچھ ایسی رعایتین ہین کہ بہ ہیئت مجموعی ہمارا دعوی ہے کہ انشاء اللہ العزیز ہر جگہ سے کفایت پڑیگی اور اسپر عمدگی مال کا نفع گھاتے مین۔

(۸) ہمکو امید ہے کہ اگر آپ کو کسی کتاب کی ضرورت ہو تو سب سے پہلے اپنے اس قدیم کتب خانۂ تجارتی مجیدی کو یاد فرمائیے اور ایک معمولی سی فرمایش بھیجکر کارخانے کی دیانت راستبازی کفایت رعایت عمدگی مال و غیرہ وغیرہ کا اندازہ ضرور فرمائیے۔

ملتمس

حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ و مالک مطبع مجیدی کانپور